صبح خندان

مصنفہ

شاعر ہمپایہ قدسی و کلیم جناب منشی محمد امیر اللہ صاحب تسلیم لکھنوی

حسب فرمائش

محمد نثار حسین نثار مالک قومی پریس و کارخانہ عطر و پیام یار

۱۸۸۹ع

قومی پریس واقع لکھنؤ چوک مین چھپی

قیمت فی جلد ۸ر علاوہ محصول

عمدہ اور جدید کتابین

آئینۂ ایمان

جناب لطفی طالب حسن مرحوم برادر جناب منشی امیر احمد صاحب آمیر لکھنوی نے یہ رسالہ ایمان اور مسائل اعتقادیہ مین نہایت تحقیق وتدقیق سے لکھا تھا - اب انکے انتقال کے بعد چھپا ہے - نہایت آسان اور سلیس اردو مین ہے - ہر مسلمان پر فرض ہے کہ اس رسالے کو پیش نظر رکھے - قیمت فی جلد - - - - - ۲

دیوان صغیر

یہ دیوان حضرت شاہ صغیر مرحوم لکھنوی کا ہے حضرت صغیر رشک مرحوم کے ارشد تلامذہ مین تھے - مرحوم نے اپنی بابرکت اور طولانی زندگی صرف شعر وسخن کے نذر کردی تھی - اردو نظم کے لیے غالبا اس سے زیادہ مفید کوئی ترکیب نہین ہے کہ اگلے سخن سنجون کا کلام نئے طبع آزمائی کرنے والے اذکیا کی مدد کے لیے شایع کیا جاے - قیمت مع محصول - - - عہ

دلچسپ کا دوسرا حصہ

سچے عشق کی دلگداز تاثیر - ہمارے دلی جذبات کی اصلی تصویر - ایک پاکباز عاشق کی بیتابانہ امنگین - ایک پاکدامن معشوقہ کا عصمت نما ضبط - ہندوستانی مردون کے جنون انگیز ولولون کی انتہا - ہماری عورتون کی بے بسی اور پاکدامنی - یعنے دلچسپ کا دوسرا حصہ "فرخ اور اسکا عشق" نہایت موثر اور پرجوش اردو مین نازکخیالیون کے نئے نئے پیرائے پیدا کرکے نہایت اہتمام سے چھاپا گیا ہے - قیمت فی جلد - - - - ۸

Checked

تعریب الاطفال

یہ رسالہ عربی خوان طلبا کے واسطے اسقدر مفید ہے کہ جسکی تعریف لفظون مین ممکن نہین - صرف اسکو پڑھا دیجیے اور عربی عبارت لکھنے اور سمجھنے کی لیاقت موجود - قیمت مع محصول - - - - - ۴

خیالات نادرہ

فصیح فارسی مین تصوف کی لاجواب کتاب ہے - قیمت فی جلد - - - - - ۲

البرٹ بل

یہ ڈراما جو دراصل ہندوستان کی پہلی پولیٹکل اردو تصنیف ہے ضرور اس قابل ہے کہ ہر مہذب ہاتھ مین اور ہر شخص کی میز پر اسکی ایک کاپی ہو - قیمت فی جلد ۸ ہر قسم کتاب کی درخواست آئے مع قیمت یا باجازت ویلیو پے ایبل - لیکن منی آرڈر کی فیس یعنی ۲ کے ٹکٹ فرمائش کے ساتھ بھیجنا چاہیے ورنہ تعمیل ممکن نہین ۔

المشتہر مہتمم پیام یار - لکھنؤ چوک -

پیام یار

(اردو شاعری اور نظم کا اکیلا ہمدرد)

جذبات کا دریا - خیالات کا چشمہ - عشاق کا قتل - معشوقانہ اداؤن کا البم - یعنی وہ اچھوتا صحیفہ حسین خاص خدا کے پاس سے نازل ہوئے الہامات فراہم کیے جاتے ہین - یا وہ سچا سانچہ جسکو ملک نے زبان اردو کی حسن وخوبی کی پہچاننے کا حکمی پیمانہ تسلیم کرلیا ہے - وہی جسے پیام یار کہتے ہین - قیمت عام سے ایکروپیہ سالانہ مع محصول - رؤسا سے پانچروپیہ سالانہ بغیر وصول قیمت سالانہ پیشگی ہرگز ہرگز کسی کے نام جاری نہین ہوتا - ایک نمبر بطور نمونہ ۲ وصول ہونے پر - قومی پریس لکھنؤ چوک سے ماہوار نہایت حسن وخوبی سے شایع ہوتا ہے - درخواستین مع قیمت یا باجازت ویلیو پے ایبل محمد نثار حسین نثار مہتمم پیام یار لکھنؤ کے نام آنا چاہیین ۔

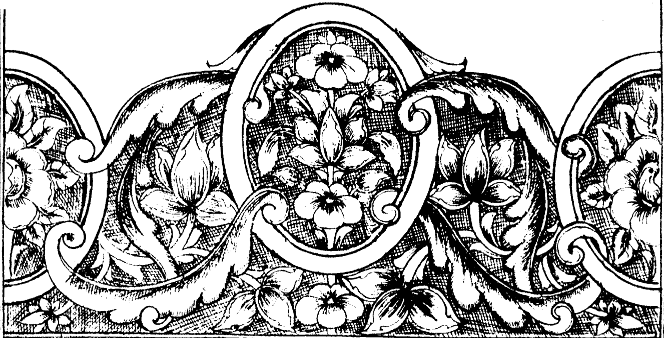
إنَّ مِنَ الشِّعرِ لَحِکمَةً وَ إنَّ مِنَ البَیانِ لَسِحراً

الحمد للہ والمنہ کہ مجموعہ سحر البیان مثنوی لاجواب و نور افشاں بامعنی



حسب فرمایش خاکسار محمد نثار حسین نثار مالک قومی پریس و مہتمم پیام یار

قومی پریس لکھنؤ چوک میں چھپی



بسم اللہ الرحمن الرحیم

خبردار ہو اے دل مست حال
نوید سخن دے رہا ہے خیال

اُمنگیں طبیعت مین کچھ اور ہین
ارادے نئے ہین نئے طور ہیں

روان قلزم نکتہ دانی سے آج
زبان موج بحر معانی ہے آج

تصور اُٹھاتا ہے پھر ناز فکر
دل و جان ہین ہمراز دمساز فکر

یہ مفہوم ہوتا ہے ادراک سے
کچھ ایما ہے پھر ایزد پاک سے

کیے جسنے پیدا بصد آب و تاب
زمین و فلک ذرہ و آفتاب

ہویدا کیے پھر ماضی و حال
شب و روز شام و سحر ماہ و سال

بنایا عجب یہ طلسم جہان
کہ پنہان عیان ہے عیان ہے نہان

سوا دیکھنے کے خبر کچھ نہین
نظر مین ہے سب کچھ مگر کچھ نہین

چھپا ایسا پہچانا نہ انس و جان
کہ جس طرح آنکھون سے پتلی نہان

دو عالم کا رزاق مطلق ہے وہ
یہ جتنے ہین باطل ہین برحق ہے وہ

خدائی اُسی کو سزاوار ہے
سوا اُسکے جو کچھ ہے بیکار ہے

یہ جو کچھ ہے پیش نظر جلوہ گر
نہان چشم بینا سے ہے جس قدر

تمام اُسنے قدرت سے پیدا کیے
حجاب عدم سے ہویدا کیے

نہ بیٹا نہ بیٹی نہ مان باپ ہے
ہمیشہ سے وہ آپ ہی آپ ہے

اُسے حاجتِ یار و ہمدم نہین
مظاہر ہین اُسکے درون و برون
تبسّم لبِ غنچۂ گل مین ہے
دلون مین خلش ہے تلاش مین مزا
کیا ہر طرف جلوہ افروز باغ
دمِ کُن کیے خلق نزدیک و دور
دلون مین غمِ عشق پیدا کیا
خموشی کی لذت لبِ گل کو دی
دکھا کر رخِ شمع کاشانہ کو
دلِ قیس محزون کو پُرخون کیا
جفا عشقِ شیرین مین ایجاد کی
روان جستجو مین کیا آب کو
حبابِ لبِ آبجو دمبدم
اُسی کی ہوا مین بڑھا اضطراب
صدف کو گہر آب گوہر کو دی
عطا کی تڑپ برقِ بیتاب کو
چھپایا شرر سینۂ سنگ مین
جدا وہم سے اُسکے اسرار ہین
خرد کو خدا تک رسائی نہین
پسِ پردۂ غیب سے دمبدم
شرارون سے بھرتا ہے وہ سنگ کو
کوئی فعل حکمت سے خالی نہین
گدا کی نہ پروا نہ غم شاہ کا
بجا ہے جو کوئی تمنا نہین
کرون اُسکے اسرارِ حکمت بیان

کوئی راز سے اُسکے محرم نہین
تصوّر سے افزون گمان سے فزون
نمک شورِ فریادِ بلبل مین ہے
لبون مین فغان ہے فغان مین صدا
چمن مین گلِ لالہ لالہ مین داغ
فلک پر ستارے ستارون مین نور
گلون پر عنادل کو شیدا کیا
تمنّاے فریادِ بلبل کو دی
جلایا دل و جانِ پروانہ کو
محبت مین لیلےٰ کی مجنون کیا
گئی رائگان جانِ فرہاد کی
پھرایا تمنا مین گرداب کو
اُسی کی محبت کا بھرتا ہے دم
رگِ نبضِ بسمل بنی موجِ آب
حقیقت مین کیا چیز تہقہر کو دی
کیا خلق بے چین سیماب کو
بھرا سوزِ الفت دلِ تنگ مین
یہان فہم و ادراک بیکار ہین
جہان تک خرد ہے خدائی نہین
دکھاتا ہے عالم کو ہست و عدم
اوڑاتا ہے بے بال و پر رنگ کو
وہان دخلِ ہرزہ خیالی نہین
وہان رتبہ کیا ذلّت و جاہ کا
سوا عاجزی کے وہان کیا نہین
مرے نطق مین اتنی قدرت کہان

بیان اختصار بیان چاہیے
سکوت آشنائے زبان چاہیے

صواب اسجگہہ عذر تقصیر ہے
خموشی ہم آواز تقریر ہے

اُٹھاتا ہون ہاتھ اب دعا کے لیے
کہین دوست آمین خدا کے لیے

مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات

الٰہی مین صدقے تری شان کے
اِدھر بھی اشارے ہون احسان کے

عطا کر کوئی دل سزاوارِ عشق
ہوا خواہ غم نازبردارِ عشق

اُٹھاتا رہے بیوفاؤن کے ناز
نہو بے نیازون سے خود بے نیاز

اُلجھتا رہے زلفِ خمدار سے
پٹکتا رہے سر کو دیوار سے

خفا نام سے شادمانی کے ہو
تصدق غمِ جاودانی کے ہو

نہ گھبرائے تکلیفِ ایام سے
بگڑتا رہے نام آرام سے

ہوا خواہ زلفِ پریشان رہے
شہیدِ غمِ سینہ ریشان رہے

نہ دیکھے کبھی شکل آسودگی
رہے خاک پامال فرسودگی

عزیز آشنا دوست سے تنگ ہو
تسلّی اُسے طعنۂ ننگ ہو

سرشکِ جگر رنگ رویا کرے
لہو سے رُخِ زرد دھویا کرے

نہ راضی ہو گل سے نہ خوش باغ سے
بہاتا رہے سوزشِ داغ سے

رضاجوے نامہربانی رہے
دعاگوے آشفتہ جانی رہے

بگولے کا انداز پیدا کرے
ہمیشہ طواف آپ اپنا کرے

شرر جس طرح ہو رگِ سنگ مین
رہے عمر بھر سینۂ تنگ مین

دمِ مرگ تک مے پرستی کرے
کنارِ لحد مین بھی مستی کرے

کبھی غم الم بیکسی کا نہ ہو
ترا ہو کے ہرگز کسی کا نہ ہو

چراغِ حرم شمعِ تبخانہ ہو
فروغِ دلِ خویش و بیگانہ ہو

رہے حسرتِ جاہ و حشمت سے دور
ہمیشہ رکھہ اسبابِ نخوت سے دور

نہ لیجا کسی اہلِ دُنیا کے پاس
یونہین رہنے دے ہمدمِ درد و یاس

وہ حاجت نہ دے جس سے ہو کر حزین
بخیلون کی دیکھون مین چین جبین

جُدا جس گھڑی جسم سے جان ہو
رفیقِ رہِ مرگ ایمان ہو

دمِ فتنۂ پرسشِ خیر و شر — بدولت گناہون کے رسوا نہ کر
خیال اسقدر یا الٰہی رہے — نہون مین اگر روسیاہی رہے
بھروسا نہ طاعت نہ اخلاص پر — نظر ہے فقط رحمتِ خاص پر
وہ بدعہد ہون سست پیمان ہون مین — کہ توبہ سے اپنی پشیمان ہون مین
کہانتک کرون عذر مین روسیاہ — کہ ہر دم کے ہین ساتھ لاکھون گناہ
مین توبہ سے ہون پاک دشوار ہے — یہ ابرِ کرم کا ترے کار ہے
اسی وجہ سے اے خداوندگار — درِ فیض پر منفعل شرمسار
کرم کو ترے سنکے آیا ہون مین — تقاضاے امید لایا ہون مین
رہون یاس و حسرت مین کبتک تباہ — ادھر بھی کریمانہ کوئی نگاہ
کہان جاؤن اس در سے منہ موڑکر — ملون کس سے یا رب تجھے چھوڑکر
مجھے اور کس سے سروکار ہے — مرا کون حامی مددگار ہے
کیا ہست خاکِ عدم سے مجھے — دیا تو نے سب کچھ کرم سے مجھے
کسی کا نہ مین گردِ احسان ہوا — نہ شرمندۂ داغِ احسان ہوا
مرادون سے اپنی رہا کامیاب — دکھاتی رہی کامرانی شباب
مقابل دمِ عہدِ پیری ہے اب — زمانِ غمِ ناگزیری ہے اب
بنا سنگ ہون ناتوانی سے مین — گرانبار ہون زندگانی سے مین
نہ جنبش سے مطلب نہ آرام سے — تھکے دست و پا اپنے ہر کام سے
گھٹین قوتین ناتوانی بڑھی — اجل سے ہے کچھ زندگانی بڑھی
شب و روز ہین ضعفِ پیری کے زور — مجھے تکیہ ہے خشتِ بالینِ گور
تو اسوقت مین بھی مددگار ہو — مرا تو ہی دلسوز و غمخوار ہو
یہی ہے ترے فضل سے آرزو — نہون مین زمانے مین بے آبرو
سوا اس درِ جم حشم شاہ کے — خدیوِ ملک خو فلک جاہ کے
نہ لیجا کسی کے درِ فیض پر — کہین خم سرِ جبہہ فرسا نہ کر
تپش دل مین عشقِ پیمبر کی دے — جگر تشنگی شاہِ کوثر کے دے
مجھے نقشِ پامالِ حیدر بنا — غبارِ رہِ آلِ حیدر بنا

دمِ حشر اُٹھون بسترِ خاک سے ۔۔۔ لپٹ کر سرِ دامنِ پاک سے

نعت سرورِ کائنات مفخرِ موجودات محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و علےٰ آلہ و اصحابہ وسلم

سنبھل اے زبانِ عقیدت بیان ۔۔۔ مؤدب ہو اے کلکِ گوہر فشان

محبت سے لبریز سینہ ہے آج ۔۔۔ نفس گردِ راہِ مدینہ ہے آج

تمنا مین ہے روشنی نور کی ۔۔۔ چمکتی ہے بجلی یہان طور کی

دہن مین مزے آبِ کوثر کے ہین ۔۔۔ لبِ تر ثناگوے پیمبر کے ہین

محمد کہ جنکی بدولت جہان ۔۔۔ ہوا نیست سے ہست ہوکر عیان

نہ ہوتے عدم سے جو وہ جلوہ گر ۔۔۔ زمین و فلک کچھ نہ آتے نظر

اُنھین کی بدولت ہے سارا جہان ۔۔۔ اُنھین کے ہی صدقے مین کون و مکان

فضائل ہین کونین مین جس قدر ۔۔۔ ہوے ختم سب آپ کی ذات پر

شرافت مین بیمثل آفاق سے ۔۔۔ گرانمایہ اخلاق و اشفاق سے

یگانہ تواضع مدارات مین ۔۔۔ گرامی زمانے سے ہر بات مین

تعلی سے طبعِ معلیٰ نفور ۔۔۔ نہ دل مین تکلف نہ سر مین غرور

ہمیشہ فلک بر سرِ اعتبار ۔۔۔ مگر صورتِ عکس بہ خاکسار

صحابہ سے ملتے محبت کے ساتھ ۔۔۔ عزیزون سے پیش آتے عزت کی ساتھ

مروت سخاوت خداداد تھی ۔۔۔ کرم کی ہزارون طرح یاد تھی

سلیمان اورنگ شرعِ متین ۔۔۔ نگین نبوت کے نقشِ مبین

جدھر جنگ مین چمکی تیغِ جہاد ۔۔۔ ہوئی ظلمتِ کفر روشن سواد

جو اعجاز دیکھے نئے رنگ کے ۔۔۔ زمین پر گرے ڈر سے بت سنگ کے

دو عالم مین وہ دادگر بادشاہ ۔۔۔ پناہِ جہان تھے جہانِ پناہ

اُنھین علمِ ظاہر کی حاجت نتھی ۔۔۔ نقوشِ قلم کی ضرورت نتھی

زبان دان تھے اقلیمِ توحید کے ۔۔۔ ادا فہم اسرارِ تفرید کے

مفسر کتابِ الٰہی کے تھے ۔۔۔ مخاطب خطابِ الٰہی کے تھے

جو ممکن نہ تھا علم کونین میں
پڑھا مکتبِ قاب قوسین میں

سرِ مو بھی جس پر وہ ظاہر کیا
علومِ دو عالم سے ماہر کیا

حجابِ زمین و زمان اُٹھ گیا
سراپردۂ این و آن اُٹھ گیا

ہوے محرم رمز و اسرارِ عشق
بنے بندۂ شاہ سرکارِ عشق

خودی سے جدا ہو کے مثلِ حباب
ہوے غرق بحرِ حقیقت شتاب

زبانِ گہر سنج و گوش و بصر
ہوے حق بیان حق شنو حق نگر

شہِ مرسلان آپ کا یہ غلام
جگر خستہ ناکام تسلیم نام

سبب کیا جو د نزات پُر اضطراب
ابھی تک ہے ہندوستان میں خراب

جُدا ہے درِ روضۂ پاک سے
پشیمان ہے شوق طربناک سے

خفا روز و شب زندگانی سے ہے
دل آزردہ آشفتہ جانی سے ہے

اسیرِ بلا ہے چھڑا لیجیے
مدینے میں اپنے بُلا لیجیے

وہان آ کے حسرت زدہ دور سے
ملے چشمِ تر خاکِ پُر نور سے

ہجومِ تمنا میں شوریدہ سر
پھرے گرد روضے کے شام و سحر

تقاضاے بیتابیِ ذوق سے
نکالے تمناے دل شوق سے

ادب سے کھڑا ہو کے پیشِ مزار
کرے عرض بیتابیِ جانِ زار

پڑھے دمبدم رو کے خونِ جگر
درود آپ پر آپ کی آل پر

صحابہ سے اخلاص ظاہر کرے
عقیدت سے آگاہ و ماہر کرے

مدح ہلال رکاب انجم خدم صاحب طبل و علم عالیجناب نواب کلب علیخان صاحب بہادر والی رامپور

خبر لے مری ساقی شوخ و شنگ
کہ آیا ہون پرہیزگاری سے تنگ

جھکا شیشۂ بادہ بھر جلد جام
غمِ پندِ واعظ کو میرا سلام

پلا کوئی دم ساغرِ مُل مجھے
سُنا خندۂ شورِ قلقل مجھے

دمِ جوش اُٹھا کر مین کاغذ قلم
لکھون مدح شاہنشہِ جم حشم

فلک رتبہ کلب علیخان جسے
کرین بندگی مہر و مہ دور سے

مقابل ہو جو اُس سے بدخواہ جاہ
نظر آئے مثلِ سیہ رو سیاہ

جو ہو منتقل نطفہ بدسگال
قضا بطنِ مادر مین دے گوشمال

اگر کھینچے شمشیر روزِ مصاف
نظر آئے دشمن سے میدان صاف

زمانے مین تھے اُسکے جتنے عدو
ہوے چاک مدفن مین صرفِ رفو

مٹا کر دمِ تیغ سے جا بجا
قضا نے کیا شکرِ فرصت ادا

یہ بخشش نے اُسکی دکھایا کمال
کہ تبخالہ لب ہے حرفِ سوال

ہمیشہ کفِ جود کے روبرو
کرے کو تہی دامنِ آرزو

وفورِ سخاوت سے آئی نظر
ہوس تا گلو غرقِ آبِ گہر

مٹے ریزشِ سیم وزر سے تمام
خطوطِ کفِ دستِ ہر خاص و عام

فلک در پہ آتا ہے امیدوار
لیے ہر سحر کاسۂ زرنگار

نہین کام کچھ اُسکو جز کارِ عدل
شب و روز ہے گرم بازارِ عدل

متاعِ ستم بسکہ نایاب ہے
کتان پنبہ داغِ مہتاب ہے

نشان تک نہین رسم بیداد کا
فقط نام سنتے ہین فریاد کا

وفورِ طرب ہے یہان اسقدر
کہ رکھتا ہے نغمہ کا نالہ اثر

درِ فیض ہے مرجعِ خاص و عام
شب و روز ہے خلق کا اژدحام

ہجومِ تمنا نہین اسقدر
کہ جا کر پھر آئے سلامت نظر

اگر دیکھ لے جلوۂ حسنِ پاک
گریبانِ صبحِ قیامت ہو چاک

جبین سے عیان شوکتِ خسروی
بشکلِ دعائے ضعیفان قوی

لکھے ہین جو قسمت مین عشرت کے روز
مزے رہتے ہین صرفِ دولت کے روز

ہر اِک علم کے نکتہ ہائے نہان
زبان پر بدیہی کی صورت عیان

خصوصًا فنِ شعر مین وہ کمال
نہ ہمپایہ قدسی نہ ہمسر کمال

اگر دیکھتا یہ سخن گستری
نہ مُنہ کھولتا شرم سے انوری

سراپا ہے اعجاز فن کے لیے
مسیحا ہے گویا سخن کے لیے

کسی مین یہ شیوا زبانی کہان
میسر یہ جادو بیانی کہان

سنے گر یہ مضمون زیرِ زمین
ظہوری کہے آفرین آفرین

دمِ دید نظارہ دیوانہ ہے
ہر اِک بیت گویا پریخانہ ہے

خدا نے دیا ہے وہ جاہ و حشم
یہ سامان حاصل نہ قیصر کو تھا
یہاں جمع کامل جو کثرت سے ہین
ہر اک فن کے اُستاد عالی گہر
کرون مدحتِ شاہ قدسی خصال
نہ ارباب لفظ و معانی سے مین
نہ مین نظم مین قابلِ اعتبار
غبارِ رہِ خاکساری ہون مین
زبان دان ہون لیکن بریدہ زبان
بس اے خامہ کر مختصر یہ سخن
مجھے نسبتِ شعر کیا چاہیے
الٰہی ہے گلشن مین جبتک چمن
سمن مین ہے جس روز تک رنگ و بو
ہمیشہ یہ سلطان نازک دماغ
برنگ گل و غنچہ و یاسمن
عدو کا پریدہ رہے رنگ رو

تحیّر مین ہے دیکھ کر جسکو جم
میسر نہ خاقان و سنجر کو تھا
فقط قدر دانیِ حضرت سے ہین
دعا گو ے دولت ہین شام و سحر
مری کیا حقیقت مری کیا مجال
نہ واقف رہِ نکتہ دانی سے مین
نہ شعر و سخن کو مرے کچھ وقار
خسِ کوے بے اعتباری ہون مین
خموشی کے پردے مین جادو بیان
زیادہ نہین خوب اظہارِ فن
دعا گو ہون مجکو دعا چاہیے
چمن مین ہین جبتک گل و یاسمن
پریشان جب تک ہے بو چار سو
رہے گلشنِ دہر مین بلغ باغ
رہے خرّم و تازہ و خندہ زن
پریشان پھرے مثلِ بو چار سو

آغاز داستان

سرِ شام ساقی نہین لطفِ خواب
چلے دَور ٹھہرے دلِ ناصبور
بیون کو دمِ فکر گویا کرون
سناؤن کہن قصہ احباب کو
کہ تھا سرزمینِ یمن مین کہین
جہاندار اُس شاہ کا نام تھا
جہان عدل سے اُسکے تھا باغ باغ

اُٹھا لا ذرا شیشہ ساغر شراب
طبیعت کو لائے مزے مین سرور
خموشی مین کچھ بات پیدا کرون
کرون یاد بھولے ہوئے خواب کو
کوئی صاحبِ تخت و تاج و نگین
ستم سوز فرخندہ انجام تھا
بجھا سکتی صرصر نہ گل کا چراغ

نہ دارا تھا ہمسر زر و مال مین ۔ سکندر نہ ہمپایہ اقبال مین
فلک مہربان بخت دمساز تھا ۔ سلاطین عالم مین ممتاز تھا
کہین جور بے اعتدالان نتھا ۔ جرس کے سوا کوئی نالان نتھا
صراحی تھی سرگوشی جام مین ۔ غمِ ہوش تھا فکرِ انجام مین
فراغت مسرت خوشی عام تھی ۔ مصیبت مری طرح ناکام تھی
بہت شاد رہتا دلِ شاد سے ۔ مگر داغ تھا داغِ اولاد سے
یہ اندھیر تھا وہ شہِ خوش نہاد ۔ نرکھتا تھا روشن چراغِ مراد
اسی غم سے عشرت فراموش تھا ۔ اسی سے مصیبت ہم آغوش تھا
یہی واسطہ دلفگاری کا تھا ۔ یہی کچھ سبب آہ وزاری کا تھا
ہوا ایک دن اسقدر پرملال ۔ کہ آیا نظر ہیچ سب ملک و مال
طبیعت سوِ جوشِ غم آگئی ۔ اوداسی سی رخسار پر چھا گئی
سرشکِ جگر رنگ بہنے لگا ۔ تہِ لب یہ حسرت سے کہنے لگا
کہ افسوس ابتک تمناے دل ۔ رہے سینے مین بنکے دل جاے دل
نہ پیش آئی تقدیر احسان سے ۔ پشیمان رہی اپنے ارمان سے
دمِ چند ضایع کرین کیون یہان ۔ امیدِ بسر وقتِ پیری کہان
یہ مانا کہ ہم اور کچھ دن جیے ۔ پھر آخر یہ سامان کسکے لیے
بہت جلوہ افسر وزر شاہی رہے ۔ بہت سرخوشِ کجکلاہی رہے
علم ہو کہ ہو تخت و تاج و نگین ۔ کسی شی کی اب ہمکو پروا نہین
تمنا ہے چندے سفر کیجیے ۔ فقیرون مین کچھ دن بسر کیجیے
کہین صورتِ نقشِ پا بیٹھ کر ۔ کرین زندگی یادِ حق مین بسر
بلایا وزیرِ خردکار کو ۔ کہا اس سے حالِ دلِ زار کو
بیان کی جفاے دورِ ایام کی ۔ کہی داستان بختِ ناکام کی
خلش اُسنے سن اُسکے تقدیر کی ۔ جگر خستگی اپنی تقریر کی
کہا اے شہنشاہِ عالم پناہ ۔ اسی درد و غم مین ہون مین بھی تباہ
بسر ہوگئی زندگانی مری ۔ کٹی رائگان نوجوانی مری

میسر نہین ہے جو نورِ نگاہ
زمانہ ہے میری نظر مین سیاہ

مناسب جو تدبیر ہو کیجیے
رفاقت مین لیکن مجھے لیجیے

بجا لاؤن گا شرط خدمت تمام
غلامی مین حاضر رہونگا مدام

غرض دونون پروردۂ درد و یاس
روانہ ہوے شہر سے بے ہراس

شب و روز مانندِ عمرِ روان
چلے جانبِ دشت بے خانمان

رفاقت مین تکلیف آوارگی
دعا گوے مقصود بیچارگی

نہ اُمید تسکین دل آہ سے
تسلی نہ فریادِ جانکاہ سے

سرِ آبلہ وقفِ پامال تھا
دگرگون ہراک حال مین حال تھا

زبس نازپروردہ شاہی کے تھے
اُٹھائے نہ صدمے تباہی کے تھے

سفر کی مصیبت سے تنگ آ گئے
غم و غصہ دونون جگر کھا گئے

تحمل طبیعت سے جاتا رہا
ارادے پر افسوس آتا رہا

پھرے مدتون جب وہ شوریدہ سر
ہوے ایک میدان مین جلوہ گر

کہون حال کیا اُس بیابان کا
نمونہ قیامت کے میدان کا

نہ سبزہ نہ سایہ نہ کوئی شجر
ہراک سمت غولِ بیابان کا ڈر

جہنم اثر گرمیِ آفتاب
جگر طائرانِ ہوا کا کباب

شفق گون حرارت سے رنگِ غبار
چمکتی ہوئی ریگ مثلِ شرار

سرِ جادہ تھا اسقدر برق دم
بگولے نہ رکھتے زمین پر قدم

فزون شعلے سے دھوپ آتش فشان
ہوا پر مزاجِ پری کا گمان

انھین دیکھ کر یون اسیر بلا
اجل نے کہا مرحبا مرحبا

چلے دو قدم جب وہ تفتہ جگر
ہوا تشنہ جانی کا پیدا اثر

نہ باقی رہی طاقتِ ضبطِ آب
گرا خاک پر شاہِ عالیجناب

کیا تن سے تاب و توان نے سفر
ہوا ہمنفس اضطرابِ جگر

پھرا کر نظر ہوش رخصت ہوا
غش آ کر شریکِ مصیبت ہوا

نہ غمخوار کوئی نہ ہمدم رہا
فقط ساتھ دستورِ اعظم رہا

بہت اُسنے تدبیر آرام کی
نہ کاوش گئی بختِ ناکام کی

پھرا حد سے افزون پئے آبجو — بہت کی بیابان مین جستجو
ولیکن نصیبون سے جُز چشم تر — کہین کوئی چشمہ نہ آیا نظر
یہ دل تفتہ پانی کے ارمان مین — چلا پھر اُسی خشک میدان مین
قضا را کسی سمت کچھ جانور — اُسے گرم پرواز آئے نظر
ہوا صاف باور کہ تالاب ہے — مقرر ادھر چشمۂ آب ہے
بڑھا اُسطرف کو بصد آرزو — لیے ہاتھ مین اپنے جام و سبو
یہ پونہچا سفر کر کے جسدم وہان — نظر آئین قدرت کی نیرنگیان
یہ دیکھا کہ دامن مین کہسار کے — تماشے ہین جنت کے گلزار کے
کہین سنبلستان کہین لالہ زار — بندھا ہر طرف ہے طلسمِ بہار
ہر اک سمت ہے موجِ سبزہ کا جوش — زمین ہے گل و لالہ سے سُرخ پوش
جدھر دیکھیے عالمِ نور ہے — ہر اک نخل نخلِ سرِ طور ہے
روان مثلِ کوثر ہے اک آبجو — کرین حضرتِ خضر جسمین وضو
سراپا ہے چشمِ تمنا حباب — بھنور ہین تقدیر کے پیچ و تاب
حبابون کے نیچے لیے دوش پر — ہر اک موج سرگرم راہِ سفر
لبِ نہر اک قصر ہے نور کا — لگا جسمین ہر سنگ ہے طور کا
منقش ستون کلکِ بہزاد سے — تراشے ہوے دستِ فرہاد کے
کرے دیکھ کر حُسن دیوار و در — نظر چشم موسلے کا پیدا اثر
بچھے فرش و قالین ہین دالان مین — تکلف ہے ہر ایک ایوان مین
ولیکن با این شان و شوکت کہین — مکین کا پتا نام کو بھی نہین
بنا دیکھ کر بُت یہ نیرنگ وہ — ٹھٹھک رہ گیا صورتِ سنگ وہ
کہ اتنے مین یاد آگئی شاہ کی — اجازت تحیر سے لی راہ کی
شتابی صراحی مین کچھ بھر کے آب — پھرا جانبِ شاہ عالیجناب
بہ رنگِ صبا آن کی آن مین — ہوا آکے داخل بیابان مین
لگا دی صراحی لبِ شاہ سے — وہ پانی پلایا بڑی چاہ سے
ہوا جبکہ سیراب وہ تشنہ جان — تعجب سے پوچھا کہ اے مہربان

کہان سے تو لایا یہ آبِ بقا ۔۔۔ تجھے چشمۂ خضر کیونکر ملا
کہا کیا کہون طرفہ ہے داستان ۔۔۔ ذرا دیکھیے آپ چلکر وہان
غرض کہہ کے مضمونِ دلخواہ کو ۔۔۔ سرِ چشمہ لایا شہنشاہ کو
وہ عالم ہوا جلوہ بخشِ نظر ۔۔۔ کہ دل سے گئے باغ شاہی اتر
ہوا شکلِ تصویر گم کردہ ہوش ۔۔۔ بنا مثلِ آئینہ حیرت فروش
تحیر کے عالم مین ناگہہ نگاہ ۔۔۔ پھری سوے قصرِ فلک بارگاہ
تمنا نے پیدا کیے ولولے ۔۔۔ بڑھے آگے بڑھ چلنے کے حوصلے
قریب آکے آخر شہِ نامدار ۔۔۔ ہوا مائل سیرِ نقش و نگار
تمنا سو جھانے لگی شوق کو ۔۔۔ کچھ ایسا کرو پھر کے جانا نہ ہو
نظر صورتِ کودکِ بے خبر ۔۔۔ مچلنے لگی نقشِ دیوار پر
پھراتی تھی حسرت انھین چارسو ۔۔۔ دکھاتی تھی سیرِ مکان آرزو
کبھی سوے ایوان کبھی سوے بام ۔۔۔ خرامان تھے ہر سمت یہ شادکام
کہ اتنے مین آئی انھین یہ صدا ۔۔۔ کہ اے میہمانانِ خوانِ گدا
نہ پھرنا یہان بے سبب چاہیے ۔۔۔ مقام ادب ہے ادب چاہیے
بہت کر چکے سیرِ دیوانگی ۔۔۔ کہان تک ارادون سے بیگانگی
ادھر بھی قدم رنجہ فرمائیے ۔۔۔ بس اب جانبِ مدعا آئیے
یہ سن سن کے اسطرح آوازِ غیب ۔۔۔ ہوے حیرت و خوف سے سر بجیب
کہ یارب یہ کیا حرفِ گفتار ہے ۔۔۔ گدا کون کسکا یہ گھر بار ہے
یہان کون کسکے ہین مہمان ہم ۔۔۔ بزرگانہ کسکے ہین لطف و کرم
کسے حال سے ہے ہمارے خبر ۔۔۔ عنایت کی ہم پر ہے کسکی نظر
عیان ہین سراسر نشانِ طلسم ۔۔۔ مقرر ہے کوئی مکانِ طلسم
اگرچہ ہوا وسوسہ سدِ راہ ۔۔۔ ولیکن بڑھے اور دستورِ شاہ
یہ آئی نظر قدرتِ ذوالجلال ۔۔۔ کہ اک مردِ درویش صاحب کمال
دو عالم کو دل سے بھلائے ہوے ۔۔۔ خدا کی طرف لو لگائے ہوے
دلِ آگاہ کشف و کرامات سے ۔۔۔ خبر اولیا کے مقامات سے

تحیر مین شاہانہ اک تخت پر
سلیمان کی طرح سے ہے جلوہ گر

ریاضت سے مانند جسم شال
فقط رہ گیا ہے گمان یا خیال

ضرورت کو ہی بہر ستر بدن
گلے مین پڑا صندلی پیرہن

تجلی حق سے رخ پاک پر
زمین پر ہے خود دل ہے افلاک پر

سکوت آشنا حسب معمول ہے
تماشائے باطن مین مشغول ہے

ادب سے وزیر و شہ نیکبخت
کھڑے ہو رہے جاکے نزدیک تخت

بھر آیا قلق سے دل پر ملال
یہ اسوقت دونون کو گذرا خیال

کہ قسمت یہانتک تو لائی ہمین
جو کچھ پیش آنی تھی آئی ہمین

خدا جانے اب اور ہوتا ہے کیا
ابھی ہے نصیبون مین کیا کیا لکھا

یہی دل مین کہتے تھے شاہ و وزیر
کہ فارغ ہوا مرد روشن ضمیر

اٹھایا گریبان سے اپنا سر
پڑی انپر اس پاک بین کی نظر

یہ دونون جھکے رسم تسلیم کو
اٹھا وہ خدادوست تعظیم کو

لگاکر گلے سے بصد آرزو
بٹھایا انھین تخت پر روبرو

نہایت محبت سے پوچھا فراج
کہا کسکو دے آئے تم تخت و تاج

خفا کیون ہوے دولت و جاہ سے
بنے تم گدا کسلیے شاہ سے

اگر فقر کا دل طلبگار ہے
تو ناحق ہے بیجا ہے۔ بیکار ہے

خدا نے جو عالم ہویدا کیا
تمھین پھر انصاف پیدا کیا

رعایا کی دن رات رکھو خبر
رہو ظلم و بیداد سے پر حذر

رہ فقر و تسلیم دشوار ہے
یہان پھول تک صورت خار ہے

نہ دشمن بنو عیش و آرام کے
ارادے یہ طفلانہ کس کام کے

سوا اسکے مطلب اگر اور ہے
کہو بندہ حاضر ہر طور ہے

جو کچھ ہو سکے اسمین شرکت کرون
گوارا دل و جان سے محنت کرون

کہا شاہ نے کیا کہین راز دل
کہ روشن ہے خود آپ پر ساز دل

ابھی تک تمنا سے اولاد مین
بسر ہوتی ہے آہ و فریاد مین

یہی داغ ہے اور یہی ہے الم
سوا اسکے کوئی نہین ہمکو غم

اگر آپ ہمت ذرا کیجیے — کبھی وقتِ فرصت دعا کیجیے

عجب کیا خداوند شام و سحر — عنایت کرے ہمکو نورِ نظر

کہا اُسنے یہ سُنکے جاؤ ادھر — لگا ہے وہان سیب کا اک شجر

مرے پاس لے آؤ ایک ایک پھل — کہ پڑھ دون پے حمل کوئی عمل

اُسی دم وزیرِ شہِ خوشخصال — گئے شاد و خندان قریبِ نہال

بجا لائے ارشاد درویش کو — نہ تھا دخل حسمین کم و بیش کو

پھلون پر وہ پیرِ مبارک قدم — دعا کوئی پڑھ پڑھ کے کرتا تھا دم

قضا را اُسے شاہ کے سیب پر — کہین اک سیہ داغ آیا نظر

اُسے دیکھتے ہی گدا شاہ سے — یہ کہنے لگا حسرت و آہ سے

تمھین وہ ملا ہے نصیبون سے پھل — کہ پیدا ہین جس سے ہزارون خلل

ابھی سے مصیبت کا اظہار ہے — نشانِ خرابی نمودار ہے

کہا شہ نے کیا ہو کے پیدا پسر — کرے گا جہان سے شتابی سفر

نحوست سے طالع کی یا دہر مین — پھرے خستہ و خوار ہر شہر مین

نہو بہرہ ور بخت و اقبال سے — کرے زندگانی برے حال سے

ہر اک دم بھرے تیرہ بختی کا دم — نہو صاحبِ فوج و طبل و علم

شہنشاہ سے سُنکے الفاظِ یاس — ہوا حرف زن مردِ ایزد شناس

زبان روکیے حرفِ بدفال سے — خبر کیا تمھین نیک و بدحال سے

یہ فرزند جم جاہ و فرخ شیم — رہے تاج و اقبال سے محترم

ہمیشہ تہِ چرخِ نیلوفری — کرے عمر مین خضر سے ہمسری

یہانتک ہو لشکر کش و سخت گیر — گنے رستم و گیو کو زالِ پیر

کوئی دہر مین اسکا ہمسر نہو — اگر ہو یہ دارا سکندر نہو

مگر ہے عیان خطِ تقدیر سے — رہے شوق زلفِ گرہ گیر سے

لگاوٹ حسینون سے کرتا رہے — محبت مین دن رات مرتا رہے

مصیبت کو سمجھے یہ آرام دل — بکائے محبت سے ہر کام دل

جگر پر کہین کھائے الفت کا داغ — نہو جس سے پھر زندگی بھر فراغ

نہو کوئی تدبیر تدبیر سے — بگڑ جائے بن ہنکے تقدیر سے
مقرر اسے زیرِ چرخِ بلند — کہین سیر دریا سے پہونچے گزند
حفاظت مین سولہ برس تک مدام — رہو مستعد روز و شب صبح و شام
نظر بند رکھو برابر اسے — نکلنے نہ دو گھر سے باہر اسے
یہ مدت کٹے خیر سے جو کہین — تو پھر عمر بھر کوئی خطرہ نہین
اسی طرح اُسنے سخنہاے چند — کیے بادشہ سے بیان مثلِ پند
کہا دے کے پھل ہاتھہ مین شاہ کے — حوالے کیا تم کو اللہ کے
توقف مناسب نہین اب یہان — سدھارو سوے قصرِ جنت نشان
محل مین لیے ساتھہ جانا اسے — شبِ وصل کھانا کھلانا اسے
برآئین گی اس سے امیدین تمام — ہمیشہ رکھے گا خدا شاد کام
یہ سنکر ہم دونون رخصت ہوے — قدم بوس پیرِ طریقت ہوے
چلے اپنے گھر کی طرف شاد شاد — لیے ہاتھہ مین سیبِ نخلِ مراد

جہاندار کا گھر پھر آنا میوۂ مراد ہمراہ لانا

پلا ایسی مے آج ساقی مجھے — کہ فانی نظر آئے باقی مجھے
رہون پارسا مے پرستی مین بھی — کرون ہوش کی بات مستی مین بھی
لکھون یاوری بختِ بیدار کی — کرون نظم آمد جہاندار کی
سُنا ہے کہ جب وہ غریب الوطن — ہوے جلوہ بخشِ سوادِ مین
اوڑی شہر مین چار سو یہ خبر — نوید مسرت ہوئی مشتہر
نکل کر گھرون سے صغیر و کبیر — چلے بہرِ دیدار شاہ و وزیر
یکایک وہ خورشید پُرنور سے — نظر آئے میدان مین دور سے
جمالِ مبارک ہوا جلوہ گر — تصدق نگاہین ہوئین دوڑ کر
ہوا چار سو غل وہ آتے ہین شاہ — بڑھی دیکھنے کو رعیت سپاہ
روا رو وہ جسوقت آئے قریب — گلے سے ملے بڑھ کے خویش و قریب
پسِ التماسِ ثناو دعا — امیرون نے جھک جھک کے مجرا کیا

وہاں سے ارا کین دولت کے ساتھ — چلا عزت و شان و شوکت کے ساتھ

لٹاتے ہوے راہ مین سیم و زر — ہوا آکے ایوان مین جلوہ گر

دیا حکم شہ نے پئے بارِ عام — ہوا ہر طرف خلق کا ازدحام

بھر رات تک نذر لیتا رہا — زمانے کو انعام دیتا رہا

رہا جلوہ گر سامنے سازِ رقص — دکھاتا رہا نغمہ اعجازِ رقص

ہوئی جبکہ رخصت وہ خلقت تمام — محل مین گیا شاہِ عالی مقام

جب اُس قصر مین شہ نے رکھا قدم — یہ دیکھا کہ ہر اک ہے تصویرِ غم

مصیبت کا ہر سمت اظہار ہے — جسے دیکھیے نقش دیوار ہے

لگاوٹ کسی مین نہ شوخی نہ ساز — نہ عشوہ نہ غمزہ نہ انداز ناز

خوشی کے عوض دل مین ہر ماہ کے — بھرے حوصلے نالہ و آہ کے

غم و درد محنت سے دل کامیاب — پریشان راحت تمنا خراب

وہ اگلی صفائے عمارت نہین — جو دیکھا تو پردون مین حالت نہین

نہ بت منقش نہ دیوار و در — مکانون مین آسیب سائے کا ڈر

وہ گھر جو کہ تھا عیش و عشرت کا باب — ہوا صورتِ بیتِ پُر کن خراب

خیابان گلشن مین آیا نظر — ہوا خواہ بادِ خزان ہر شجر

چمن خشک و بے آب بہانے جو — عوض گل کے کانٹے اُگے چار سو

نہ جوبن سمن پر نہ گل پر بہار — نہ فریادِ قمری نہ صوتِ ہزار

گیا ترک بادِ صبائے چمن — ہوئی نکہتِ گل غریب الوطن

یہ احوال گلشن زبون ہو گیا — کہ گلچین نے دیکھا جنون ہو گیا

غرض دیکھتے شاہ باغ و مکان — گئے رہتی تھی خاص بیگم جہان

یہ دیکھا کہ وہ شکل تصویر غم — ابھی تک ہے پابند زنجیر غم

گیا تھا اکیلے جہان چھوڑ کر — وہین بیٹھی روتی ہے وہ نوحہ گر

پڑی بادشہ پر نظر جس گھڑی — اُٹھی شوق مین ضعف سے گر پڑی

کہا ہاے اب مجھ مین طاقت کہان — وہ دل وہ جگر وہ طبیعت کہان

کرون کس کی تعظیم کس کا ادب — یہ جو کچھ ہوا سب انھین کے سبب

شہنشاہ نے عشق کے جوش مین
کہا لو ہوا فضل اللہ کا
ہوا دل حصولِ تمنا سے شاد
سفر کرکے لائے ہین یہ سیب ہم
ہمین تم اسے وقت پر کھائین گے
یہ کہہ کر گئے دونون حمام کو
وہان سے پہنکر لباسِ زری
اسی گھر مین آکر بصد عزّ و شان
خوشی کی پھر آپسمین باتین ہوئین
تمنائین باہم ہوئین بے حجاب
دکھانے لگا شوق بیباکیان
بڑھا جوش مین شیشۂ آرزو
بڑی دیر تک جوشِ مستی رہا
مئے وصل کا جب ہوا نشۂ تیز
دکھایا دعائے گدا نے اثر
اسی شب کو دستور شاہِ جہان
خدائے دو عالم نے امداد کی
تمامی مسرت کے امید وار
شب و روز محلون مین رہنے لگے
دعاؤن سے وہ دن جب آیا قریب
گئی شاد و خندان شہنشہ کے پاس
اگر آپ ارشاد فرمائیے
تو اک لطف کی بات پیدا کرین
بلائین دل آرام دستور کو
بہم مل کے تم سیب لائے ہو دو

اسے لے لیا بڑھ کے آغوش مین
گیا وقت ناکامی و آہ کا
بر آئی ہماری تمھاری مراد
دعا ہو اولاد اسپر ہے دم
جو کچھ آرزو دل مین ہے پائین گے
کیا گرد سے صاف اندام کو
چلے صورتِ زہرۂ و مشتری
کیا سیب ہر ایک نے نوش جان
حصولِ مطالب کی گھاتین ہوئین
ہوئین حسرتین دل کی جلکر کباب
ہوس نے اشارہ کیا شہ کو ہان
ہوا حلقۂ جام طوقِ گلو
بہت گرم شہوت پرستی رہا
ہوے دونون مستِ ہوس قطرہ ریز
ہوئی بانوِ بادشہ بارور
ہوا وصل ہمخوابہ سے شادمان
اسے بھی ہوئی آس اولاد کی
اسی دن سے کرنے لگے دن شمار
بہم قصۂ عیش کہنے لگے
بہت خوش ہوئی بانوِ خوش نصیب
کہا آپ سے ایک ہے التماس
اجازت سے دل شاد فرمائیے
نئی رسمِ الفت ہویدا کرین
یہین رکھین اس غیرت حور کو
ولادت اسی گھر مین دونونکی ہو

اسی قصر مین وہ رہین جلوہ گر ہوئین پرورش پاءین شام و سحر
یہ سُنکر کہا شاہِ جمجاہ نے سوجھائی نئی بات اللہ نے
نہایت مناسب بہت خوب ہے بدل ہمکو یہ بات مطلوب ہے
سواری تزک سے وہان بھیجکر اسی دم بُلا لو اُنھین اپنے گھر
اجازت یہ لے کر شہنشاہ سے کہا ایک ہمراز دلخواہ سے
کہ تو جا وزیرِ ممالک کے گھر یہ کر اُسکی بیگم کو جلدی خبر
کہ بہتر توقف نہین زینہار منگاؤ سواری ابھی ہو سوار
اُٹھو ساتھہ میرے چلو شاد شاد کیا ہے شہنشاہ بیگم نے یاد
یہ سُنتے ہی بیگم سے وہ گلعذار روانہ ہوئی مثلِ بادِ بہار
پونہچکر محل مین بسانِ نظر کیا عرض پیغامِ فرحت اثر
کہا اب نہ تاخیر فرمایئے سواری اسی وقت منگوائیے
انہین جلبسین جو درکار ہون اُنھین دیجیے حکم تیار ہون
کہا اُسنے چلتی ہون جلدی سے کیا تمھین اضطراب آج کی بی ہے کیا
مری اسمین عزت ہے توقیر ہے مجھے وہ بُلا مین یہ تقدیر ہے
یہ کہکر وہ رشکِ بہارِ چمن اداسے پکاری کہ اے دل لگن
ذرا دیکھہ تو ہے صنوبر کہان اُٹھا لائے پوشاک کی کشتیان
سمن رُخ کھڑی کر رہی ہے تو کیا دھلا ہاتھہ منہ آفتابہ اُٹھا
یہ سن سُنکے دوڑین کنیزین تمام کیا آکے ہراک نے ازدحام
ہوئین کیا مین اُن سبکے حسن و شباب کوئی ماہِ تابان کوئی آفتاب
ہراک اپنے انداز مین بیمثال بلا کی اداءین قیامت کی چال
غضب سحر و افسونگری یاد تھی جو تھی سامری کی بھی اُستاد تھی
کوئی اُٹھکے دوڑی کسی کام کو کسی نے خبر کی دلارام کو
کہین سے کوئی آئی دالان مین کوئی کہہ گئی آکے کچھہ کان مین
دھلاکر کوئی ہاتھہ مُنہ ناز سے کھڑی ہو رہی حُسن انداز سے
کوئی آکے گیسو بنانے لگی کوئی سُرمہ کاجل لگانے لگی

کسی نے کیے بند محرم کے چست — کسی نے کیا چُنکے دامن درست
غرض ہر طرح جب سنوارا اُسے — مکلف ہوے حسن آرا اُسے
کہ واری تھین اب ہے کیا انتظار — سواری لگی ہے تا چلو ہو سوار
یہ سنکر نبت شوخ و طناز سے — اُٹھی وہ بلاے جہان ناز سے
جلیسین کئی تھین جو رشک بہار — ہوئی انکو ہمراہ لے کر سوار
اُٹھایا کہارون نے سکھپال کو — ہوا اوج اقبال اقبال کو
صدا دی نقیبون نے اسے بے نیاز — رہے عمر و دولت ہمیشہ دراز
خواصین ہوئین باری باری سوار — چلین آگے پیچھے رتھین بے شمار
سواری مین شاہانہ سارا جلوس — زمین پر گمان جبین عروس
سوے قصر سلطان سواری چلی — چمن کو نسیم بہاری چلی
جلو مین چپ و راست اقبال جاہ — پس و پیش کوسون تا ہجوم سپاہ
سوارون سے روے فلک پر غبار — زمین پر پیادون کی صد تا قطار
جب آئی سواری بصد کر و فر — قریب مکان شہ داد گر
بڑھے آگے نواب ناظر شتاب — لیے چند خواجہ سرا ہمرکاب
وہان سے وہ کرتے ہوے انتظام — چلے آگے آگے بصد احتشام
در قصر شاہ فلک جاہ پر — گئے سب کے سب بڑھ کے شکل نظر
رتھین آگے پیچھے ٹھہرنے لگین — انیسین جلیسین اُترنے لگین
کوئی گرم رفتار شو ناز سے — کوئی مست گھنگرو کی آواز سے
دکھاتی کھڑی آڑی ھیکل کوئی — سنبھالے دوپٹے کے آنچل کوئی
خواصون کا جدم اُتارا ہوا — وہ خانہ پریخانہ سارا ہوا
نزاکت سے آخر کو وہ سیمبر — پکاری ارے کیا کھڑی ہو اُدھر
محافے کے نزدیک آئے کوئی — سواری کا پردہ اُٹھائے کوئی
خواصون نے دے کر سہارا اُسے — بڑی آرزو سے اُتارا اُسے
یہان سے انیون جلیبون کے ساتھ — چلی ناز سے ہاتھ مین دے کے ہاتھ
ہوئی قطع جس وقت کچھ دور راہ — پڑی بانوشہ کی اِس پر نگاہ

ادب سے کیا اسنے جھک کر سلام ہوئین سرنگون پھر خواصین تمام
لب فرش آکر گلے سے ملی بیان سب کیے اپنے راز دلی
اسے لاکے ہمراہ ایوان مین بٹھایا مقابل کے دالان مین
تواضع مدارات جب ہوچکی کہا اسلیے تمکو تکلیف دی
کہ چندے بہم مل کے یکجا رہین سنین کچھ تمھاری کچھ اپنی کہین
یہین دونون پیدا ہون نور نظر یہین ماہ و خورشید ہون جلوہ گر
یہین جملہ رسم زچہ خانہ ہو یہین صحبت جشن شاہانہ ہو
یہین عیش و عشرت کرو آج سے تکلف کو رخصت کرو آج سے
غرض اسنے جو جو کہا سامنے کیا سب قبول اس خوش انجام نے

پیدا ہونا شاہزادہ مہ جبین و وزیرزادہ وفادار کا بزم عیش و طرب آراستہ کرنا جہاندار کا

بہت سوچکا ساقی مست ناز ذرا کھول تو دیدۂ نیم باز
اٹھا کر زمین سے سر پرخمار نظر کر تماشاے لیل و نہار
زمانے نے کچھ اور بدلا ہے رنگ خوشی کی امنگین ہین عشرت کے ڈھنگ
کوئی دم گلابی مین دے بھر کے پھول کھلین شاخ نخل تمنا کے پھول
شگفتہ گل زندگانی ہو آج ثمر بخش باغ جوانی ہو آج
رقم ہے کہ جسدن وہ سرو روان ہوئی بانو شاہ کی میہمان
ہنسی دل لگی کے سوا شام سے نہ تھا کام اسکو کسی کام سے
یکایک اسی شب کو پچھلے پہر نمایان ہوا درد زہ کا اثر
اسی وقت کرتے ہوے انتظام ہوئین دائیان آکے حاضر تمام
انھون نے بہت کین عرق ریزیان مگر محنتین سب گئین رایگان
وہ شب درد و غم مین بسر ہوگئی بڑی مشکلون سے سحر ہوگئی
کنار فلک مین چھپا ماہتاب نمایان ہوا شرق سے آفتاب
ہوا ساعت مشتری کا عمل سفر کرکے میزان مین آیا زحل

محل مین اوڑی ہر طرف یہ خبر — کہ پیدا ہوئے دونون شمس و قمر
نہ ممکن ہوا ضبط اُس ماہ سے — نویدِ طلب عرض کی شاہ سے
کہا اے خداوند روئے زمین — مبارک ہو شہزادہ مہ جبین
درخشندہ مہرِ دل آرا ہوا — ضعیفی کا پیدا سہارا ہوا
یہ سُنتے ہی دستور و شاہِ جہان — نہایت ہوئے خرم و شادمان
دلون سے کیے شکر احسان کے — کہا واہ صدقے تری شان کے
الگ سب سے ہین کبریائی کے بھید — وگرنہ کہان ہم کہان یہ اُمید
سلامی کی پھر توپین چلنے لگین — خوشی کی صدائین نکلنے لگین
ہوئی یہ خبر پھر تو مشہورِ عام — رعایا برایا ہوئی شادکام
یہ عالم خوشی سے ہوا دہر مین — کہ گھر گھر بجین نوبتین شہر مین
جو ذی رتبہ نوکر تھے سرکار مین — وہ حاضر ہوئے آ کے دربار مین
پس نذر خلعت پہن کر پھرے — لٹاتے ہوئے سیم و زر گھر پھرے
ہوئی ختم جب رسم نذر و نیاز — لیے اپنے سازون کو اربابِ ساز
بڑھے آگے دیتے ہوئے سب دعا — سلامت مبارک کا اِک غُل ہوا
ہزارون فسون ناز و رشکِ پری — سکھائین جو زہرہ کو افسون گری
سمن بو گل اندام غنچہ دہن — سراپا برنگِ بہارِ چمن
شرابِ جوانی سے مخمور سب — مئے حُسن کے نشہ سے چور سب
ہر اِک سمت گانے بجانے لگین — غضب کی ادائین دکھانے لگین
اُٹھانے لگین ہاتھ انداز سے — بُلانے لگین فتنہ کو ناز سے
کلائی کو لچکا کے ہر دلربا — دکھانے لگی شاخِ گل کی ادا
کبھی ٹھوکر دن سے وہ مستِ غرور — مچلتین سرِ بزم کو سب کے حضور
کبھی رکھ کے ہاتھون کو زیرِ کمر — کھڑی تکتین حیرت سے دیوار و در
کبھی سسکیان لیتین بیتاب سی — کبھی صاف اوڑ جاتین سیماب سی
کبھی بیٹھتین آ کے سب روبرو — جلاتا جگر شعلۂ آرزو
اشارات ابرو قیامت کے تھے — کرشمے بلا غمزے آفت کے تھے

کہون کیا دلِ اہل مجلس کا حال
نکلتا نہ منہ سے کسی کے سخن
کوئی وجد مین آکے بیہوش تھا
غرض نقشِ دیوار تھا ہر بشر
یہی لطف تھا ہر طرف آشکار
کئی روز جشنِ ولادت رہا
کہ اتنے مین آیا چھٹی کا جو روز
محل مین گئے اُٹھ کے شاہ و وزیر
عجب رنگ آیا وہان کا نظر
یہ دیکھا کہ ہر سمت ہے جاے عیش
خواصین عروسانہ پہنے لباس
کہین بزم عشرت ہے آراستہ
کہین قہقہہ دل لگی راگ رنگ
کہین عشوہ غمزہ اشارہ کہین
یہ نیرنگ بزم طرب دیکھ کر
زبس مائل عیش پایا اُنھین
جو تھین بیگمین چھپنے والی وہان
خواصین پری چہرہ و ماہرو
محل مین جو تھین گائنین دلربا
بندھا ہر طرف رقص کا یہ سماں
یونہین دیر تک ایک عالم رہا
ہوا ارو سے خورشید کا رنگ فق
ہوا سے نشیمن مین ہر جا نور
ستارے ہوے جلوہ آراے شب
زچہ پاس آکر کئی ماہ رو

نظر محوِ صورت جگر وقفِ حال
ہر اک مثل غنچہ تھا پنبہ دہن
کوئی شکل تصویر خاموش تھا
تھا اپنی ہستی سے مطلق خبر
وہان طائفون کا تھا کچھ شمار
ہجومِ نشاط و مسرت رہا
دوبالا ہوئی دولت دلفروز
بجا لائے مجرا صغیر و کبیر
کہ صدمے ہوا شوقِ دل دوڑ کر
تمنا ہے ہنگامہ آراے عیش
زچہ خانے کے پھرتی ہین آس پاس
کہین ہین حسینانِ نوخاستہ
کہین مطرب و نغمہ و ساز و چنگ
کہین ناز و لطف نظارہ کہین
ہوا شاد و خرم شہ دادگر
وہین ہمدمون نے بٹھایا اُنھین
ہوئین جا کے بارہ دری مین نہان
ادب سے کھڑی ہو رہین چارسو
کیا ناچ نے اُنکے محشر بپا
کہ فتنہ ہوا پائبوس بتان
قریب آگئی شام دن کم رہا
چمن زار گردون مین پھولی شفق
ہوا گرم پرواز سوے شجر
بنا ماہ داغ سویداے شب
یہ ہنس ہنس کے کرنے لگین گفتگو

مبارک یہی وقت ہے رات کا
چلو اٹھو تم دونون دالان سے
یہ کہہ کر قصا بہ بصد آب و تاب
زر و سیم و الماس و لعل و گہر
عروسانہ پہنا کے رنگین لباس
وہ دونون پریزادون کی شان سے
دوپٹے کا آنچل اٹھائے ہوے
نقاہت عیان رنگ رخسار سے
حسینان عالم فراہم تمام
لیے ہاتھ مین تیغ عریان کوئی
لایلاف پڑھتی کوئی حور زاد
اسیطرح وہ سب بہار چمن
انیسون کے جھرمٹ مین باصد حیا
ادا سے سوے آسمان دیکھ کر
خوشی سے ہراک آن کی آن مین
حصول تمناے راحت کے بعد
جو کچھ رسمین ہوتی ہین اس رات مین
گئی عیش و عشرت مین وہ شب گذر
بھرا ساقی آسمان نے شتاب
ہواے صبوحی مین ہر بادہ خوار
وہ شہزادہ تھا بسکہ زیبا حسین
ہوا ابن دستور والا گہر
فراغت ہوئی جب جہاندار کو
یہان دونون یہ غیرت مہر و ماہ
نمو دیدہ افروز ہونے لگی

تمھین انتظار اب ہے کس بات کا
ستارے دکھلائین سیدان سے
جبین پر افشان سے باندھا شتاب
کیے زیب اعضا بصد کر و فر
سنوارا دولھن کی طرح بیقیاس
چلین صحن کو اٹھ کے دالان سے
پسر زیر دامن چھپائے ہوے
نزاکت نمودار رفتار سے
انیسون جلیسون کا سب انتظام
سرون پر کیے ظل قرآن کوئی
کوئی کرتی دم آیت ان یکاد
ہوئین صحن مین آ کے پرتو فگن
دیے رخ سے دونون نے گھونگھٹ اٹھا
پھرین شاد و خندان وہ رشک قمر
ہوئی رونق افروز دالان مین
نوید مبارک سلامت کے بعد
ادا سب ہوئین بات کی بات مین
ہوئی سمت خاور سے پیدا سحر
مے نور سے ساغر آفتاب
ہوا چارہ ساز بلاے خمار
تو نام اسکا رکھا گیا مہ جبین
وفادار کے نام سے مشتہر
محل سے گیا اٹھ کے دربار کو
رہے زیب دامان نوزنگاہ
ترقی شب و روز ہونے لگی

ہر اک دم بشکلِ امیدِ پدر — نمائش کی بالیدگی پر نظر
رہے روز ارمان کے جوش مین — کبھی مہد مین گاہ آغوش مین
پڑی بعد چندے گرہ سال کی — ترقی ہوئی عمر و اقبال کی
وہ جب دم سوا دو برس کے ہوے — ذرا دست و پا اپنے بس کے ہوے
ہوئی شیر دایہ سے نفرت انھین — خوش آئی نہ یہ کہنہ عادت انھین
پھر آخر دکھایا خدا نے وہ دن — کہ مکتب کے قابل ہوے انکے سن
پدر نے پس حمد و شکرِ خدا — پئے جشن مکتب ارادہ کیا
عطارد کی ساعت تھی فرخندہ فال — محل مین گیا شاہ کسریٰ خصال
بٹھا کر محبت سے پیش نظر — سلاطین کے طور و دستور پر
کیا زیبِ تن خلعتِ زر فشان — ضیا بخش سر تاج گوہر فشان
نہ پونہچائے تا چشم بد بین گزند — محبت سے پہنائے تعویذ چند
چپ و راست انّا و دا ساتھ ساتھ — لیے پیار سے ہاتھ مین اپنے ہاتھ
برنگ نسیمِ ریاضِ ارم — برآمد ہوا شاہِ حاتم کرم
ہجومِ عمائد مین اعیان مین — ہوا داخل اک اور ایوان مین
قریب اپنے بٹھلا کے اولاد کو — کہا لاؤ ہر فن کے استاد کو
وہ پہلے سے حاضر تھے سب جا بجا — یہ سنتے ہی ہر اک نے مجرا کیا
چپ و راست ہر علم و فن کے ادیب — ادب سے قرینے سے بیٹھے قریب
کہا شاہ نے لو پڑھاؤ انھین — جو سیکھا ہو تمنے سکھاؤ انھین
یہ سنکر وہ ارباب علم و ہنر — ہوئے مستعد انکی تعلیم پر
دلون سے پڑھانے لکھانے لگے — جو تھا حرف مطلب بتانے لگے
یہ مشہور سچ قول استاد ہے — کہ اچھی طبیعت خداداد ہے
رہے چند مدت جو مصروف کار — ہوے دونون علامۂ روزگار
کوئی علم ایسا بظاہر نہ تھا — کہ انمین کوئی اس سے ماہر نہ تھا
خصوصاً وہ نورِ نگاہِ وزیر — ہوا اور بھی بے بدل بے نظیر
جواہر تراشی مین استاد تھا — جو کہیے مصور تو بہزاد تھا

غرض جبکہ پڑھ لکھ کے قابل ہوئے — زمانے مین مشہور کامل ہوئے
پدر کی نگاہون مین وہ پُرتمیز — سراپا ہوئے شکل یوسف عزیز
فراست مین پیدا کیا اعتبار — ریاست کا کرنے لگے کاروبار
نہ آگاہ تھے رنج کے نام سے — بسر کرتے تھے عیش و آرام سے

شکارگاہ کو شہزادے کا جانا وقت مراجعت لب دریا آنا وہان ایک شہزادی پر عاشق ہونا جدائی مین صبر و آرام کھونا

بطِ مے اٹھا ساقیِ گلعذار — کہ شہبازِ معنی ہو میرا شکار
ہو نشے مین صید افگنی کام فکر — بچھاؤن بیابان مین دامِ فکر
جنون کہہ رہا ہے کہ صحرا کو چل — تقاضائے وحشت ہے گھر سے نکل
طبیعت ہے مائل سوِ کوہسار — بھری دل مین ہے آرزوئے شکار
تصور سے لے کر اجازت یہان — ہوا خامہ یون ہمدمِ داستان
کہ اک روز شہزادۂ مہ جبین — ہوا خود بخود دل مین اندوہگین
پریشان مانند خوشبو ہوا — دلِ آشفتہ ہمرنگِ گیسو ہوا
شکیبائی و عقل و ہوش و قرار — ہوئے دفعتہً پائبوسِ فرار
غم و غصہ سے گرم صحبت ہوئی — خوشی سے مسرت سے نفرت ہوئی
خموشی ہوئی محرمِ رازِ دل — ہوا پائمالِ جنون نازِ دل
تحیر کے عالم مین چُپ ہوگیا — یہ پایا گیا آپ سے کھو گیا
شہنشہ نے حالِ پسر دیکھ کر — کہا کیون مکدر ہو جانِ پدر
بتاؤ مجھے برہمی کا سبب — ہوئی کسلیے چشم تر خشک لب
ہوا رنگ چہرے کا کافور کیون — چراغِ جوانی ہے بے نور کیون
کہا خیر ہے کچھ نہین غم مجھے — سمجھیے نہ زنہار برہم مجھے
نہ دل پر قلق ہے نہ کوئی ملال — مگر ہان یہ آتا ہے اکثر خیال
کہ ہے آجکل گھر سے نفرت مجھے — ستاتا ہے سودائے وحشت مجھے
بلا خیز جوشِ جنون سے ہے مرا — جگر آج لبریز خون سے ہے مرا

یہی چاہتا ہے دلِ پُر غبار
کہین کھیلنے چلکے دو دن شکار

بہل جائے شاید طبیعت وہان
نکلجائے دل کی کدورت وہان

شہنشاہ نے جب قصّہ مہ جبین
کہا یہ کوئی امر مشکل نہین

کبھی کوئی مانع تمھارا نتھا
کسی کو یہ صدمہ گوارا نتھا

نہ تھی احتیاج اسمین تدبیر کی
عبث آج تک تمنے تاخیر کی

یہ بیکار کا رنج تمکو ہوا
چلو خیر جو کچھ ہوا سو ہوا

خدا نے جو چاہا توکل صبحدم
سوِ دشت جانا بہ جاہ و حشم

یہ فرما کے تسکینِ دل بادشاہ
ہوئی رونق افزا سوِ بارگاہ

طلب کر کے دستور کو وقت شب
کہا حال فرزندِ دلخواہ سب

کہ اس طرح ہے مرضیٔ مہ جبین
کہا عذر اسمین مناسب نہین

شہان را ضرورست مشقِ شکار
کہ آید پئے صید دلہا بکار

یہ کہکر وزیرِ خجستہ شعار
ہوا سوے دولت سرا رہسپار

جہاندار اُٹھکر محل مین گیا
یہ سب حال بیگم سے اپنی کہا

وہ سن سنکے کچھ خوش ہوئی کچھ ملول
کہا خیر کرتی ہون مین بھی قبول

اُسی دم سے ہر دل مین فکرِ سفر
ہوئی صورتِ آرزو رخنہ گر

سپاہی تھے جو نوجوان و درست
سواری شکاری مین چالاک و چست

وہ تکنے لگے شب سے روے سحر
یہ حسرت کہ ہو صبح باندھین کمر

سواری کے گھوڑے ہوے انتخاب
پسندِ نظر مثلِ حسنِ شباب

اگر نام مہمیز سن پائین وہ
حد و دو ابد سے نکل جائین وہ

خیالِ سُم سے بھی زود سیر
صبا چھو سکے گرد انکی نہ طیر

تصور تھکے اولین گام مین
جو وہ چین مین ہو تو یہ شام مین

گھڑی دو گھڑی بعد خدام نے
سب اسباب چن چن دیا سامنے

یہ سامان جب ہو چکا بے کہے
تھکے ماندے کچھ دیر سب سو رہے

اُنھین نیند آئی جو بیدار تھے
وہ غافل ہوے جو کہ ہشیار تھے

کیا اسقدر خواب نے ازدحام
بنے شکلِ تصویر بیجان تمام

زبس ظلمتِ شب تھی دامن کشاں
ستارے تھے خالِ رخِ آسماں

زمانے میں باندھی تھی ایسی ہوا
سیاہی نہ ہوتی قلم سے جدا

ادھر مہ جبیں کو یہ تھا اضطراب
کہ شب بھر رہیں آنکھیں محرومِ خواب

بلا ہوگیا صبح کا انتظار
نہ مژگاں سے مژگاں ہوئے ہمکنار

امیدِ سحر میں وہ بیٹھا ہوا
سوئے مطلعِ مہر دیکھا کیا

زباں پر رہا شکوۂ طولِ شب
سحر ہوگی یارب نصیبوں سے کب

قضا را پکارا فلک پر خروس
جگانے لگا خلق کو شورِ کوس

قوی پنجۂ شہبازِ انجم شکار
ہوا بیضۂ شرق سے آشکار

اٹھا ماہ جبیں بسترِ خواب سے
جھکے لوگ مجرے کو آداب سے

اسی عالمِ بد مزاجی میں دل
رہا دیر تک مضطرب مضمحل

تماشائے صحرا میں دم بھر کے بعد
اٹھا وہ بلند اختر و نیک سعد

پسِ پشت ماں باپ آئے نظر
کیا خم پئے شوق پابوس سر

کہا شاہ نے لو چلو ہو سوار
یہی وقت ہے خوب بہرِ شکار

نہیں دھوپ کی جانِ نازک کو تاب
غضب لائیگی گرمیِ آفتاب

طبیعت ہے ازبس نزاکت پسند
کہیں دھوپ لو سے نہ پہنچے گزند

یہ سنکر سخن مہ جبیں شاہ سے
ہوا حرف زن اک ہوا خواہ سے

کہ لا اشتیاں جلد پوشاک کی
خوشی کر دل و جانِ غمناک کی

یہ کہنا وہاں گرد فادار ہو
کہ بہرِ سفر جلد طیار ہو

یہ سنتے ہی وہ ہمدمِ غمگسار
گیا تیز مانند برق و شرار

وفادار سے کہہ کے پیغام کو
لے آیا قباہائے گلفام کو

رفیقِ سفر سب فراہم ہوئے
زمیں بوس کے واسطے خم ہوئے

شہنشہ نے پہنا کے خلعت انھیں
کیا جانبِ دشت رخصت انھیں

محل سے نکل کر ہوئے وہ سوار
چلے دیکھتے سیر شہر و دیار

نقیب و سوار و ملازم تمام
بڑھے آگے کرتے ہوئے اہتمام

دورویہ سوارانِ گلگوں قبا
پری زاد گھوڑے حریفِ صبا

بندھی سر سے سیلی زرہ زیبِ تن
بلا کی سج دھج غضب بانکپن

یہان تک ہوا ازدحام سپاہ — حجاب فلک بنگئی گرد راہ
لیے ساتھ سامان صید و شکار — ہوئے داخل دامن کوہسار
کیا واشد دل نے پیدا اثر — عجب عالم لطف آیا نظر
کہ روے زمین کا ہے سبزہ نقاب — دکھاتا ہے جوبن ہجوم سحاب
پہاڑون سے آتی ہے ٹھنڈی ہوا — لبھاتی ہے دل کو وہان کی فضا
گل و لالہ سے دشت ہے شعلہ زار — زمین بیابان ہے باغ و بہار
کہین خندہ پیدا لب گل سے ہے — کہین تر زمین اشک بلبل سے ہے
کہین طفل غنچہ ہے محو سبق — لیے ہاتھ مین بوستان کا ورق
کہین صورت دیدۂ اشکبار — پہاڑون سے ہے موجزن آبشار
دد و دام صحرا و حوش و طیور — پر افشان خرامان ہین نزدیک و دور
سنی کوس شاہی کی آواز جب — ہوئے مائل جست و پرواز سب
سر ہودج فیل سے مہ جبین — ہوا جلوہ افروز بالاے زین
کمر جست کی عزم جولان کیا — دد و دام پر تنگ میدان کیا
ہزارون سیہ گوش آہو پلنگ — ہوئے کشتۂ تیغ و تیر و تفنگ
جو وحشت مین وحشی گریزان ہوے — خدنگون سے پہلو نیستان ہوے
تہی اتنے ترکش کیے صید پر — بنا خارپشت ایک اک جانور
پریخانہ صحرا پر تیر سے — شفق گون زمین خون نخچیر سے
پرندے نہو سکتے تھے پرفشان — بنا چنگل باز ہر آشیان
نہ گنجشک جانبر نہ تیہو ہوا — بیابان سب عالم ہو ہوا
نہ باقی رہا کوئی طائر وہان — مگر نام کو ایک زاغ کمان
نظر آئے تودے جو نخچیر کے — اوڑے رنگ مرغان تصویر کے
ہر اک سمت شہزادۂ نوجوان — رہا دوپہر صید افگن وہان
ہوا دھوپ سے سخت آشفتہ حال — پھرا گھر کیجانب قریب زوال
بہت دیر جب جادہ فرسا ہوا — گذر ایک دریا پر اسکا ہوا
قدمبوس آکر ہوئی موج آب — بنا دیدۂ آرزو ہر حباب

تصور مین گرد اُسکے پرکار وار ‌ ‌ پھرا آکے گرداب بے اختیار

ٹھہر کر دمِ چند وہ تفتہ جان ‌ ‌ ہوا مائل سیرِ آبِ روان

تمنا اسیرِ بلا ہو گئی ‌ ‌ ہر اک موج زنجیرِ پا ہو گئی

ہوا لطفِ دریا سے جو شاد کام ‌ ‌ کیا شاہزادے نے اُسدن مقام

کہ وہ مہ لبِ آب یکجا ہوے ‌ ‌ ہر اک کے لیے خیمے برپا ہوے

کیا زیب میدان پئے مہ جبین ‌ ‌ سراپردہ مانند چرخِ برین

ہوا نصب نگیرہ لاجواب ‌ ‌ دو عالم مین نکلے نہ جسکا جواب

جڑاؤ چھپر کھٹ پری کرسیان ‌ ‌ ہر اک بارگہ ابرِ گوہر فشان

بچھا کر لبِ آب تک عمدہ فرش ‌ ‌ زمین کو کیا غیرت افزاے عرش

وفادار و شہزادہ مہ جبین ‌ ‌ ہوئے آکے دونون مربع نشین

بکاول نے جلدی سے خاصہ چنا ‌ ‌ کیا نوش مرغوب دل جو ہوا

غذا جس گھڑی روح پرور ہوئی ‌ ‌ تمنا سے آرام بستر ہوئی

کیا آکے خلوت مین دونون نے خواب ‌ ‌ دیا دل کو ہوش و خرد نے جواب

دمِ چند مشغول راحت ہوئے ‌ ‌ ہم آغوشِ محبوبِ غفلت ہوے

عیان جب ہوا دہر مین قربِ شام ‌ ‌ کیا مہ نے دورا اپنا تمام

اُٹھے سوکے وہ دونون بیدار بخت ‌ ‌ ہوئے جلوہ افروز بالاے تخت

چپ و راست ہر سمت خدام نے ‌ ‌ بچھا دین کئی کرسیان سامنے

اراکین دولت بصد کر و فر ‌ ‌ برابر برابر ہوئے جلوہ گر

نگاہین پئے سیرِ دریا بڑھین ‌ ‌ تمنائین بہرِ تماشا بڑھین

نظر آئی آنکھون کو ہر موجِ آب ‌ ‌ سبک خیز و آمادۂ اضطراب

حبابون مین جلوے بھرے نور کے ‌ ‌ مگر سنگریزے تھے سب طور کے

یہ نیرنگ پیشِ نظر تھا یہان ‌ ‌ نیا رنگ لایا فلک ناگہان

کہ شہزادہ بیٹھا لبِ آب تھا ‌ ‌ تماشائے موج و گرداب تھا

اُسے بیٹھے بیٹھے یہ آیا نظر ‌ ‌ کہ دریا سے ہے کوئی شی جلوہ گر

ہوا سے دھوئین کی طرح ہر زمان ‌ ‌ بلندی گرا ہے سوے آسمان

لگا ہوتین مثل شرر یک بیک
کہا دیکھو تو کیا ہے یہ آشکار
چمکتا ہے چھپتا ہے کیا مثل برق
یہ سنتے ہی جتنے تھے پیر و جوان
ہمین بھی تامل ہے اسبات مین
یہان عقل کچھہ کام کرتی نہین
چلی تند ناگاہ اِسمین ہوا
ہر اک نے جو دیکھا بہت غور سے
کہ ہمشکل طاؤس باغ جنان
درخشندہ ہین تاب خورشید سے
سر و سینہ گردن جواہر نگار
جڑے لعل و گوہر ہین منقار مین
تہِ سائبان حُسن انداز سے
کیے نرم تکیے نزاکت بھرے
وہان اک مہ غیرت آفتاب
جلیسین پری چہرہ و ماہرو
کئی عورتین شکل شمس و قمر
دکھاتی ہوئی ناخدا کی طرح
بھر موج کرتی ہوئی پائمال
وہ جسوقت آئی قریب نظر
لڑی آنکھہ سے آنکھہ بے اختیار
تڑپنے لگا مرغ بسمل کی طرح
قدمبوس آکر مصیبت ہوئی
ہوا ضبط کچھہ یاد نامہربان
بہا لخت دل اشک پیہم کے ساتھہ

کوئی چیز جاتی ہے ہر دم چمک
یہ اُٹھتا ہے دریا مین کیسا غبار
نظر جس سے ہے بحر حیرت مین غرق
تعجب سے کہنے لگے سب کہ ہان
کہ یہ نور کیسا ہے ظلمات مین
کوئی بات دل مین ٹھہرتی نہین
ہوئی سامنے آکے صورت نما
وہ شعلہ نظر آیا اسطور سے
سرآب ہے ایک کشتی روان
مرصع پر و بال ناہید سے
زمرد کی دم صورت سبزہ زار
ہوا سے زیادہ ہے رفتار مین
بچھی ایک مسند ہے سو ناز سے
قرینے سے ہین گرد پہلو دھرے
ادا سے ہے محو تماشائے آب
نزاکت سے ہین جلوہ گر چارسو
تکلف سے بیٹھی ہین سکان پر
اوڑاتی ہین کشتی ہوا کی طرح
چلی آتی ہے مثل پیک خیال
ہوا مہ جبین اُٹھہ کے مائل اودھر
ہوا ناوک عشق سینے کے پار
ہوا ٹکڑے ٹکڑے جگر دل کی طرح
ہم آغوش وحشت طبیعت ہوئی
لبون کو پسند آئی مشق فغان
جنون کا ہوا شغلہ دم کے ساتھہ

انہیں جب جگر بیقراری ہوئی — دل آرام جان آہ وزاری ہوئی
خراشِ جگر دشمنِ جان ہوا — غمِ عشق کا دلپہ احسان ہوا
احبا نے دیکھا یہ احوال جب — تحیر مین چپ ہو رہے سب کے سب
سر ان پر اوڑانے لگے غم سے خاک — گریبان و دامن کیے چاک چاک
رتم کیا کرون حال کیا ہوگیا — سرا پردہ ماتم سرا ہوگیا
تردد ہوا یہ وفادار کو — دکھاؤن گا منہ کیا جہاندار کو
جو پوچھے گا وہ مجھسے حالِ پسر — تو مین کیا کرونگا بیان وقت پر
یہی ٹھہری شب بھر بسر کیجیے — سحر ہو تو عزمِ سفر کیجیے
ہوئی ہونے والی جو قسمت مین تھی — مصیبت لکھی عینِ راحت مین تھی
ہماری خطا کیا ہے تقصیر کیا — جو دشمن ہو تقدیر تدبیر کیا
ذرا سنیے اب حال ماں باپ کا — کہ فرقت مین کیا صدمہ انکو ہوا
پئے صید جس روز ہوکر سوار — گئے وہ سوِ دامنِ کوہسار
جدائی مین ماں باپ روتے رہے — پسر کے لیے جان کھوتے رہے
نہونے سے اک انکے دونو کلے دل — رہے نالہ و آہ سے متصل
جہاں بیٹھیں چرچا پسر کا کرین — یہی قصہ غیر چھیڑا کرین
نہ دنیا سے مطلب نہ دین سے غرض — فقط اک انھین مہ جبین سے غرض
وہ روزِ قیامت وہ آفت کی شب — کٹی روکے با صد ملال وتعب
ہوئی جبکہ گھڑی صبحِ وعدہ عیان — اٹھا بسترِ غم سے شاہِ جہان
مہیا کیا ساز و سامانِ عیش — سجا دونون کمرون کو شایانِ عیش
محل مین درون و برون چار سو — پسِ پشت حسرت طرب روبرو
لبون پر یہی گفتگو دمبدم — کہ آج آتے ہونگے وہ فرخ قدم
چلے ہونگے گھر کی طرف شادکام — نکل آئے ہونگے بیابان سے کم
بس اب ہی یہ غم ساعت چند کو — کوئی دم مین دیکھین گے فرزند کو
یہ سنکر کسی نے کہا دو بدو — خدایا مبارک ہو یہ گفتگو
ولے عرض کرتی ہے یہ جان نثار — وہ دن تو نہین آج اے شہریار

کہا تھا جسے نحس درویش نے
خبر دی تھی جسکی حق اندیش نے

کہ پیش آئے غربت وطن کے عوض
بیابان دیکھین چمن کے عوض

گئے بھول سب عیش و آرام مین
نہ سمجھے کہ کیا ہوگا انجام مین

ابھی سوے صحرا سفر تھے کیے
اسی وقت انکی خبر لیجیے

یہان آپ بیٹھے رہے بیخبر
خدا جانے ان پر گئی کیا گذر

یہ سنتے ہی بس رنگ فق ہوگیا
جگر صدمہ غم سے شق ہوگیا

قلق مین ہجوم ندامت کے ساتھ
کیا غور دل مین جو حسرت کے ساتھ

ہوا عکس امید پر تو فگن
کہا ہاے قسمت بقول حسن

قضا را وہ دن تھا اسی سال کا
غلط وہم ماضی مین تھا حال کا

نکلنا نتھا گھر سے انکو کبھی
اجازت عبث مینے صحرا کی دی

اسی دم جہاندار ہو کر سوار
چلا جانب دامن کوہسار

گیا ہو گا کچھ دور شاہِ حزین
کہ آیا نظر لشکر مہ جبین

ولیکن عجب طرح آشفتہ حال
سراسر تحیر سراپا ملال

نہ وہ شوکت و شان شاہی ہے آج
نہ وہ بانکپن کجکلاہی ہے آج

نہ پرچم ہے غیرت دہِ زلفِ حور
نہ وہ نالہ کوس فریاد صور

ہر اک درد و غم مین گرفتار ہے
خرابی کا ہر شے سے اظہار ہے

وفادار و شہزادہ با چشم تر
ہم ایک ہودج مین ہین جلوہ گر

روان اشک ہر چشم گریان سے ہے
گریبان پیوند دامان سے ہے

یہ سامان اندوہ و غم دیکھ کر
یہ کہنے لگا خسرو دادگر

مقرر کہین کچھ دغا پا گئے
یہ بیشک کسی پیچ مین آ گئے

قریب اور پونہچا شہنشاہ جب
ہوئے آکے حاضر ہوا خواہ سب

دعا گو زر و دولت و جاہ کے
ہوئے سرنگون سامنے شاہ کے

لگا کر گلے دونون کو پیار سے
ہوا شاہ گویا وفادار سے

یہ احوال کیا ہے پسر کا مرے
دل افگار کیون ہے جگر کا مرے

ہم آغوش کیون حسرت و غم سے ہے
روان اشک کیون چشم پُرنم سے ہے

جگر آشنائے مصیبت ہے کیون
طبیعت مین یہ جوشِ وحشت ہے کیون

لبون کو ہوس کیون ہے فریاد کی
یہ صورت ہے کیون جانِ ناشاد کی

پسِ عذرِ تقصیر و بیچارگی
کہا اُسنے رو روکے بیچارگی

یہی بخت ہے تو ابھی کیا ہوا
بہت کچھ ہے قسمت مین لکھا ہوا

یہ قصہ ہے کل کا کہ نزدیکِ شام
کیا تھا لبِ آبِ دریا مقام

فراہم ہر اک سمت احباب تھے
تماشائے موج و گرداب تھے

ہوئی ناگہان ایک کشتی عیان
سراپا بشکلِ تصور روان

کوئی اُسمین تھی جلوہ گر رشکِ ماہ
پڑی شاہزادے کی اُسپر نگاہ

ازل سے زبس عشق تھا گھات مین
نہ پاتا تھا موقع کسی بات مین

میسر جو یہ وقت فرصت ہوا
بہم ربط پرداز الفت ہوا

اُسی کا فسون ہوگیا کارگر
اُسی نے کیا آپ سے بیخبر

وہی باعثِ دلفگاری ہوئی
وہی وجہ فریاد وزاری ہوئی

نہ کام آئی کچھ جانفشانی مری
فقط رہگئی نوحہ خوانی مری

نہ واقف تھے آغاز و انجام سے
ندامت ہوئی بخت ناکام سے

کہا خیر قسمت سے چارہ ہے کیا
یہی تھا مقدر مین لکھا ہوا

یہ کہکر وہان سے روانہ ہوئے
گھڑی بھر مین سب زیبِ خانہ ہوئے

خبر سُنکے یہ مادرِ نوحہ گر
اوڑ اُسنے لگی خاک بالائے سر

ہوا نالہ تا چرخِ ہفتم بلند
بنی آہ بامِ فلک کی کمند

آتشِ فراق مین مہ جبین کا جلنا ماں باپ سے رخصت ہوکر تلاشِ محبوبہ مین باہر نکلنا راہ مین مہر شاہ سے ملاقات ہوجانا شاہزادے کو اپنے گھر اُسکا ٹھہرانا وہان سے تنہا وزیرزادے کا جانا منزلِ مقصود سے کامیاب پھر آنا

پلا ساقیا جامِ رخصت مجھے
دلادے سفر کی اجازت مجھے

شکایت سنوں کیا دلِ زار کی
کروں میں کہیں جستجو یار کی

سنا ہے کہ جب وہ اسیرِ بلا
ہوئے دشت سے گھر میں رونق فزا

بہت کچھ احبا نے تدبیر کی
نہ کاوش گئی خارِ تقدیر کی

ہوئی ہر گھڑی اسکی وحشت فزوں
گریبان تک پہونچے دستِ جنوں

بنی آئنہ حیرتِ آرزو
خموشی سے ہونے لگی گفتگو

ہوا سرخ رخسار کا رنگ زرد
دکھانے لگی گرمیاں آہِ سرد

نقاہت سے ہر عضو لاغر ہوا
تنِ ناتوان تارِ بستر ہوا

نہ وہ نشۂ کامرانی رہا
نہ وہ لطفِ جوشِ جوانی رہا

خفا ہو کے اک دن غمِ یار سے
کہا مہ جبین نے وفادار سے

کہ اے غمگسارِ دلِ بیقرار
شفا بخشِ بیماریِ ہجرِ یار

یہ احوال اب تو مرا ہو گیا
کہ حیرت ہے مجکو بھی کیا ہو گیا

بہت مینے چاہا کہ یہ غم نہو
کسی طرح میرا یہ عالم نہو

مگر کیا کروں دل سنبھلتا نہیں
مقدر سے کچھ زور چلتا نہیں

مرا حال ماں باپ سے عرض کر
اجازت کا خواہاں ہو بہرِ سفر

کسی شہر بستی میں جا کر کہیں
کروں جستجوے بتِ نازنیں

تعجب نہیں عشق خود کام سے
ملوں دلبرِ نازک اندام سے

یہ دن رات کے درد و غم دور ہوں
خوشی سے دل و سینہ معمور ہوں

وگرنہ میں گھٹ گھٹ کے مر جاؤنگا
کسی روز جی سے گذر جاؤنگا

قریبِ سحر زیست کی شام ہے
یہ غم موت کا مجکو پیغام ہے

بہت جلد دیکھے گا اے غمگسار
عروسِ لحد سے مجھے ہمکنار

یہ سنکر وفادار عالی گہر
گیا شاہ کے پاس با چشمِ تر

کہا ماجرا اے دلِ پر ملال
پدر سے پسر کا کیا عرض حال

کیا واقفِ اندوہِ جانکاہ سے
طلبگارِ رخصت ہوا شاہ سے

دیا اسنے مجبور ہو کر جواب
مری کیا خوشی کیا میں خانہ خراب

کروں منع کس حوصلے پر تمھیں
سفر کی نہ رخصت دوں کیونکر تمھیں

جو ملتی کوئی راہ درمان مجھے ۔۔۔ تو کہتا نہ دو داغ ہجران مجھے
بلا سے جدائی بلا لائے گی ۔۔۔ گذر لی جو ہو گی گذر جائیگی
مجھے ہے خوشی سے تمھاری غرض ۔۔۔ تمھاری غرض سے ہے ساری غرض
جو کچھ چاہیے ہو سفر کے لیے ۔۔۔ جو درکار ہو عمر بھر کے لیے
وہ سب ساتھ لو اپنے سرکار سے ۔۔۔ سدھارو رہِ بحر زخّار سے
اگر خستہ جانون کا رکھنا خیال ۔۔۔ سمجھنا ہمارا بھی اپنا سا حال
جو محبوب سے گرم آغوش ہو ۔۔۔ یہ غمگین نہ دل سے فراموش ہو
پسِ کامرانی نہ پھرنا خراب ۔۔۔ روانہ اسی سمت ہونا شتاب
کہ شاید وفا زندگانی کرے ۔۔۔ جفائے فلک مہربانی کرے
تمھین آنکھ سے دیکھ لین مرتے دم ۔۔۔ نہ جائین پُر ارمان تہِ خاک ہم
یہ سُنکر وفادار نے شاہ سے ۔۔۔ کہا آکے اُس غیرتِ ماہ سے
اُسی دم سے وہ ہمدمِ درد و آہ ۔۔۔ ہوا مائل ساز و سامانِ راہ
زر و سیم و اسباب جاہ و حشم ۔۔۔ غلام و کنیزان و خیل و خدم
پدر کی اجازت سے لے کر تمام ۔۔۔ چلا جانبِ بحر نزدیک شام
پھونچکر لبِ آب مشکل گذار ۔۔۔ کیا ایک کشتی مین سب کو سوار
وفادار کے ساتھ باچشم تر ۔۔۔ ہوا آپ بھی اک طرف جلوہ گر
اشارہ کیا ناخدا کی طرف ۔۔۔ چلا لو لگا کر خدا کی طرف
لیے جاتی تھی آرزوئے سفر ۔۔۔ بشکل خضر شوق تھا راہ بر
برابر شب و روز مثلِ حباب ۔۔۔ روانہ رہے ہمرہِ موجِ آب
اسیطرح اکثر سفر مین رہے ۔۔۔ تلاشِ بتِ سیمبر مین رہے
کئی روز کے بعد وقتِ سحر ۔۔۔ جزیرہ اُنھین ایک آیا نظر
عمارت کے آثار پائے گئے ۔۔۔ دکھائی دیے لوگ آتے گئے
یہ ٹھہری کہ پھر یہ میسر کہان ۔۔۔ کرین چند ساعت غلط غم یہان
اُسی سمت کا سب نے رستا لیا ۔۔۔ لبِ آب کشتی کا لنگر کیا
اُتر کر قریبِ جزیرہ کہین ۔۔۔ تردد مین بیٹھے تھے دونون حزین

ہم گرم نظارۂ شہر تھے — تماشائی گردشِ دہر تھے

کہ اسمین نمایان ہوے کچھ سوار — دورویہ قرینے سے باندھے قطار

نظر آیا شاہانہ سارا جلوس — ہوئی ہمدمِ گوش آوازِ کوس

وفادار نے ایک دہقان سے — کہا کون آتا ہے اس شان سے

یہ کسکی سواری کا سامان ہے — قدمبوس کسکا یہ میدان ہے

کہا اُسنے آتا ہے یہ مہرشاہ — یہی اس جزیرے کا ہے بادشاہ

اسی کے ہے قبضے مین یہ سرزمین — اسی کے ہے یہ ملکِ زیرِ نگین

گیا تھا کہین آج بہرِ شکار — چلا آتا ہے دھوپ مین بیقرار

سو قصرِ جنت نشان جائے گا — اسی راہ سے تا مکان جائے گا

یہ سنکر وہ دونون گرفتارِ غم — ہوئے اور جانب مخاطب بہم

قریب آکے نکلا جو وہ مہرشاہ — پڑی ناگہان مہجبین پر نگاہ

رہا دیکھتا دیدۂ غور سے — بنا نقشِ حیرت ہر اک طور سے

قیافے سے اُسکے یہ پایا گیا — کہ یہ ہے کسی ملک کا بادشا

ادا کرکے اول وہ رسمِ سلام — ہوا حرف زن آپ کا کیا ہے نام

یہان کس ضرورت سے آنا ہوا — کدھر اس مصیبت مین جانا ہوا

خفا کیون ہوائے وطن سے ہوے — جدا کسلیے اُس چمن سے ہوئے

سفر کے سزاوار یہ دن نتھے — نکلنے کے گھر سے ابھی سن نتھے

کہا اُسنے رو کر کہ اے مہرشاہ — کہون آپ سے کیا مین حالِ تباہ

عجب گردشِ چرخ خودکام ہے — سیہ بخت ہون مہجبین نام ہے

لقب ہے پدر کا جہاندار شاہ — زمینِ یمن اُسکی ہے تختگاہ

مرے ساتھ ہے یہ جو رشکِ قمر — وزیرِ پدر کا ہے نورِ نظر

جہان مین وفادار مشہور ہے — وطن سے مرے واسطے دور ہے

نہ بھایا فلک کو جو میرا فراغ — دیا نوجوانی مین الفت کا داغ

چھڑا کر مجھے اپنے ماں باپ سے — قدمبوس لاکر کیا آپ سے

یہی سرگذشتِ دلِ چاک ہے — یہی نوحۂ جانِ غمناک ہے

یہ سُنکر بہت حیف آیا اُسے ۔ اُتر کر گلے سے لگایا اُسے ۔

کہا آپ کا کفش بردار ہون ۔ اُسی گھر کا مین بھی نمکخوار ہون

یہا مذار کو دیتا ہون مین خراج ۔ اُنھین کی بدولت ہے یہ تخت و تاج

بس اب آپ بندہ نوازی کرین ۔ عنایت کرین سر فرازی کرین ۔

یہان سے ہی نزدیک دولت سرا ۔ مرے ساتھ چلیے وہانتک ذرا

سرافراز کچھ لطف خدمت سے ہون ۔ مشرف حصولِ سعادت سے ہون

ہر اک طرح اُسنے منایا غرض ۔ اُنھین اپنے ہمراہ لایا غرض

دیا رشکِ فردوس اک خانہ باغ ۔ وہان جاکے ٹھہرے وہ نازک دماغ

فراغت کے اسباب یکجا کیے ۔ زمانے کے ہدیے مہیا کیے ۔

حضوری مین دن رات مثلِ غلام ۔ کمربستہ حاضر رہا صبح و شام

ولیکن یہ سامانِ عیش و طرب ۔ ہوا کچھ نہ واشد کا اُسکے سبب ۔

کسی روز آغوشِ دل باغ سے ۔ نہ خالی ہوے لالہ سان داغ سے

نہ بھایا کبھی خندۂ گل اُسے ۔ خوش آئی نہ فریادِ بلبل اُسے

خمِ زلفِ سنبل سے اُلجھا کیا ۔ قدِ سرو کو دار سمجھا کیا

کبھی گر تسلی دل کو ہوتا کمال ۔ تو پڑھتا یہ اشعارِ تازہ خیال ۔

[illegible] غزل

مری چشم تر نے تماشا کیا ۔ کہ صحرا کو رو رو کے دریا کیا

[illegible] خموشی سے افشا ہوا رازِ عشق ۔ مرے ضبط نے مجکو رسوا کیا

نہ بہلا کسی وضع سے دل مرا ۔ زمانہ بہت رنگ بدلا کیا

مزا قید کا تھا رہائی مین بھی ۔ خیالی مین زنجیر پہنا کیا

اُسے حیف دعواے بیگانگی ۔ جسے مین نے برسون مین اپنا کیا

مین تسلیم جب تک رہا دہر مین ۔
خدائی ہر اک بت کی دیکھا کیا ۔

[illegible]ی طرح شہزادۂ دلفروز ۔ وہان شکل مہمان رہا چند روز

[illegible] دار رہنے ہو کے اندوہگین ۔ یہ کی عرض اکدن کہ اے مہ جبین ۔

ترا تو ہوا ہجر سے اب یہ حال
کہ جنبش بھی ہے دشمنون کو محال

بدن مین نہ وہ تاب و طاقت رہی
نہ وہ دل نہ دل مین وہ ہمت رہی

تقاضے نہ وہ آرزو کے رہے
نہ وہ حوصلے جستجو کے رہے

عدم آشنا ہے ہر اک دم ترا
قریب آ چکا وقت ماتم ترا

نہین تیری قسمت مین وصلِ صنم
سحر ہونے والی نہین شامِ غم

بس اب تجھکو اللہ پر چھوڑ کر
یہان سے مین کرتا ہون تنہا سفر

خبر لاؤن گا اُسکو یا لاؤن گا
جو کچھ ہو سکے گا بجا لاؤن گا

یہ کہہ کر اُٹھا ہمدمِ جان نثار
گیا سوے بازار ہو کر سوار

خریدا ہر اک طرح کا عمدہ مال
گیا دے کے زر تاجرون کو نہال

متاعِ گرانمایہ لا کر تمام
گیا شب کو مثلِ مسافر مقام

دمِ صبح روتا ہوا زار زار
ہوا ایک کشتی مین آ کر سوار

نہ دیکھا کسی کو اُٹھا کر نظر
چلا اک طرف غم زدہ بےخبر

ولیکن زبان پر یہی گفتگو
کہ یا رب کرون مین کدھر جستجو

نہ مین اُسکے نام و نشان سے خبر
نہ واقف کہ وہ تھی پری یا بشر

جزیرون مین ہر سمت ہوتا ہوا
چلا چار و ناچار روتا ہوا

ٹھہرتا کسی جا جو آرام سے
تو دل کو لگاتا نئے کام سے

جو احوال گذرا لبِ آب تھا
جو دیکھا کھلی آنکھ سے خواب تھا

ہوا مہ جبین جس سے خانہ خراب
کیا جسنے پیدا غمِ اضطراب

وہ کشتی کا ہونا گذر سامنے
وہ آنا کسی کا نظر سامنے

وہ چار آنکھین ہونا محبت کے ساتھ
وہ بھرنا دمِ سرد حسرت کے ساتھ

تڑپنا وہ شہزادے کا خاک پر
وہ مجمع احبا کا بالائے سر

غرض اُسنے دیکھا تھا جو ماجرا
وہ سب کھینچتا نقشہ بیٹھا ہوا

سفر مین یہی شغل دن رات تھا
یہی باعثِ صرفِ اوقات تھا

پھرا مدتون تک جگر چاک وہ
اوڑایا کیا جا بجا خاک وہ

ولیکن کہین اُسنے انجام کو
نپایا سراغِ دل آرام کو

ہوا سخت مضطر کہ جاؤن کہان — پتا بنجبر کا لگاؤن کہان
نہ بن آئی کچھ عقل خود کام سے — ہوا تنگ نیرنگِ ایام سے
دمِ غصہ گذرا یہی دل مین دھیان — کہ دریا مین دے ڈوب کر اپنی جان
عدم کو روانہ ہو اِس حال سے — فراغت ہو دنیا کے جنجال سے
ہوا جو نہین آمادہ ترکِ جان — صدا غیب سے ایک آئی وہان
ارے اسفر تو ہراسان نہو — نہین کوئی مشکل جو آسان نہو
نہ گھبرا ہجومِ مصیبت سے تو — خفا ہو نہ تکلیف و محنت سے تو
چلا جا دمِ صبح تک بیخطر — تجھے ایک باغ آئیگا کل نظر
بڑھانا نہ زنہار آگے قدم — قریب اُسکے ہے شہر رشکِ ارم
وہان کا جو تھا شاہ فرمان روا — کئی سال گذرے کہ وہ مر گیا
نہ رکھتا تھا جز گوہر و سیم و زر — کوئی لال ایسا کہ روشن ہو گھر
مگر ایک دختر ہے صاحب جمال — پری رو فرشتہ نقش خوشخصال
زبس خوبرو نازک اندام ہے — سمن بو لقب رشکِ گل نام ہے
وہی ہی سرِ تخت جلوہ فروش — تمامی اُسی کے ہین حلقہ بگوش
مشیر ایک ہے اُسکی دُختِ وزیر — قیامت غضب فتنہ آفت شریر
دل افروز ہے اُس پریزاد کا نام — کیا کرتی ہے ملک کا انتظام
گئی تھی پئے سیر دریا وہی — ہوئی باعثِ جوشِ سودا وہی
وہی دشمنِ عیش و عشرت ہوئی — وہی رخنہ اندازِ راحت ہوئی
پڑا اُسکو بھی ہے مہ جبین کا خیال — جدائی سے رہتی ہے آشفتہ حال
کبھی چین سے شب کو سوتی نہین — کوئی دن نہین ہے جو روتی نہین
وہین جاکے ہو کاربرداز تو — وہین عشق کے دیکھ اعجاز تو
یہ کہہ کر نہ آئی وہ آواز پھر — ہوا اور افشا نہ کچھ راز پھر
زبس غیب سے رہنمائی ہوئی — بلا ٹل گئی سر پر آئی ہوئی
ہوا منفعل عزمِ بیجا سے وہ — بچا آفتِ موجِ دریا سے وہ
دگرگون جو آغازِ مطلب ہوا — چھپا روز پیدا ارُخِ شب ہوا

نہ آنے دیا آنکھ مین کحل خواب
روا رو تھا گرم سفر با شتاب
قضارا افق سے پئے انتظار
ستارون کی باہم ہوئی انجمن
سنی تھی جو اُسنے خبر غیب سے
ملا دستِ چپ ایک دلچسپ باغ
قریب اُسکے اک شہر مینوسواد
ہوا کوے دلبر کی آنے لگی
لبِ آب کشتی کو لنگر کیا
نظر آگیا جب دیارِ حبیب
نمایان ہوا ایک شاہی مکان
کہین اُس گھڑی رشکِ گل بام پہ
ٹہلتا ہوا یہ ادھر جو گیا
لجائی بہت دل مین کٹ کٹ گئی
مگر فکر ہر دم کہ یہ نوجوان
مسافر یہ میرے وطن کا نہین
رہی چند ساعت شش و پنج مین
دیا حکم آخر دل افروز کو
کہان سے ہوا رونق افروز یہ
کدھر رہنما آب و دانہ ہوا
یہ سنکر لبِ سحر گفتار سے
وفادار کے پاس آکر شتاب
کہ اے گرد دامان بیچارگی
تجھے رشکِ گل دیکھ کر بام سے
کہ تو کس ولایت سے آیا یہان

چلا محو سیرِ شبِ ماہتاب
برابر لڑی تھی نظر سامنے
سحر کا سپیدا ہوا آشکار
بنا صاف آئینہ چرخِ کہن
ہوا اُسکا پیدا اثر غیب سے
جسے دیکھ کر خلد ہو داغ داغ
کہ آتی ہے اُس سے ہوائے مراد
ہوا خوش کہ محنت ٹھکانے لگی
اُتر کر سو شہر رستا لیا
تو سمجھا کہ اب جاگے اپنے نصیب
دلاویز مانندِ قصرِ جنان
خرامان تھی مثلِ نسیمِ سحر
نظر مل گئی سامنا ہو گیا
مقابل سے دل کی طرح ہٹ گئی
یہان سے ہوا آکے وارد یہان
یہ سروِ سہی اِس چمن کا نہین
بہت دم گھٹا اِس غم و رنج مین
کہ جا دیکھ اِس خانمان سوز کو
بنا آگ مین گھسکے دل سوز یہ
سفر کے لیے کیا بہانہ ہوا
چلی وہ قیامت کی رفتار سے
یہ کہنے لگی وہ بُتِ بیحجاب
غبار رہ بیابان آوارگی
یہ فرمائیے لطف و اکرام سے
ترا نام کیا ہے وطن ہے کہان

کدھر عزم ہے خاطرِ پاک کا
تجرّد پسند طبیعت سے ہے کیون
تجھے کیون ہے پاسِ دل آزردگی
اگر باعثِ ننگ ہمّت نہ ہو
تو لازم ہے مہمان نوازی ہمین
یہان کی بھی کچھ روز کر سیر تو
یہ سُنکر کہا اے بتِ حیلہ جو
تجھے کیا ہی مطلب وطن سے مرے
نہین رشکِ گل کی مجھے کچھ خبر
بلاتی ہے گھر اپنے مہمان کسے
کہان مین اسیرِ کمندِ الم
ذرا دل مین کر غور دھوکا نہو
کہان ہین مرے ایسے دشمن نصیب
اگر یہ فسونِ محبّت اثر
تو یہ عرض کر تو زبانی مری
کبھی وقتِ فرصت جو آؤنگا مین
قدم رنجہ پہلے مگر کیجیے
کوئی عذر مجھکو نہین آپ سے
پسند طبیعت گر ایسا نہین
مسافر ہون راحت جہان پاؤنگا
دل افروز نے رشکِ گل سے تمام
کہ وہ اک عجب مرد چالاک ہے
نہین ہے ادب پر نظر بات مین
بہت دور ہے سخت مغرور ہے
یہ کہتا ہے تشریف خود لائین وہ

ارادہ ہے کیا شوق بیباک کا
گو ارا یہ تکلیف غربت ہے کیون
اُٹھاتا ہے کیون ناز افسردگی
تکلف وبالِ طبیعت نہ ہو
تجھے ایک دو دن کی تکلیف دین
نہ جان اپنے دل سے ہمین غیر تو
تو ہی کون کرتی ہے کیا گفتگو
غرض کیا ہے رنج و محن سے مرے
کہ انسان ہے یا کوئی جانور
لگاتی ہے یہ داغ احسان کسے
کہان خسروانہ یہ لطف و کرم
کسی اور کے پاس بھیجا نہو
جو کوئی بُلا کر بٹھائے قریب
نہین راہ شوخی سے اے فتنہ گر
کہ طومار ہے خستہ جانی مری
کہانی سب اپنی سناؤنگا مین
مری بیکسی پر نظر کیجیے
زمین بوس اگر مین ہون آپ سے
تو کچھ آپ کی مجھکو پروا نہین
کوئی دم ٹھہر کر چلا جاؤنگا
کہا یے نیا زانہ جا کر پیام
دریدہ دہن شوخ بیباک ہے
ظرافت کی لیتا ہے ہر بات مین
کمالِ تکلف سے معذور ہے
یہان سے مجھے آکے لیجائین وہ

نہو گر خلاف آپ کی شان کے
کہا رشکِ گل نے کہ جو ہو سو ہو
تقاضائے دل سے بڑھی بے کلی
خرامان خرامان وہ رشکِ قمر
جھکا کر سرِ عجز و تسلیم کو
گرا پاؤن پر بڑھ کے بے اختیار
فسونِ زبان سے لبھایا اُسے
خوشامد کی باتین ہنسانے لگا
بن آئی جب اسطرح تقدیر سے
کسی فن سے وہ پاک گوہر اُٹھا
چلی وہ سوِ کشورِ مہر شاہ
موافق ہوا پاکے مثلِ نظر
بشکل تصوّر بہان تگاہ
ابھی سُن رہی تھین وہ حالِ سفر
تو دیکھا کہ وہ ہے سفینہ روان
نہ تھی وہ عمارت نہ وہ شہر تھا
تحیُّر سے عالم عجب ہو گیا
پکاری غم و درد کے جوش مین
یہ ساحر لگا کر مجھے بات مین
ستم کا ارادہ طبیعت مین ہے
خبر لے کہان ہے ترا شہر و باغ
کہان تجھکو ہوتی تھی شام و سحر
یہ سُنکر غضب مین بُتِ تند خو
نظر غور سے کی جو اُسنے وہان
خفا ہو کے اس تازہ کردار سے
تو چلیے ابھی پاس مہمان کے
اُسی ہمسرو ت کا کہنا کرو
دل افروز کو ساتھ لے کر چلی
لبِ آب دریا ہوئی جلوہ گر
یہ اُٹھا رہ و رسم تعظیم کو
کہا اس عنایت کرم کے نثار
قریب اپنے لا کر بٹھایا اُسے
ہر اِک تحفہ ہدیہ دکھانے لگا
لیا کامِ دل حُسنِ تدبیر سے
دیا بڑھ کے کشتی کا لنگر اُٹھا
اوڑی زور مین مثلِ ابرِ سیاہ
ہوئی مائل قطع بُعدِ سفر
نکل آئی دم مین مہینون کی راہ
کہ اسمین پڑی ایک کی جب نظر
نہ پایا کہین گھر کا نام و نشان
فقط داغ نیرنگیِ دہر تھا
کہا اُسنے ہے ہے غضب ہو گیا
اری رشکِ گل آ ذرا ہوش مین
اوڑا لیچلا ہے کہین گھات مین
مقرر دغا اسکی نیت مین ہے
کہان رہتی تھی روز و شب با فراغ
خرامان ابھی تھی کہان بام پر
اُٹھی صورتِ شعلۂ آرزو
نہ وہ شہر دیکھا نہ پایا مکان
کہا رشکِ گل نے وفادار سے

کہ اے بیحیا اے جفا آشنا — یہ کیا قہر و آفت ہے کیسی دغا

ہوا دشمن ملک و عیش و فراغ — مرے شہر کو کر دیا بے چراغ

خدا تجھکو ظالم پشیمان کرے — گرفتار زندان حرمان کرے

نہ کام آئے تیرے جوانی تری — ملے خاک مین نوجوانی تری

نہ ہو بہرہ ور کامرانی سے تو — نہ چھوٹے غم جاودانی سے تو

نئے ظلم سے شہر ویران کیا — بلا کر مجھے خوب احسان کیا

کہا اُسنے اے رشک گل غم نہ کھا — کوئی اور تجھ سے نہین مدعا

اجازت اگر دے تو مین خستہ جان — کرون داستانِ مصیبت بیان

سُنا ہوگا زیر سپہرِ کہن — بہت پُر فضا سرزمین مین

وہان کا جہاندار ہے بادشاہ — سپہدار و عادل رعیت پناہ

کہین اُسکا نورِ نظر مہ جبین — لب آب دریا تھا منزل گزین

ہر اک سمت تھا حُسن عہدِ شباب — زیارت گہِ دیدہ ہاے حباب

قضارا سرِ شام اُس دن وہان — ہوئی دور سے ایک کشتی عیان

میانِ حسینان نازک کمر — تو اُسپر تھی سو ناز سے جلوہ گر

وہ کشتی جب آئی نظر کے قریب — ہوئی شاہزادے کی حالت عجیب

تری شکل وہ دور سے دیکھ کر — گرا تخت سے بسترِ خاک پر

جگر مین غم و درد نے راہ کی — لبون پر چڑھائی ہوئی آہ کی

مگر تو نے کچھ آدمیت نہ کی — ادا کوئی رسمِ مروت نہ کی

تسلّی نہ کی جانِ غمناک کی — خبر تک نہ لی اُس جگر چاک کی

تغافل سے آنکھین چرائے ہوئے — چلی آئی گردن جھکائے ہوئے

اُسی دن سے اُسکی یہ حالت ہوئی — کہ جینے سے اپنے خجالت ہوئی

پریشانیون سے پریشان رہا — جفائے خموشی سے نالان رہا

ہر اک دم رہی زندگانی وبال — ہوا خواب و خور اُسکو خواب و خیال

جُدا جب سب اسباب راحت ہوئے — دل و جان طلبگار رخصت ہوئے

کیا ترک پاسِ ادب ضبط نے — سرِ عقل ٹھکرا دیا ضبط نے

جنون راہ پر اپنے لایا اُسے
جدا ہوکے آخر کو مان باپ سے
پھرا چار سو روز و شب دہر مین
بہت دور ہی اک جزیرہ ادھر
وہان چھوڑکر اسکو اس حال مین
نیائی خبر کچھ نہ پھر کر گیا
شب و روز تکلیف غربت سہی
مرقع بکاوا کے تصویر کا
کہا دیکھ اے فتنۂ روزگار
یہی عشق مین تیرے رسوا ہوا
اسی نے ترے واسطے کھاکے غم
یہ سُنکر کہا رشک گل نے کہ ہان
اُسی دم سے یہ عشق خانہ خراب
رہا نالۂ بے صدا ہمنفس
ترستی رہی عیش و آرام کو
شب ہجر مین شمع محفل کی طرح
یہی باعثِ پارسائی ہوا
ہمیشہ جدائی سے صحبت رہی
نظر جانبِ غیر اصلا نہ کی
کیا آج الفت نے بارے اثر
فقط جذب دل کھینچ لایا یہان
یہی ذکر آپس مین کرتے ہوے
وہ کشتی شب و روز مثل صبا
مہینون مین جب قطع منزل ہوئی
وفادار ٹھہرا کے اُنکو وہان

بیابان بیابان پھرایا اُسے
ہوا وہ غریب الوطن آپ سے
نیایا تجھے پر کسی شہر مین
نہایت دل آویز و آباد تر
مین پھونچا ہون تجھ تک کئی سال مین
خدا جانے جیتا ہے یا مر گیا
اُسی کے لیے سب یہ آفت سہی
دیا نقشہ اُس تازہ دلگیر کا
یہی مہ جبین ہے ترا جان نثار
اسی کو جنون خبط سودا ہوا
اُٹھائے ہزارون طرح کے ستم
یہ سب راز پنہان ہے مجھ پر عیان
مرے بھی جگر مین رہا شعلۂ تاب
خموشی کو سمجھا کے فریاد رس
نہ دیکھا کبھی صورتِ جام کو
ہمیشہ رہی ایک سی دل کیطرح
یہی وجہ ناکتخدائی ہوا
مدام آرزومند حسرت رہی
تمنا کی ہرگز تمنا نہ کی
جو اُس بےخبر کی تو لایا خبر
نہین تو بھلا تو کہان مین کہان
چلے دم محبت کا بھرتے ہوے
سرِ آب دریا رہی جبہ سا
سلامت زمین بوس ساحل ہوئی
گیا آپ تنہا سوِ مہ جبین

ہوا رونق افروز جب باغ مین — نظر آیا عالم عجب باغ مین
یہ دیکھا کہ ہر سمت ہے ازدحام — فراہم ہین اربابِ دولت تمام
کوئی نوحہ گر کوئی غمناک ہے — کوئی مثلِ غنچہ جگر چاک ہے
کسی کے ہے لب پر ہجومِ فغان — کسی کی ہین آنکھون سے آنسو روان
یہ سامانِ غم دیکھ کر ہر کہین — ہوا دلنشین مر گیا مہ جبین
گئی رائگان ساری محنت مری — رہی دل کی دل ہی مین حسرت مری
غرض آکے نزدیک احباب سے — ملا شوق و الفت کے آداب سے
لگا کر گلے سے وفادار کو — وہ رونے لگے غم کے بیمار کو
کہا یہ ہے حالِ دلِ شہریار — سُنا جلد تر مژدۂ وصلِ یار
رہا آجتک تو جو محوِ سفر — ہوا کیا رہِ عشق مین چارہ گر
پھرا کس طرح کشورِ یار سے — بجا لایا کیا شرط و اقرار سے
کہا کیا کرون عرض یہ داستان — بہت طول ہے شکوۂ آسمان
مگر ہان فدا اُسکی مین شان کے — کہ اُسنے طفیل اپنے احسان کے
ملایا محبتِ نازنین سے مجھے — کیا سرخرو مہ جبین سے مجھے
سُنا کر شب و روز چاہت اُسے — یہانتک مین لایا سلامت اُسے
سُنا عشق مین شہزادے نے ناگہان — کہ ذکرِ وفادار ہے کچھ بیان
ہوا گو نہ ہشیار اندک خبر — کھلی عالمِ شوق مین چشم تر
کہا ذکر کیون ہے مرے یار کا — بیان آج کیا ہے وفادار کا
یہان جلوہ گر کون دلبر ہوا — فلک مہربان آج کسپر ہوا
یہ بڑھ کر قدم پر گرا ناگہان — اُٹھا ہو کے بیتاب وہ نیمجان
اسے مثلِ داغِ غمِ دلربا — لگا کر کلیجے سے رونے لگا
ملے دونون پروردۂ درد و غم — ہوا سینہ پیوند سینہ بہم
بڑی دیر تک اشکباری رہی — بہم آہ و فریاد و زاری رہی
کہا اُسنے آخر کہ اے غمگسار — سُنا کچھ نویدِ شبِ وصلِ یار
کہا شکر ہے تیری تقدیر سے — بن آیا ہر اک کام تدبیر سے

لے آیا بتِ نازک اندام کو ۔ پھرا کے یارِ دل آرام کو

وفادار نے ماجرائے سفر ۔ کیا مہ جبین سے بیابان سفر

وہ سنتے ہی حرفِ محبت طراز ۔ ہوا سرخوشِ بادۂ سوز و ساز

تمنا بڑھی وصل دلدار کی ۔ ہوئین آنکھین مشتاق دیدار کی

گیا شعلۂ داغِ دل نے اثر ۔ ٹپکنے لگا پھر کبابِ جگر

فزون شوق بیتابیِ دل ہوا ۔ نفس گردِ پروازِ بسمل ہوا

برنگِ مزاجِ بتِ بیوفا ۔ ہوئی طاقتِ صبر نا آشنا

دعا رخصتِ آہ و زاری نے دی ۔ صلاحِ سفر بیقراری نے دی

وفادار و شہزادہ و مہر شاہ ۔ چلے سوے دریا بصد عز و جاہ

پس و پیش ارکان دولت تمام ۔ جلو مین ہجوم خواص و عوام

روان چارسو ہر طرح کا جلوس ۔ بنا روے ساحل جبینِ عروس

غرض سب لبِ آب یکجا ہوئے ۔ تمام آبرو بخش دریا ہوئے

وفادار نے رشکِ گل سے کہا ۔ کہ اے سرو آزاد باغِ وفا

توقف مناسب نہین زینہار ۔ محافے مین کشتی سے اب ہو سوار

چلو شہر مین شوکت و جاہ سے ۔ ملاقات خورشید ہو ماہ سے

نویدِ طرب اپنے غمگین کو دو ۔ تسلی دل و جانِ مسکین کو دے

یہ سنکر وہ مہ پارۂ نازنین ۔ ہوئی اک محافے مین منزل گزین

وہان سے سواری سوے بارگاہ ۔ چلی صورتِ جلوۂ مہر و ماہ

دورویہ وفادار عالی ہمم ۔ گہر ریز مانند ابرِ کرم

شہِ مہ جبین تھا فرو کش جہان ۔ طبیعت کے مانند آئی وہان

ہوئی بزم غیرون سے خالی شتاب ۔ ہر اک اٹھ گیا جلد مثلِ حباب

نہ کوئی وہان غیر ارمان رہا ۔ سو وہ بھی دل و جان مین پنہان رہا

ہوا دونون مشتاق کا سامنا ۔ بلا ہو گیا شوق کا تھامنا

ملی حسرت آلودہ باہم نظر ۔ ہوے چاک دل ٹکڑے ٹکڑے جگر

لپٹ کر بشکلِ خطِ توامان ۔ ہوئے ایک وہ دونون آشفتہ جان

اُمنڈ آئے دل جوش طوفان کی طرح — بہم روئے خون زخم خندان کی طرح
بڑھا حد سے جسوقت شوقِ نہان — ہوئی بیخودی واسطہ درمیان
زخود رفتہ و بیخود و بیخبر — گرے صورتِ سایہ وہ خاک پر
نہ حرف و حکایت نہ ایما نہ ہوش — ہر اک شکل تصویر بیجان خموش
یقین سبکو آیا کہ یہ مرگئے — محبت مین نامِ وفا کرگئے
انہون کو پیدا ہوا اضطراب — ہر اک پر اُسی وقت چھڑکا گلاب
ہوئی کچھ کمی شوق پُر جوش مین — وہ بیہوش آئے ذرا ہوش مین
کھُلی آنکھ اشکِ ندامت کے ساتھ — بہم بیٹھے افسوس و حسرت کے ساتھ
حیا مانع ایما اشارات کی — ہوس دل مین حرف و حکایات کی
لحاظِ خموشی غمِ گفتگو — پڑی کشمکش مین غریب آرزو
تکلم سے آخر اشارا کیا — سکوت و حیا نے کنارا کیا
کھُلے دونون پابند دامِ حیا — مگر مہ جبین ہی نے کی ابتدا
وہ برہم مزاجی سے ہونا سوار — وہ جانا سوے دشت بہرِ شکار
وہ کرنا لب آب دریا مقام — وہ دن کی تمامی وہ آغاز شام
وہ پانی مین عکسِ شفق کا ظہور — وہ جلسے کا جمنا وہ عیش و سرور
وہ کشتی کا آنا نظر ناگہان — وہ ہر گوشے مین ازدحامِ بتان
وہ ہونا کسی شوخ طناز کا — وہ عالم نیا فتنہ انداز کا
وہ تیرِ محبت کا دل توڑنا — وہ اُسکا تغافل سے منہ موڑنا
وہ کشتی کا ہونا روانہ اُدھر — وہ غش کھاکے گرنا اِدھر خاک پر
وہ پھرنا محل کی طرف غمزدہ — وہ ہونا دل و جان کا ماتم کدہ
وہ وحشت وہ سودا وہ غم وہ جنون — وہ رونا شب و روز آنکھون سے خون
وہ ہنگامہ آرزوہاے دل — وہ وقفِ زبانہاے دلہاے دل
وہ قصہ سکوتِ حیا جوش کا — وہ افسانہ لبہاے خاموش کا
پئے جستجو وہ ہواے سفر — وہ مضمونِ رخصت حضورِ پدر
وہ گھر سے نکلنا وہ پھرنا خراب — وہ جینے کا مرنے سے بڑھکر عذاب

بڑی دیر تک روبروئے صنم ۔ رہا وقف لب ماجرائے الم
کہانی شبِ غم کی ہوتی رہی ۔ وہ سن سن کے یہ حال روتی رہی
پھر اُسنے بھی احوال شوقِ نہان ۔ کیا اِس طرح مہجبین سے بیان
کہ اے سرخوشِ بادۂ جامِ عشق ۔ کہون کیا مین آغاز و انجام عشق
عجب سحر ہین اسکی نیرنگیان ۔ عیان ہوتی ہین دل مین ہو کر نہان
اُسی دن سے میری یہ حالت ہوئی ۔ کہ دشمن کو فکرِ عیادت ہوئی
گھٹے حوصلے ضبطِ فریاد کے ۔ بڑھے ولولے جانِ ناشاد کے
جگر آتشِ غم سے جلنے لگا ۔ دھوان بنکے ارمان نکلنے لگا
تماشائے دریا سے جی ہٹ گیا ۔ جگر صدمۂ ہجر سے پھٹ گیا
طرب خیز باتین ہوئین ناگوار ۔ یہی فکر ہر دم کہ پروردگار
یہ عالم ہے کیا آہ و زاری ہے کیا ۔ مصیبت ہے کیا بیقراری ہے کیا
یہ پوشیدہ ہے دل مین کسکا الم ۔ یہ در پردہ کیون پردہ داری کا غم
یہ ہنگامۂ شوق برپا ہے کیون ۔ شبِ خون فوجِ تمنا ہے کیون
یہ کسکا مرے دل پر احسان ہے ۔ یہ کیسا شب و روز ارمان ہے
یہ کیون زندگانی سے مجھے شاق ہے ۔ یہ دل کسلیے مرگ مشتاق ہے
قضارا مین اک روز وقتِ سحر ۔ پئے واشدِ دل گئی بام پر
ہوئی روح پرور جو ٹھنڈی ہوا ۔ دیا سوز الفت نے دل کو مزا
تری یاد اُسدم مجھے آگئی ۔ طبیعت عجب رنگ دکھلا گئی
الم سے بھر آیا دلِ چاک چاک ۔ لیے اشک نے بوسۂ روئے خاک
ہوئی سیر سے اور وحشت فزون ۔ بڑھا حوصلہ بنکے دستِ جنون
دُعا خندۂ چاک دامان نے دی ۔ صدا مرحبا کی گریبان نے دی
غرض اپنے عالم مین مین خستہ جان ۔ کھڑی کرتی تھی سیر آبِ روان
نہ مونس کوئی تھا نہ ہمراز تھا ۔ فقط اک ترا داغ دمساز تھا
یکایک یہ نیرنگ آیا نظر ۔ کہ اک کشتی آکر لگی گھاٹ پر
تجارت کا کچھ اُسمین اسباب ہے ۔ ہر اک جنس بیمثل و نایاب ہے

نئی وضع تاجر کی ہے طرفہ رنگ
نرالا ہی سارے زمانے سے ڈھنگ

سراسر فقیرانہ پوشاک ہے
دل افسردہ ہے جان غمناک ہے

پریشان ہے زلف پیچان کی طرح
جگر چاک رکھتا ہے مژگان کیطرح

ستمدیدۂ چرخ بے پیر ہے
مری طرح برگشتہ تقدیر ہے

جو ہم مشرب درد پایا اُسے
حضوری مین اپنی بُلایا اُسے

کیا اُسنے انکار اِس بات سے
رُکا راہ و رسم ملاقات سے

یہ خواہش زبس دلگدازی سے تھی
غرض اپنی مہمان نوازی سے تھی

دوبارہ نہ پھر مینے تکرار کی
نہ طالب ہوئی وجہ انکار کی

خواصین کئی ساتھ لیکر شتاب
چلی شوق مین خود مین خانہ خراب

تمنائے اسباب مین دور سے
ملی آکے اُس مرد مغرور سے

اُس آفت زدہ نے نئی چال کی
خوشامد سے تفتیش احوال کی

مین مصروف حرف وحکایت ہوئی
سخن سنج رسم شکایت ہوئی

خدا جانے کیا سحر اُسنے کیا
وہ کشتی چلی مثل موج ہوا

دکھائی وہ پانی مین سرعت کی چال
کہ دم بھر مین طے کی رہِ چند سال

ہوئی جس گھڑی مجکو اپنی خبر
تو یہ رنگ نیرنگ آیا نظر

نہ وہ گھر ہے اپنا نہ وہ شہر ہے
فقط مین ہون یا آب کی لہر ہے

کسی سمت دریاے پُرشور مین
وہ کشتی چلی جاتی ہے زور مین

ہوئی سخت مضطر کہ یہ کیا ہوا
یہ کیسا ستم کا فلک پھٹ پڑا

جب اُسنے سنائی تری داستان
رُکی مشق آہ و فغان سے زبان

تھکا حوصلہ جان بیتاب کا
ہوا جوش کم چشم پُرآب کا

ہوا محو تسکین دلِ بیقرار
چلی چار ناچار مین اشکبار

کبھی دل کو غم گردشِ دہر کا
کبھی داغ بربادیِ شہر کا

کسی دم فراق وطن کا ملال
کبھی خندۂ ہمنشین کا خیال

کبھی تیرے ملنے کی دل مین اُمنگ
کبھی وسعتِ شوق سے سینہ تنگ

غم بیدیاری سے بیدل ہوئی
ملاقات یون تیری حاصل ہوئی

جب اس طرح وہ کشتۂ تیغ غم
ہم کہہ چکے داستان الم

سہر سنگ محبت بہانے لگے
دل و دیدہ الفت جتانے لگے

اسی قصر جنت نشان مین مدام
فراغت سے رہنے لگے صبح و شام

دل افروز کا وفادار پر مرنا خلوت مین باہم عہد و پیمان کرنا مہرشاہ سے رخصت ہوکر وطن کا رستا لینا جزیرے کا خراج معاف کر دینا

پلا ساقیا تا غزل مجھے
کہ خود رفتہ کر آج بالکل مجھے

کچھ آجائے طبع رسا رنگ پر
کرون شعر موزون نئے ڈھنگ پر

نرالا ہو نیرنگ الفت رقم
کھلائے نئے پھول شاخ قلم

دم فکر الفاظ و معنی بیان
سناؤن عجب رنگ کی داستان

کہ جب وہ گل و بلبل باغ عشق
ملے اسطرح کھا کے یکسو داغ عشق

سبکدوش بار الم سے ہوے
رہا حلقۂ دام غم سے ہوے

ارادے نئے فکر انجام کے
بڑھے حوصلے عیش و آرام کے

دلون مین ہم ساز ہونے لگا
مرادون کا آغاز ہونے لگا

ترقی پہ آئین وفاداریان
رہین وصل کی روز طیاریان

مئے وصل کے دور چلنے لگے
جوانی کے ارمان نکلنے لگے

امنگین دلون مین ہوئین بیحجاب
بڑہا حد سے طوفان جوش شباب

دلون سے غم ہجر کھونے لگے
لپٹ کر شب و روز سونے لگے

دل افروز جو محرم راز تھی
قیامت ادا محشر انداز تھی

جو دیکھا کی دن رات یہ رنگ ڈھنگ
ہوئی دل مین اسکے بھی پیدا امنگ

وفادار پر جان دینے لگی
بلائین شب و روز لینے لگی

جگہہ دل مین شور محبت نے کی
قیامت بپا یاد قامت نے کی

سکون کم ہوا بیقراری بڑھی
گھٹا ضبط فریاد و زاری بڑھی

تپ غم سے دل خاک ہونے لگا
جگر خود بخود چاک ہونے لگا

اٹھانے لگا دل محبت کے ناز
کیا غم نے پیدا جگر سے نیاز

غم و غصہ و بزات کھانے لگی
دل آسودگی منہ چھپانے لگی

شکر خند زہرِ ہلاہل ہوا
مزا تلخ کامی سے حاصل ہوا

سکوتِ سخن سے ہوا سازِ دل
خموشی سے کہنے لگی رازِ دل

یہی فکر کیونکر ہم آغوش ہون
کرون کیا کہ حسرت فراموش ہون

مگر شرم سے مثلِ محمل خیال
کسی سے نہ کہتی نہ سنتی یہ حال

مبادا کہ ہو رشکِ گل کو خبر
کرے طعن و تشنیع ہر بات پر

خموشی سے باتین بناتی رہی
پڑی جو مصیبت اُٹھاتی رہی

گھٹی دل ہی دل مین شب و روز وہ
جلی مثلِ شمعِ جگر سوز وہ

اسی طرح وہ نازبردارِ غم
رہی مدتون تک گرفتارِ غم

ہوئی زندگی تلخ انجام کو
ترسنے لگی عیش و آرام کو

غرض چھپ کے اک روز اغیار سے
ملی وقتِ خلوت وفادار سے

سُنایا غمِ عشق نے خان وہان
کیا رو کے بے پردہ رازِ نہان

بیان کی تڑپ جانِ بیتاب کی
کہی داستان برق و سیماب کی

وفادار نے سُنکے یہ حالِ دل
کہا اے دلِ افسردہ پامالِ دل

سنبھال آپ کو حد سے مضطر نہو
ذرا آدمیت سے باہر نہو

یہ اُلفت سے منہ کا نوالہ نہین
جگر سوزیِ داغِ لالہ نہین

نظر شوق مین جب سے تجھ پر پڑی
مرا بھی یہی حال ہے ہر گھڑی

غمِ نامرادی سے شام و سحر
کہون کیا گذرتی ہے کیا جان پر

زخود رفتہ مین روزِ اول سے ہون
طپان روز و شب تیری چھل بل سی ہم

محبت مین غم بسکہ کھاتا رہا
مزا زندگانی کا جاتا رہا

مگر کیا کرون سخت مجبور ہون
ادب مانعِ وصل ہے دور ہون

نہ بے غم سمجھ اس جدائی سے تو
نہ بدظن ہو نا آشنائی سے تو

نہ دوری وسیلِ صبوری بود
کہ بسیار دوری ضروری بود

انیسِ دل و جان ہے تیرا خیال
ترے غم سے بیغم رہون کیا مجال

بس اب گھر کو چلتا ہے شاہِ جہان
خدا کے کرم سے پہونچکر وہان

ملین گے ہم جسم سے جان سے
یہ سنکر وفا دار سے سوز و ساز
اگر واقعی راست ہے یہ بیان
کہا اُسنے گر ہو کبھی اور کا
بگولے کے مانند شام و سحر
جو سونگھون کسی کی مین زلفِ سیاہ
اگر دیکھین آنکھین رخِ مہتاب
لگاؤن کسی کو اگر مین گلے
اگر بوسۂ غیر کی چاہ ہو
اگر بے ترے دل ہو مشتاق باغ
اگر مین کسی گل سے ہون ہمکنار
کسی کے جو سینے سے سینہ ہوس
ہر اِک بات پر اُسنے کھا کر قسم
تجھی کو دل و جان سے چاہونگا مین
مگر شرط ہے اے بتِ فتنہ گر
نظر پاک رکھہ شکل اغیار سے
یہ سنکر دل افروز نے رو دیا
ازل سے مین تیری پرستار ہون
سوا تیرے مطلب نہین اور سے
پسِ مرگ بھی تا دیارِ عدم
اگر تجکو باور نہو بے وفا
تری طرح کھاتی ہون مین بھی قسم
اگر قول سے اپنے پھر جاؤن مین
اگر زلف پھانسی ہو اغیار کی
اگر سر رکھون زانوِ غیر پر

نکالین گے ارمان اعلان سے
دل افروز بولی کہ اے دلنواز
تو میرے ترے ہو قسم درمیان
سوا تیرے سودا کسی طور کا
اوڑاتا پھرون خاک بالاے سر
پریشان رہون صورتِ دودِ آہ
نہین نے بصر مثل چشم حباب
چھری بنکے ہر سانس سیر کی چلے
تو ہر دم لبون پر مرے آہ ہو
برنگ گلِ لالہ ہو داغ داغ
جلون خود بخود مثل شاخ چنار
ہمیشہ رہے چاک مثل قفس
کہا اے دل افروز کر ضبط غم
جو کہتا ہون دل سے نباہونگا مین
نہ ڈال آنکھہ تو بھی کسی اور پر
نہ پھر عمر بھر قول و اقرار سے
کہا اے وفادار کہتا ہے کیا
تو گل ہے تو مین بلبلِ زار ہون
نہ بدظن ہو دل مین کسی طور سے
پھرونگی مین تیری محبت کا دم
مرے عہد و پیمان و اقرار کا
نہین جھوٹ ہرگز خدا کی قسم
تو دنیا کی آنکھون سے گر جاؤن مین
مجھے مانگ ہو بارھہ تلوار کی
پھنکتی رہون صورتِ شعلہ سر

جو آئے کسی کی جبین کا خیال — بنون بدر سے گھٹکے مثلِ ہلال
یہ آنکھین کسی سے اگر چار ہون — پڑے چشم پلکین سرِ خار ہون
جو رخسار ہون بوسہ گاہِ خیال — رہین مثل شعلہ طمانچون سے لال
ترے ذکر کے لب جو شیدا ہون — لبِ زخم کی طرح گویا نہون
خوش آئے کسی کی جو گردن مجھے — بنے طوق زر طوق آہن مجھے
بلون گر حنا ہجر مین بید رنگ — لہو بنکے ٹپکے ہتیلی سے رنگ
کرون گرم اگر پہلوِ غیر مین — بنون شعلۂ آتش دیر مین
اگر ہون کسی اور سے ہم بغل — نہ پاؤن مین نخلِ جوانی سے پھل
کسی کے ہون گر ہاتھ طوقِ میان — بنون مین کمر کی طرح بے نشان
کبھی سیب نخلِ تمنا تلک — بشر کیا نہ پہونچے گا دستِ ملک
کرون کوچۂ غیر مین گر خرام — تو گلگشت جنت ہو مجھپر حرام
دل افروز نے بعد قول و قسم — کہا اے وفادار جاتے ہین ہم
حسد سے کہین رشک گل ہو کے تنگ — غرورِ جوانی مین لائے نہ رنگ
عوض صلح کے مفت لڑنا پڑے — بنے میرے دم پر بگڑنا پڑے
یہ کہہ کر دل افروز رخصت ہوئی — روانہ سوئے کنج خلوت ہوئی
ہوا عشق دمساز دونون طرف — ملا فتنہ پرداز دونون طرف
اودھر دل مین برق محبت طپان — ادھر شورِ محشر شریک فغان
اودھر ماتمِ نوجوانی کا شورش — ادھر کاہشِ ناتوانی کا زور
اودھر دمبدم مرگ کی آرزو — ادھر بہرِ تسکین کفن روبرو
اودھر گریہ اشک بیچارگی — ادھر بیکسی قصدِ آوارگی
غرض رہ گئے کچھ دن بصد کرّ و فر — کیا شاہزادے نے عزم سفر
بڑھا پیش خیمہ یمن کی طرف — ہوا جادہ فرسا وطن کی طرف
اراکین دولت پس مہر شاہ — چلے بہرِ رخصت پریشان تباہ
لیے ساتھ سامان تاج و نگین — وہان سے روانہ ہوا مہ جبین
سوارانِ جنگی یمین و یسار — دورویہ پیادون کی آگے قطار

بڑھی آگے آواز شیپور کی
صدا منہ چھپانے لگی صور کی

لب آب دریا پہونچکر تمام
گھڑی بھر ہوئے جلوہ بخشِ قیام

لنگا کر وفادار نے کشتیان
لگا دین لبِ آب بحرِ روان

پس حکم دستور عالی مقام
ہوار اسمین آکر ہوئے خاص و عام

وفادار و شہزادہ نے بھر کے آہ
کہا وقتِ رخصت کہ ای مہرشاہ

بہت ہم سے پہونچی اذیت تجھے
رہی گھر مین تکلیفِ غربت تجھے

شریکِ غم و یاس حرمان رہا
ہمارے سبب سے پریشان رہا

ہم اس امر مین سخت مجبور تھے
مسافر تھے بیکس تھے معذور تھے

کہان تک ادا شکر خدمت کرین
نہو شرح گر تا قیامت کرین

ہوا ہو اگر امر کوئی خلاف
ہم اسدم ہین امیدوارِ معاف

یہ سن سن کے رونے لگا مہرشاہ
کہا اے خداوند عالم پناہ

یہ فرماتے ہین آپ ارشاد کیا
حقیقت مری کیا ہے بنیاد کیا

نمکخوار ہون آپ کے باپ کا
یہ جو کچھہ ہے صدقہ ہے سب آپ کا

جو خدمت کرون عین عزت مری
یہی میری دولت سعادت مری

غرض مہ جبین سے لگا کر گلے
کہا دو اجازت مسافر چلے

خراج اوس جزیرے کا تھا جس قدر
معاف اسکو فرما دیا سربسر

معافی کا پروانہ لکھہ کر دیا
اسے حاکمِ مستقل کر دیا

وہ رخصت سوئے شہر و خانہ ہوا
جزیرے کی جانب روانہ ہوا

یہ چارون دُرِ بحرِ عز و وقار
ہوئے ایک کشتی مین آکر سوار

بڑھے چھوڑ کر ساحلِ آب کو
چلے دیکھتے موج و گرداب کو

دریا مین طوفان کا آنا کشتی کا پاش پاش ہو جانا دل افروز ورشکِ گل کا زنگبار مین پہونچکر صدمہ اوٹھانا

دیے جا ابھی جام ساقی مجھے
کھٹکتا ہے یہ ہوش باقی مجھے

روان کشتیِ بادۂ ناب کرے
مجھے غرقۂ عالمِ آب کرے

خرابی کی حالت مین لیکر قلم   کرون ہم جبین کی تباہی رقم

کہ جسدم وہ کشتی چلی مثل باد   سوئے ملک مقصود و شہر مراد

سر آب وہ غیرت کہکشان   ہوئی صورت موج دریا روان

برابر کسی روز و شب زور مین   روانہ رہی بحر پر شور مین

قضا را چلی تند اک دن ہوا   تلاطم سے موجین بنین اژدہا

اوڑا بادبان پھٹ کے مثل سحاب   گئی ٹوٹ دم کی طرح ہر طناب

دگرگون رخ آب دریا ہوا   ہوا کے طمانچون سے نیلا ہوا

ہلاکت کے ڈر سے ہوے سب اداس   نگاہون مین پھرنے لگی شکل یاس

اٹھے ہاتھ عرض دعا کے لیے   گرے سجدون مین التجا کے لیے

ولیکن نہ سیفی زبان کی چلی   نہ حکمت کسی نکتہ دان کی چلی

کسی سے نہ مشکل کشائی ہوئی   نہ سر سے ٹلی آفت آئی ہوئی

جو قسمت مین افتاد تھی پڑ گئی   وہ کشتی کسی کوہ سے لڑ گئی

جگر کی طرح ہوگئی پاش پاش   کسی نے نہ کی پھر کسی کی تلاش

جدائی کا طوفان اٹھا ہر طرف   روان تختہ تختہ ہوا ہر طرف

وفادار و شہزادہ گلعذار   چلے ایک تختے کے اوپر سوار

دل افروز حسرت زدہ نیم جان   ہوئی تختۂ رشک گل پر روان

یہ دونون کئی دن بلا مین رہین   گرفتار بیم و رجا مین رہین

نہ خیل و خدم تھا نہ اسباب تھا   فقط ہر طرف عالم آب تھا

نہ کھانا نہ پینا نہ سونا انھین   مصیبت مین دن رات رونا انھین

گلا یاس سے لب تک آیا کیا   دعا کا اثر منہ چھپایا کیا

دلون مین نیا دم بدم اضطراب   رگ جان مضطر رگ موج آب

کئی روز گذرے اسیطرح جب   ہوئین کاوش بخت سے جان بلب

یہ جانا کہ تختے کو اب چھوڑ کر   کرین قصۂ زندگی مختصر

یکایک ہوئی شکل ساحل عیان   زمین کا ہوا ایک جانب گمان

دکھائی دیے دور سے کچھ شجر   نظر آئے اوڑتے ہوے جانور

سنبھالا دل و جان بیتاب کو ‌ ‌ ہوئیں دیکھ کر خوش لب آب کو
نصیبوں سے پاکر موافق ہوا ‌ ‌ وہ تختہ زمین بوس ساحل ہوا
یہ دونوں مصیبت زدہ غم نصیب ‌ ‌ اتر کر گئین اک شجر کے قریب
وہاں سایۂ مین بیٹھ کر دو گھڑی ‌ ‌ ہوئین مثل سرو سہی اٹھ کھڑی
کئی دن سے جز خون دل خواب مین ‌ ‌ نہ کھایا تھا اُس عالم آب مین
ہوئی فکر کچھ توڑ کر برگ و بر ‌ ‌ کرین نوش جان مثل ملوا ے تر
مگر ناکامی نے رخصت نہ دی ‌ ‌ ہوئی ناتوانی سے حالت ردی
اندھیرا سا پیش نظر چھا گیا ‌ ‌ اڑگئے ہوش دونوں کو غش آگیا
جو صدمہ ہوا جان غمناک پر ‌ ‌ گرین مثل سایہ وہین خاک پر
قضا را شہ زنگ فیروز شاہ ‌ ‌ پئے صید تھا عازم صیدگاہ
لیے ساتھ فوج و نشان و علم ‌ ‌ اودھر ہو کے نکلا وہ گردون حشم
تہ نخل دیکھا کہ دو سیم تن ‌ ‌ پڑے ہین برنگ گل یاسمن
پریشان و برہم ہین سنبل سے بال ‌ ‌ خزان دیدہ و زرد ہین گل سے گال
بر و دوش مین عمدہ پوشاک ہے ‌ ‌ مگر سو جگہہ مثل دل چاک ہے
خموشی ہے گرم سخن گل کی طرح ‌ ‌ لب آمادہ شور بلبل کی طرح
قریب آکے آواز دی چند بار ‌ ‌ وہ بیہوش گو نہ ہوئین ہوشیار
کھلی آنکھ جسوقت آیا نظر ‌ ‌ قیامت کا ہنگامہ بالاے سر
کہین کثرت فوج طبل و علم ‌ ‌ کہین مجتمع پاسبان و خدم
ہجوم خلائق سے دل کو یہ ڈر ‌ ‌ مبادا کہ شق ہو زمین کا جگر
مگر بے ادب تیرہ باطن تمام ‌ ‌ سیہ روز مانے مین مانند شام
مروت حیا حلم سے سب نفور ‌ ‌ بھرا سر مین سودا ے کبر و غرور
کیے پردہ دامان صد چاک سے ‌ ‌ یہ دونوں اٹھین بستر خاک سے
ہجوم مصیبت سے چہرہ اداس ‌ ‌ پراگندہ گیسو پریشان حواس
اٹھین پاکے پامال رنج و محن ‌ ‌ ہوا یون شہ زنگ گرم سخن
کہ اے آفتاب سپہر شرف ‌ ‌ ہوا کیون تمھارا گذر اس طرف

یہان کس لیے بخت لایا تمھین
ہوئین اس طرح کیون اسیرِ محن
مربی وہان کون تھا آپ کا
کہا رشکِ گل نے کہ اے بادشاہ
عیان کو بیان کیا کرین آپ سے
بشکلِ ہوا اے اسیرِ حباب
تہِ آسمان مثلِ وہ جیسکرے
اگر تھے دُرِ تاجِ شاہی تو کیا
ہمین تو جہان مین بنا کر غریب
یہ سُن سُن کے باتین شہِ زنگبار
کہا آپ کوئی نہ غم کیجیے
یہان سے ہے نزدیک دولتسرا
کہا خیر مجبور و بے بس ہین ہم
مصیبت زدہ ہین دل افگار ہین
سزاوار ہمکو ستانا نہین
بہت ضد نہ مغموم سے چاہیے
زیادہ نہین طاقتِ عرضِ حال
غرض ساتھ لے کر انھین بادشاہ
روا رو وہ جتنے تھے وحشی نژاد
الگ اک مکان مین اتارا انھین
ضرورت کی چیزین جو درکار تھین
کنیزانِ خبرنگ لیلی نگار
ہر اک طور سے بات کی بات مین
مہیا کیے جملہ سامانِ عیش
بظاہر کوئی صورتِ غم نہ تھی

یہ دن کیون فلک نے دکھایا تمھین
چھٹا کس مصیبت سے شہر و وطن
بتا دو مجھے اپنے ماں باپ کا
نہ کچھ پوچھیے حالِ روزِ سیاہ
چھٹے ہو کے مجبور ماں باپ سے
کیا ہمکو قسمت نے خانہ خراب
نہین ہمکو اپنے وطن کی خبر
رہی گھر مین عالم پناہی تو کیا
پھراتے ہین بے آب و دانہ نصیب
ہوا صورتِ ابرِ تر اشکبار
خوشی ہو تو اتنا کرم کیجیے
وہان چلکے ہون آپ رونق فزا
شہنشاہ ہین آپ بیکس ہین ہم
فلک کی جفاؤن سے ناچار ہین
جلے دل کا بہتر جلانا نہین
حذر آہِ مظلوم سے چاہیے
رہے آبرو کا ہماری خیال
وہان سے چلا جانبِ تختگاہ
ہوئے داخلِ شہر تیرہ سواد
دیا ہر طرح کا سہارا انھین
وہ پہلے سے ہر سمت طیار تھین
ہوئین آکے حاضر بعجز و نیاز
سجا اُس مکان کو اُسی رات مین
رہین روز و شب اُسمین وہ جان حزین
کسی حال مین چشم پُرنم نہ تھی

مگر دل مین ہنگامۂ شورِ عشق — وہی جانِ بیتاب پرزورِ عشق
غمِ مہ جبین و وفادار سے — پٹکتی تھین سر سنگِ دیوار سے
یہی غم دلون مین یہی جان مین — کہ پیش آئی کیا انکو طوفان مین
بچے یا کہین غرق دریا ہوئے — خدا جانے وہ غمزدہ کیا ہوئے
اسی طرح چندے وہ مہمان رہین — نصیبون کے ہاتھون سے نالان رہین
وہان بھی نہ قسمت کی کاوش گئی — کہ ہین آئی اک اور آفت نئی
لگا لائی اس گھر مین جب بیکسی — ہوئی ہر طرح کی انھین بیکسی
نیا رنگ فیروز لانے لگا — انھین دیکھنے روز آنے لگا
شورِ رشکِ گل کرکے ہر دم نگاہ — دمِ سرد بھرنے لگا روسیاہ
حضور اسکی الفت کے رازِ نہان — اشارے کنائے مین کرتا بیان
وہ سن سن کے اسکے خیالات خام — اوڑا دیتی باتون مین ہر صبح و شام
نہ نکلی لگاوٹ سے جب آرزو — بگڑ کر ہوا درپئے آبرو
یہ سوچا کہ جو کچھہ ہو انجام کو — اچھوتا نہ چھوڑون دل آرام کو
اسی دن سے شوقِ ملاقات مین — ستم کیش رہنے لگا گھات مین
برادر تھا اسکا کوئی روسیاہ — زمانے مین مشہور بہروز شاہ
تکلف سے نزدیک مجرِ ردان — بنایا تھا اسنے الگ اک مکان
حسینون مین دن رات وہ بدگہر — وہین عمر کرتا تھا اپنی بسر
خبر سنکے خوبانِ دلخواہ کی — وہ آیا ملاقات کو شاہ کی
پس عرض تسلیم بولا کہ ہم — یہ سنتے ہین اے خسرو جم حشم
پریزاد مہمان ہین آپ کے — پرستان ایوان ہین آپکے
یہان انکو اسوقت بلوائیے — ہمین بھی جمال انکے دکھلائیے
اسی وقت بہروز کے ساتھہ ساتھہ — چلا ہاتھہ مین دے کے فیروز ہاتھہ
جہان جلوہ گر تھین وہ خورشید ماہ — وہین پہونچے یہ مثلِ ابرِ سیاہ
انھین دیکھہ کر اڑ گئے انکے ہوش — ہوئین شکلِ تصویر بیجان خموش
کہا رشکِ گل کو کہ یہ نونہال — پسندِ طبیعت ہے مجکو کمال

دل افروز سے تو ہم آغوش ہو
مے عیش پی غم فراموش ہو

یہ سنکر وہ کافر ہوا دل میں شاد
کہا بے مشقت بر آئی مراد

خوشی پاکے بہروز فیروز کی
بڑھا حد سے جانب دل افروز کی

وہ بھاگی سر رہ جوانی کی طرح
بڑھا یہ غم ناگہانی کی طرح

وہ بیساختہ گر پڑی چاہ میں
یہ ٹھوکر لگی مر گیا راہ میں

ہوا چرخ تک شور ماتم بلند
کیے کان اپنے فرشتوں نے بند

گریبان ہوئے چاک دونوں طرف
سرون پر اوڑی خاک دونوں طرف

نہ کچھ بن پڑی جبکہ فیروز کو
کیا دفن اُس عاقبت سوز کو

محل میں کئی روز ماتم رہا
ہر اک صورت زلف برہم رہا

دل افروز پر دیکھکر یہ ستم
ہوئی رشک گل اور بھی پر الم

گئی روتی سر پیٹتی چاہ پر
رہی دیر تک مضطر و نوحہ گر

یہ چاہا کہ دے ساتھ اُس ماہ کا
بھرے خاک سے اپنی منھ چاہ کا

سنبھالا خواصوں نے آکر اُسے
بٹھایا سر تخت لاکر اُسے

کوئیں میں اُتارا جو غواص کو
بنایا دُر بحر اخلاص کو

نہ ثابت ہوا گرتے ہی ناگہان
زمین کھا گئی اُسکو یا آسمان

تھکے جستجو کرکے غواص جب
کہا رشک گل سے یہ حال عجب

وہ حسرت سے رو پیٹ کر رہ گئی
مصیبت جو سہنی نہ تھی سہ گئی

اُسی غمکدے میں وہ ماہ تمام
الگ سب سے رہنے لگی صبح و شام

دل افروز کا چاہ میں راہ پانا اور عالم حیرت میں قدم بڑھانا مہ لقا پری کی ملاقات آپس کے حرف و حکایات

پلا ایسی مئے ساقی نازنین
کہ ہر آنکھ ہو کیفے میں دوربین

در عرصہ غیب آئے نظر
کروں عالم ظاہری سے سفر

پرستان میں چند مدت رہوں
پریزادوں سے حال اپنا کہوں

زبان تک نہ آنے دوں مضمون غیر
دکھادوں طلسم معانی کی سیر

غرض جب دل افروز اُس چاہ مین — گری عالم حسرت و آہ مین
زمین تک گئی زور مین تیر سی — وہان دیکھی اک چنبر زنجیر سی
جو گھبرا کے کھینچا اُسے ناگہان — کھلا ایک در مثل باب جنان
نکل کر شہ ابور اُس راہ سے — چھٹی صدمۂ ظلمت چاہ سے
کھلین بند آنکھین تو آیا نظر — وہان ایک میدان وحشت اثر
نہ انسان کوئی نہ حیوان ہے — اداسی برستی ہے سنسان ہے
ہوئی دل مین مضطر کہ پروردگار — یہ کیسے ہین رازِ نہان آشکار
بن آئی نہ کچھ بختِ ناکام سے — چلی اک طرف غافل انجام سے
وہ میدان وہ عالم درد و یاس — وہ دل مین ہزارون طرح کا ہراس
نہ کھانا نہ پینا میسر کہین — نہ سایا کہ دم لے ٹھہر کر کہین
اکیلی رواں تھی وہ خستہ جگر — کہ آیا نظر سامنے اک شجر
قریب اُسکے جس دم رسائی ہوئی — عجب طرح قدرت نمائی ہوئی
یہ دیکھا کہ وہ نخل باغِ جنان — بلندی مین ہے ہمسرِ آسمان
عوض پھل کے ہر شاخ مین جانور — لٹکتے ہین کھولے ہوئے بال و پر
مگر سب کے چہرے ہین انسان کے — سخن مین ہین اُستاد سحبان کے
فصاحت بلاغت سے ہر صبح و شام — بہم کرتے ہین ہر زبان مین کلام
قریبِ شجر ایک تالاب ہے — لطافت مین بے مثل و نایاب ہے
کنارے پر اوسکے نظر جب پڑی — دکھائی دی پتھر کی پتلی کھڑی
نہ آتش نہ شعلہ مگر ہر زمان — نکلتا ہے مُنہ سے برابر دھوان
وہ طائر اسے دیکھ کر خستہ حال — ہوئے اسطرح جلوہ بخشِ مقال
کہ تو اے دل افروز آئی کہان — تجھے اسطرح کون لایا یہان
جو تو دیکھتی ہے نگر کچھ عجب — طلسمی یہان کارخانہ ہے سب
نہ غمگین ہو پھنسکر طلسمات مین — کہ حامی ترے ہم ہین ہر بات مین
یہ سنکر دل افسردہ خانہ خراب — ہوئی اور بھی ہمدم اضطراب
پہونچکر تھکی ماندی زیرِ شجر — گری کثرتِ ضعف سے خاک پر

وہین فرش مین دن بھر بیت دلربا ۔ پڑی رہ گئی صورت نقش پا

چھپا پردۂ شب مین جب آفتاب ۔ ہوا جلوہ گر چرخ پر ماہتاب

کھلی آنکھ اندک دل افروز کی ۔ گئی بیخودی جان پرسوز کی

یہ بیٹھی ہوئی بھوکی پیاسی وہان ۔ فلک کی شکایت سے تھی تر زبان

یکایک وہ تصویر گویا ہوئی ۔ صدا اک مہیب اوس سے پیدا ہوئی

ہلا خود بخود بے ہوا وہ شجر ۔ عوض پھل کے تھے جس قدر جانور

وہ سب کو دکر حوض پر آب مین ۔ ہوئے جلوہ گر شکل نایاب مین

قریب آکے مہمان ناشاد کے ۔ دلاسے دیے لطف و امداد کے

کہا اے دل افروز ڈرنا نہین ۔ کوئی دل مین اندیشہ کرنا نہین

نہ پہنچے گا آسیب کوئی تجھے ۔ مبارک ہو فال نکوئی تجھے

یہان ہوگی اب بزم آراستہ ۔ بہم ہونگے خوبان نوخواستہ

ہوا سے اسی جا قریب درخت ۔ گھڑی بھر مین آترینگے پریونکے تخت

شہ جن کی بیٹی حسین دلربا ۔ لقب جسکا عالم مین ہے مہ لقا

پئے سیر آئیگی جسدم ادھر ۔ رہیگی یہان رات بھر جلوہ گر

اگر وہ بلائے تجھے پیار سے ۔ نہ کرنا دل آزردہ انکار سے

اوسی وقت آکر دم گفتگو ۔ سب احوال کرنا بیان روبرو

عجب کیا کرے رہنمائی تجھے ۔ نظر آئے مشکل رہائی تجھے

یہ کہکر پریزاد رخصت ہوئی ۔ ہر اک سمت مصروف خدمت ہوئی

اوسی دم چھڑک کر زمین پر گلاب ۔ کیا خاک کو غیرت مشکناب

بچھایا تکلف سے پاکیزہ فرش ۔ کہ بوسے تصور مین لے جسکے عرش

جلائین شب افروز شمعین وہان ۔ زمین کو کیا ہمسر آسمان

مہیا یہ سامان جب ہو چکا ۔ وہان جمع سامان طرب ہو چکا

ہوا شعلہ اک آسمان پر عیان ۔ زیارت گہ چشم افلاکیان

وہ جسوقت آیا قریب نظر ۔ تو روشن ہوا چند رشک قمر

ملوکانہ آئین دانداز سے ۔ سر تخت ہین جلوہ گر نازسے

کیا یک ہوا سے وہین وہ سریر — ہوا صورت صاعقہ جانگیر

اوترکر حسینان نوخاستہ — ہوئین رونق بزم آراستہ

برنگ عروسان فرخندہ بخت — ہوئی مہ لقا زینت افزاے تخت

کنیزان زرین قباے سیمبر — برابر برابر ہوئین جلوہ گر

خوش آیا جو بزم مسرت کا رنگ — دوبالا ہوئی مہ لقا کی امنگ

اشارے سے ساقی گلفام کے — لیے ہنس کے بوسے لب جام کے

اوٹھین گائینین بہر آغاز رقص — ہوئے ساز نغمے کے دمساز رقص

ادہر جام صہبا کے چلنے لگے — ادہر نغمہ تر نکلنے لگے

ادہر رخصت ہوش ساغر کے ساتھ — ادہر فتنہ حشر ٹھوکر کے ساتھ

ادہر طایر ہوش پرواز مین — ادہر سحر زہرہ ہر آواز مین

یہ ہنگامہ عیش تھا ناگہان — کیا ایک نے مہ لقا سے بیان

کہ وارد یہان ایک انسان ہی آج — پہر دن سے ناخواندہ مہمان ہی آج

شکر لب مین افسون ہے گفتار مین — قیامت کے فتنے ہین رفتار مین

نزاکت پری کی ادا حور کی — چمک رخ مین خورشید پرنور کی

وہ عصمت کہ مریم صفت دمبدم — ملک اوسکے دامن کی کہائین قسم

مگر کشتہ تیغ ایام ہے — ستمدیدہ بخت ناکام ہے

خدا جانے کیا بیتی آئی اوسے — کہ قسمت یہان کہینچ لائی اوسے

یہ سنکر دیا مہ لقا نے جواب — کدہر ہی وہ غیرت دہ آفتاب

خدا کے لیے جلد جاؤ ابھی — مرے پاس عزت سے لاؤ ابھی

اگر وہ نہ آئے تو مین خود چلون — وہین اوس گرفتار غم سے ملون

اوسی دم پریزاد نے دوڑ کر — بیان کی دل افروز سے یہ خبر

کہا اوسنے انکار مجہکو نہین — کوئی عذر زنہار مجہکو نہین

مگر شرم آتی ہے اس حال سے — ملون کیا مین اوس صاحب اقبال سے

وہ بلقیس اقلیم جاہ و حشم — مین آوارہ کوچہ درد و غم

یہ کہہ کر اوٹھی تھام کر اوسکا ہاتھ — چلی اوس پریزاد کے ساتھ ساتھ

جب آئی دل افروز نزدیکِ تخت — اوٹھی شاد و خرم وہ فرخندہ بخت
دل افروز نے جھک کے تسلیم کی — جگہ شاہزادی نے پہلو مین دی
نہایت محبت سے پوچھا مزاج — کہا ہم سے کہیے جو ہو احتیاج
اکیلی کدھر رونق افزا ہوئین — بیابان مین کیون جادہ فرسا ہوئین
گوارا ہوا کیون سفر آپ کو — دیا کس لیے داغ مان باپ کو
پرستان مین کیون وطن چھوڑ کر — پریشان پھرتی ہو شام و سحر
مقدر کے ہاتھون پھیریا آپ سے — بگڑ کر چلی آئین مان باپ سے
یہ سنکر دل افروز رونے لگی — ہوئی منفعل جان کھونے لگی
کہا کیا کرون عرض مین آپ سے — چھٹی کس طرح اپنے مان باپ سے
پھرا کرتی ہون خانہ بردوش کیون — جہان مین ہون راحت فراموش کیون
کبھی وقتِ فرصت مین پامالِ غم — کرونگی بیان آپ سے حالِ غم
دمِ عیش و ہنگامۂ دلنشین — مصیبت کا اظہار اچھا نہین
یہ سنکر دیا مہ لقا نے جواب — بہت خوب بہتر نہایت صواب
دل افروز کے ساتھ پچھلے پہر — کیا نوش خاصہ اسی تخت پر
گھڑی دو گھڑی اور جلسا رہا — اسی طرح ہنگامہ برپا رہا
سنی آمدِ صبح کی جب نوید — ہوئی عارضِ شب کی رنگت سفید
کہین نو عروسانِ آراستہ — ہوئی محفلِ عیش برخاستہ
چھپا چشمِ ظاہر سے سامان وہ — بنا پھر کفِ دست میدان وہ
پریزاد سب لوٹ کر خاک پر — بنے اس درختِ کہن کے ثمر
چلی تخت پر بیٹھ کر مہ لقا — دل افروز بھی ساتھ مثلِ صبا
خیال آئے جیسے دلِ صاف مین — وہ داخل ہوئی پردۂ قاف مین
اتارا مکانِ پدر مین اُسے — رکھا مثلِ مردم نظر مین اُسے
کنیزان گلرنگ محشر خرام — ہوئین آ کے خدمت مین حاضر تمام
کوئی ساز و سامان ایسا نہ تھا — وہان جو بکثرت مہیا نہ تھا
کہا نہ تجمل سے وہ سرو ناز — ہوئی صورتِ جنتی بے نیاز

دل افروز کو مثل دل مہ لقا — نہ کرتی تھی پہلو سے دم بھر جدا

بغیر اُسکے خاصہ منگاتی تھی — یہ جبتک نہ کھاتی وہ کھاتی تھی

کبھی بار لطف و مدارات مین — بدلواتی پوشاک و نزات مین

کسی طرح وحشت ہو کم جان کی — دکھاتی تھی سیرین پرستان کی

یہ سب تھا مگر بخت ناکام سے — گھڑی بھر نہ رہتی تھی آرام سے

غم رشک گل سے جگر داغ داغ — کھلا سینے مین نامرادی کا باغ

یہی فکر کیا اُسکے دم پر بنی — مقدر سے کیسے بگڑ کر بنی

مرے بعد فیروز نے دمبدم — کیے جان پر اُسکی کیا کیا ستم

وفادار و شہزادۂ مہ جبین — ہوے غرق یا ہیکے نکلے کہین

خبر یہ نہین دونون مثل صدف — گئے جوش سیلاب مین کسطرف

غرض یونہین چندے وہ پُر اضطراب — رہی ظاہر آباد باطن خراب

اسے دیکھ کر مہ لقا نے حزین — کہا ایک دن سُن تو اے نازنین

گھلی جاتی ہے کسلیے دمبدم — تری جان سے دور کیا ہے الم

قسم میرے سر کی بتا حال دل — شب و روز تو کیون ہے پامال دل

جوانی مین افسردہ رہتی ہے کیون — خموشی سے دُکھ درد سہتی ہے کیون

تجھے کام کیا بخت ناکام سے — گلہ کسکا ہے صبح تک شام سے

گل رخ ترا کس لیے زرد ہے — لب خشک پر کیون دم سرد ہے

تکلف سر مو نہ زنہار کر — جو تکلیف ہو مجھسے اظہار کر

دل افروز نے ہاکے یون مہربان — کیا ماجراے مقدر بیان

مصیبت جو گذری تھی سب حرف حرف — کبھی مہ لقا سے بطرز شگرف

وہ سُن سُن کے افسوس کرنے لگی — قلق مین دم سرد بھرنے لگی

کہا اے دل افروز تو غم نکر — منگاؤن گی پریون سے سبکی خبر

بس اب تو بکو ناک اوڑائینگی یہ — ملین گے جہان ڈھونڈھ لائینگی یہ

یہ کہہ کر دل افروز ناشاد سے — مخاطب ہوئی اک پریزاد سے

کہا تو ابھی جا سوِ زنگبار — گھڑی بھر نہ تاخیر کر زینہار

وہان کار فرما ہے اک بادشاہ — سراپا برنگِ سپہرِ سیاہ
ستمگار ہے عاقبت سوز ہے — نگون بخت کا نام فیروز ہے
کہین کی کوئی شاہزادی اُدہر — تباہی مین نکلی تھی گھر چھوڑکر
پکڑ لے گیا اُسکو وہ زشت خو — شب و روز ہے درپئے آبرو
اُسے جس طرح ہو چھڑا لا ابھی — مرا تخت لیجا اوڑا لا ابھی
یہ سُنکر پریزاد وہ بیدرنگ — روانہ ہوا جانبِ مُلکِ زنگ

فیروز شاہ کی ستمگاری رشک گل کی عیاری

ادھر بھی کوئی دور ساقی شتاب — مزے دے رہا ہے ہجومِ شباب
جو بے پردہ ہے دُختِ رز روبرو — چھلکتا ہے جامِ مئے آرزو
نہین تاب امروز و فردا مجھے — خدا اسکے لیے اب نہ ترسا مجھے
ہوا اس چمن کی ہے یون گلفشان — کہ جب بخت یہ رنگ لایا وہان
دل افروز کے غم مین آٹھون پہر — رہی رشک گل مدتون نوحہ گر
تڑپتی رہی صبح تک شام سے — نہ سوئی کبھی شب کو آرام سے
زمانہ تھا نظرون مین وقتِ نگاہ — برنگِ شبِ مرگ ہردم سیاہ
شب و روز رونے سے اک حال تھا — پئے اشک ہر دیدہ غربال تھا
نہ تھمتے کبھی اشک یاقوت فام — رگِ لعل تھے سوے مژگان تمام
قضارا وہ اک شب قریب سحر — ہوئی غفلتِ خواب سے بیخبر
یہ دیکھا کہ اک تخت افلاک سے — اوترکر ملا تختۂ خاک سے
کھڑے ہین قریب اُسکے اک پیرمرد — مقدس خدا ترس اور اہل درد
یہ کہتے ہین اے رشک گل جلد تر — ابھی ہو تو اس تخت پر جلوہ گر
سحر کو نہین پھر رہائی تری — نہ تو ہے نہ یہ پارسائی تری
یہ سُنکر ہوئی مضطرب رشک گل — یکایک گئی خواب سے آنکھ کھل
نہ وہ پیر آیا نظر سامنے — نہ وہ تخت تھا جلوہ گر سامنے
تردد ہوا جانِ بیتاب کو — پیامِ اجل سمجھی اُس خواب کو

یہی دل مین اُس وقت گذرا خیال ۔ کہ شاید مرا ہے قریب انتقال
ادھر فکر تھی خوابِ جان سوز کی ۔ ادھر کیفیت سنیے فیروز کی
کہ جس وقت دلخستۂ وسوز ناک ۔ ہوا مر کے بہروز پیوند خاک
کئی روز ماتم رہا شہر مین ۔ مصیبت کا عالم رہا شہر مین
عزیزون نے سمجھا کے فیروز کو ۔ بھلایا غم مرگ بہروز کو
کیا مائلِ جام وساقی اُسے ۔ رہا ہوش مطلق نہ باقی اُسے
شب وروز رہنے لگا تر دماغ ۔ بنا نشے مین اور بھی خر دماغ
لحاظ وادب پاس جاتا رہا ۔ قیامت کا وسواس جاتا رہا
یہ سوچا کہ آخر مین بدنام ہون ۔ زمانے مین مشہور خودکام ہون
مرادون سے پھر کیون پشیمان رہون ۔ غرض کیا جو ہر دم پرارمان رہون
کہانتک حیا تا کجا پاس شرم ۔ کرون رشک گل سے بغل آج گرم
یہ ٹھہرا کے دل مین چلا روسیاہ ۔ ہوا آکے ہم پہلوئے رشکِ ماہ
وہ سرہو گئی دیکھ کر اُسکے ڈھنگ ۔ کہا دل مین کچہہ اور ہین آج رنگ
یہ ہنس ہنس کے باتین بنانے لگا ۔ اُسے راہ پر اپنی لانے لگا
کہا رشکِ گل نے کہ اے بادشاہ ۔ مری چاہ مین کیون ہے اتنا تباہ
مین افسانہ اپنا نئے طور سے ۔ سناؤن اگر تو سنے غور سے
کہا اُسنے کہیے خدا کے لیے ۔ نہ خاموش رہیے خدا کے لیے
کہا اُسنے اے شاہِ عالی تبار ۔ مرا باپ تھا تاجر نامدار
گھر مین زر و مال واسباب مین ۔ ترقی تھی دن رات ہر باب مین
مگر بے ثمر مثل شمشاد تھا ۔ ستمدیدۂ داغ اولاد تھا
ہوئی جبکہ شام جوانی سحر ۔ دکھایا دعائے دلی نے اثر
ہوئی بارور بانوے پاک زاد ۔ پھلی پھولی شاخ نہالِ مراد
دل افروز دل سوختہ اور ہم ۔ ہوئے بطن مادر سے پیدا بہم
پدر کو خوشی انتہا کی ہوئی ۔ ضیافت عزیز اقربا کی ہوئی
مبارک سلامت ہوئی ہرطرف ۔ دلون سے کدورت ہوئی برطرف

بلا کر اسے وقت انجم شناس ؎ کہا تم نہ دل مین کرو کچھ ہراس
جو ہو شکل طالع دکھاؤ ہمین ؎ بھلائی برائی بتاؤ ہمین ؎
نصیبون مین سے چین یا بیکلی ؎ ستارون سے ہوتا ہی کیا منجلی ؎
انھون نے بڑی دیر تک چند بار کیا پہلے کچھ انگلیون پر شمار
کہا پھر کہ اے خواجۂ ہوشمند ؎ ستارے ہین انکے نہایت بلند
ترقی کرین شوکت و جاہ مین ہمیشہ رہین پہلوے شاہ مین ؎
مگر روشنی مین یہ اندھیر ہے عجب اختر بخت کا پھیر ہے
کہ یہ دونون پچیسوین سال تک رہین مرد سے دور پر فلک ؎
اگر مل گئین اتفاقاً کہین ؎ تو زندہ زن و مرد دونون نہین ؎
نجومی تو کہہ سنکے رخصت ہوے اقارب اسیر مصیبت ہوے
اسی وجہ سے نامرادی رہی ؎ اسی غم سے موقوف شادی رہی
نکلنے نہ پائے کبھی گھر سے ہم ؎ رہے آجتک دور شوہر سے ہم ؎
کیا بعد مدت پدر نے سفر ؎ تجارت کا اسباب لیکر ادہر
ہوا غرق دریا کا یک جہاز ؎ ہوئے زندگانی سے سب بے نیاز
دل افسردہ اور ہم پریشان خراب چلے اک طرف لیکے مثل حباب
کئی روز کے بعد ساحل ملا ؎ پڑے تھے کہ تو شاہ عادل ملا
اٹھا کر ہمین اس بیابان سے لے آیا گھر اپنے بڑی شان سے
یہ جو کچھ کیا مین نے تجھسے بیان سر مو نہین فرق اے مہربان
صداقت کو اس حال پر سوز کی ؎ حقیقت ہے بس مرگ ہر روز کی
اسی وجہ سے مین ہون تجھسے نفور اسی سے رہا کرتی ہون دور دور
سمجھتا نہین بھید اسبات کا مزا چاہتا ہے ملاقات کا
گذر جانے دے دو برس اور تو اسی طرح چندے ترس اور تو
نحوست کے جب دن نکل جائین گے سعادت نصیب اپنے دکھلائین گے
ملین گے بہم مثل شیر و شکر ؎ رہینگے ہم آغوش شام و سحر ؎
یہ سن سن کے دل مین وہ بادشاہ تعجب سے کی رشک گل پر نگاہ

کہا آج سے تجکو ای رشکِ گل
کیا ملک کا اپنے مختارِ کل

چھڑایا اجل سے مری جان کو
کہا شہر سے آگاہ ہو نادان کو

ترا بندہ لطف و احسان ہون مین
ارادون سے اپنے پشیمان ہون مین

نہ آؤن گا مین صبح کیا شام بھی
نہ لون گا کبھی وصل کا نام بھی

وہان سے یہ کہہ نکلے فیروز شاہ
گیا منفعل جانبِ بارگاہ

ارا کین دولت سے آکر کہا
رہے یاد یہ سبکو کہنا مرا

جو کچھ حکم دے آج سے رشکِ گل
اسے دم بجا لائین سب جز و کل

توقف گھڑی بھر نہ تاخیر ہو
سرِ مو نہ تبدیل و تغییر ہو

ادھر گھر مین یہ رشکِ ماہِ تمام
فراغت سے رہنے لگی صبح و شام

کنیزون سے خوش ہو کے ہر کام مین
لٹانے لگی گھر کو انعام مین

یہانتک کہ وہ جلوہ آرائے دید
ہوئین سب کی سب بندۂ زر خرید

کئی روز کے بعد فیروز سے
کہا رشکِ گل نے بڑی سوز سے

کہ ہوتا چلا ہے جنون کا خلل
پریشان رہتی ہون مین آج کل

کوئی دل کی حسرت نکلتی نہین
گھڑی بھر طبیعت بہلتی نہین

ارادہ ہے ای شاہ نازک دماغ
لبِ آب دریا بنے ایک باغ

کبھی سیر کو مین جایا کرون
گھڑی دو گھڑی غم بھلایا کرون

دلِ آرزو مند پر رکھ کے ہاتھ
نسیمِ چمن کے پھرون ساتھ ساتھ

رگِ سبزۂ تر کو ہر گام پر
بناؤن مین زنجیرِ پائے نظر

خیابان مین چھو کر کبھی گل کو مین
پریشان کرون ہوش بلبل کو مین

کبھی دیدۂ نرگسِ خوابناک
کرون قطرۂ اشکِ شبنم سے پاک

تہِ نخلِ گل بیٹھکر دو گھڑی
لبِ طفلِ غنچہ کے دیکھون ہنسی

یہ سنکر ہوا بادشہ باغ باغ
کہا آج ہی اے گلِ خوش دماغ

طلب جلد سیرِ عمارت ہوا
وہ آمادہ حسبِ اشارت ہوا

جو تھے اور معمارِ استادِ فن
ہوے آکے پابوسِ شاہِ زمن

کہا ان سے اک باغ رشکِ بہشت
بناؤ لبِ آب کوثر سرشت

نہ رہجائے کوئی تکلف کہین ۔۔۔ سراپا ہو مثل جنان دلنشین
اگر دیکھے چشم افلاک یان ۔۔۔ زمین پر ہو خلد برین کا گمان
یہ سُنکر وہ رخصت ہوئی شاہ سے ۔۔۔ گئی سوے دریا اُسی راہ سے
وہان جا کے دیکھی زمین راغ کی ۔۔۔ اُسی روز ڈالی بنا باغ کی
ہزارون ہوئے مستعد کام پر ۔۔۔ بنانے لگے صحن و دیوار و در
مہینا نہ گذرا کہ وہ گل زمین ۔۔۔ ہوئی رشک افزاے خلد برین
خیابان خیابان چمن در چمن ۔۔۔ لگائے گل و لالہ و یاسمن
چنبیلی سے وقت سحر جابجا ۔۔۔ نگاہون مین عالم شب ماہ کا
گل و لالہ ہر سمت آتش فشان ۔۔۔ زمین پر شفق گون فلک کا گمان
ہر اک نخل مانند نخل بہشت ۔۔۔ طراوت نژاد و نضارت سرشت
کرون گر مین حال طراوت رقم ۔۔۔ ابھی سبز ہو خشک شاخ قلم
بشر پر شجر ہون جو سایہ فگن ۔۔۔ بنے موج دریا قبا کی شکن
اگر خضر لین دم ٹھہر کر وہان ۔۔۔ عصا ہو تہ خاک ریشہ دوان
ہجوم نباتات سے ہر کہین ۔۔۔ ہوئی موج سبزہ مین پنہان زمین
ہوا باغ جب خوب آراستہ ۔۔۔ اُٹھی سُنکے وہ سرو نوخاستہ
اُسی وقت حاضر سواری ہوئی ۔۔۔ قدمبوس باد بہاری ہوئی
جلیسون کے ہمراہ رشک قمر ۔۔۔ ہوئی ایک سکھپال مین جلوہ گر
کنیزان نسرین تن و گلعذار ۔۔۔ ہوئین آگے پیچھے رتھون مین سوار
لیے ساتھ سامان جاہ وحشم ۔۔۔ چلی دیکھنے باغ رشک ارم
لٹاتی ہوئی سیم وزر راہ مین ۔۔۔ وہ داخل ہوئی باغ دلخواہ مین
زمین چمن پر جو رکھا قدم ۔۔۔ خمیدہ ہوئی پاؤن پڑکر قدم
گلے ملنے دوڑی نسیم بہار ۔۔۔ زر گل کیا بلبلون نے نثار
ہجوم طرب گدگدانے لگا ۔۔۔ لب برگ گل مسکرانے لگا
بڑھی شوق نظارہ مین جو اُمنگ ۔۔۔ تو گذرا نظر سے یہ گلشن کا رنگ
کہ چارون طرف سبزہ بوستان ۔۔۔ پڑا مست لیتا ہے انگڑائیان

گل و لالہ ہین ہر طرف باغ باغ
فلک پر ہے بادِ صبا کا دماغ

نہان بوی شادی لب گل مین ہے
نوید طرب شور بلبل مین ہے

سیان گل و لالہ و ارغوان
صبا کرتی پھرتی ہے اٹھکھیلیان

گلستان مین ہر سو متاعِ شمیم
لیے پھرتا ہے کاروانِ نسیم

چمن سنبلِ تر سے ہر صبح و شام
بسا صورتِ گیسوِ مشک فام

زمین پر عوض سایے کے نور ہے
ہر اک نخل نخلِ سرِ طور ہے

گلون سے ہے آباد طرفِ چمن
کہین ارغوان ہے کہین یاسمن

کہین نغمہ مرغِ سخن ساز کا
کہین شور بلبل کی آواز کا

کہین دل کی صورت بھری جو بہار
کہین چشم عاشق بنی آبشار

غرض دیکھ کر یہ گلستان کا رنگ
دوبالا ہوئی عیشِ دل کی امنگ

حریصِ تماشا وہ مہوش ہوئی
اسی باغ مین شب فروکش ہوئی

کئی روز مثلِ گلِ نو بہار
رہی اُس گلستان مین لیل و نہار

خیابان خیابان چمن مین پھری
گل و لالہ و یاسمن مین پھری

بڑھا شوق سیرِ چمن کے لیے
نگاہون نے بوسے گلون کے لیے

ہر اک تختۂ باغ عنبر سرشت
زمینِ چمن سب زمینِ بہشت

حسینانِ نوخاستہ کا ہجوم
ہر اک سمت ناز و کرشمہ کی دھوم

کوئی مست جامِ مے ناز سے
کوئی بیخبر اپنے انداز سے

کوئی خان مان سوزِ صبر و قرار
کوئی شوخ ادا فتنۂ روزگار

کوئی رحم بیگانہ ظلم آشنا
کوئی شعلہ رو تند خو گرم ادا

تبسم ہنسی دل لگی سے تھکے
اسی طرح شب بھر رہے چہچہے

فلک تارون سے تھا جبینِ عروس
کہ ناگاہ آئی صدائے خروس

شفق سوے مشرق نمایان ہوئی
سیاہی نگاہون سے پنہان ہوئی

ستارون کی ضو منہ چھپانے لگی
چراغون کی لو جھلملانے لگی

گیا جانبِ خوابگہ ماہتاب
اوٹھا آنکھ ملتا ہوا آفتاب

نئے سیرِ دریا چلی رشکِ گل
ہوئین ساتھ وہ فتنہ پرداز کل

پہونچکر لبِ آب وہ دلربا
ہوئی ایک کیفیتی میں رونق فزا

سماں تھا کیا کروں اُس گھڑی کا بیاں
ہر اک شے سے آثارِ قدرت عیاں

سہانا سا وہ وقت دمسازِ صبح
وہ شب کی تمامی وہ آغازِ صبح

وہ بے نور ہونا رخِ ماہ کا
وہ جھرمٹ حسینانِ دلخواہ کا

وہ ٹھنڈی ہوائیں وہ پانی کا زور
وہ ہر سمت مرغانِ آبی کا شور

عجب نور تھا ہر طرف جلوہ گر
کہ نظارہ حیرت میں تھا دیکھ کر

وہ کشتی جدھر صورتِ کہکشاں
رواں ہوتی بالائے آبِ رواں

بچھاتے سرِ راہ آنکھیں حباب
قدمبوس کو دوڑتی موجِ آب

پئے دید پانی سے ہر جا نور
نکل کر پٹکتا لبِ آب سر

بنے فلس ماہی کے بے اختیار
رہِ شوق میں دیدۂ انتظار

غرض دیر تک سیرِ دریا رہی
چپ و راست محوِ تماشا رہی

چڑھا دن تو وہ غیرتِ آفتاب
سفینے سے اُتری فنس میں شتاب

سوئے قصرِ شاہی روانہ ہوئی
شرف بخشِ ایوان خانہ ہوئی

غرض وہ ملی خسروِ زنگ سے
کہا حالِ باغ اُس سیہ رنگ سے

بہت خوش ہوا سنکے فیروز شاہ
محبت سے کی رشکِ گل پر نگاہ

کہا اے پری ہو مبارک یہ باغ
ہمیشہ رہو سیر سے باغ باغ

شب و روز خنداں رہو گل کی طرح
رہے زیبِ لب نغمہ بلبل کی طرح

گھڑی بھر ٹھہر کر وہ رشکِ قمر
قدیمی مکاں میں ہوئی جلوہ گر

ہوا پھر تو معمول دائم یہی
کہ ہفتے میں دو دن وہ سروِ سہی

اُسی باغ میں جا کے مثلِ بہار
بسر کرتی فرقت کے لیل و نہار

ہمیشہ غمِ عشق کے داغ میں
کبھی گھر میں رہتی کبھی باغ میں

دلِ آشفتہ اکدن پئے سیرِ گل
چلی حسبِ معمول جو رشکِ گل

سمائی یہی دل میں وقتِ خرام
کہ فیروز سے لیجیے انتقام

اس آفت میں ہرچند مرجاؤں میں
مگر نام کچھ اپنا کر جاؤں میں

بنی جس سے تھی جب وہی مر مٹی
مجھے کیا رہے یا کہ یہ گھر مٹے

یہ جینا تو بے مہ جبین ہے عبث　　یہ سیرِ گل و یاسمین ہے عبث

دل افروز کا آجتک دہر مین　　پتا بھی نہین ہے کسی شہر مین

کچھ ایسے فلک کے ستائے چھٹے　　ملے پھر نہ اپنے پرائے چھٹے

مصیبت مین عالم جوانی کا ہے　　مجھے کیا مزہ زندگانی کا ہے

یہی کچھ سمجھکر وہ جادو نگاہ　　ہوئی درپئے مرگِ فیروز شاہ

کوئی شئے جو ممکن نہ تھی اور سے　　وہ اسنے پکائی کسی طور سے

بچا کر نظر قصد کامل کیا　　شریک اسمین زہرِ ہلاہل کیا

بڑے لطف سے خوان و لنخواہ مین　　روانہ کیا خدمتِ شاہ مین

یہ عرضی مین لکھا کہ اے جم حشم　　خدیوِ جہان و جہانِ کرم

یہ کھانا جو ارسال خدمت مین ہے　　بہت خوب و بیمثل لذت مین ہے

اسے دل لگی شوق کی راہ سے　　پکایا ہے مینے بڑی چاہ سے

خوشی ہے یہی میرے دل کی حضور　　کرین آپ اسکو تناول ضرور

وہ کھانا جو پونہچا وہان وقت پر　　ہوا پیش معروضہ سیمبر

بہت خوش ہوا پڑھ کے فیروز شاہ　　کہا کیا ہے لاؤ حضورِ نگاہ

پڑا ہاتھ کھانے پر اُسکا ادھر　　ادھر باغ مین اسکو پہونچی خبر

اُٹھی چھپ کے سب سے سراسیمہ وار　　ہوئی اپنے بجرے مین تنہا سوار

اُدھر زہر نے کام اپنا کیا　　اِدھر اسنے دریا کا رستا لیا

اُدھر شاہ کا دم فنا ہوگیا　　اِدھر کھل کے بجرا ہوا ہوگیا

بلند اُسطرف شور ماتم ہوا　　اِدھر فکر انجام کا غم ہوا

اُدھر دامِ غم مین پھنسے جزو کل　　ادھر قید سے چھٹ گئی رنگ گل

اُدھر فکر زنجیر و زندان ہوئی　　ادھر موج لیکر گریزان ہوئی

بدل کر اراکین دولت نے روپ　　پئے رشکِ گل کی بہت دوڑ دھوپ

مگر کامیابی نہ حاصل ہوئی　　غرض قوت و سعی باطل ہوئی

یہان ایکدن رات مثلِ حباب　　رہی آبِ دریا مین کشتی خراب

ہوئی روزِ دوم جو پیدا سحر　　یہ قدرت کے نیرنگ آئے نظر

کہ وہ عورتین خوبرو نیکبخت — نمایان ہوئین آکے بالاے تخت
اُترکر لب آب ساحل شتاب — وہ دریا مین کودین بصد اضطراب
اسے دیکھ کر ڈر سے غش آگیا — اندھیرا سا پیش نظر چھا گیا
اُسی بجرے مین گر پڑی سیمبر — رہی پھر نہ اپنی پرائی خبر
قریب آکے مانند موج صبا — لیا اسکو بجرے سے غش مین اُٹھا
بٹھاکر برابر اسے تخت پر — اوڑین صورت بوے گلبرگ تر
گھڑی بھر مین پہونچین پرستان مین — اُتارا اُسے ایک ایوان مین
کسی نے خبر کی دل افروز کو — چلی لے کے وہ ایک دل سوز کو
قریب آکے دیکھا تو ہی رشک گل — مگر شمع عقل و خرد ہوش گل
منگاکر کنیزون سے چھڑکا گلاب — کھلے گو نہ وہ دیدۂ نیمخواب
ہوا برطرف دل سے غش کا اثر — اُٹھی ہوکے بیتاب وہ بیخبر
دل افروز نے اُٹھ کے مجرا کیا — قدم پر سر التجا رکھدیا
لگا کر گلے سے اُسے رشک گل — یہ روئی کہ رونے لگے جز و کل
بہے سرخ رنگ اشک ہر آنکھ سے — لہو نکلے ٹپکا جگر آنکھ سے
کہا ہاے پیاری مجھے چھوڑکر — اکیلی چلی آئی مُنہ موڑکر
نہ سمجھی کہ بے میرے گھبرائیگی — اکیلی یہ گھٹ گھٹ کے مرجائیگی
دل افروز تجھسے نہ تھی یہ امید — ہوا کس قدر خون تیرا سفید
کہا اُسنے ای رشک گل کیا کہون — تری واقعی مین گنہگار ہون
رفاقت مین تقصیر مجھسے ہوئی — حقیقت مین تقصیر مجھسے ہوئی
ولیکن اگر تو کہانی مری — سُنی مجھسے دم بھر زبانی مری
تو سارے گلے شکوے کو بھولجاے — مری بیکسی پر بہت رنج کھاے
جگر داغ ہو داغ دھویا کرے — مرے حال پر خون رویا کرے
کہا اُسنے بی سچ ہاں جتنا کہو — عجب ہے نصیبون سے جو کچھ ہو
خفا چرخ برگشتہ تقدیر ہے — عبث شکوہ بیکار تدبیر ہے
بہم دونون دنرات سہنے لگین — غم و درد آپسمین کہنے لگین

ایک جن کی مدد سے مہ جبین کا غرق دریا سے نجات پانا طلسمات کی قید سے دلبر پری کو چھڑانا

اُٹھا جام اے ساقیِ جم حشم — کہانتک رہون غرقِ دریاے غم
ذرا موجِ بادہ اُبھارے مجھے — بہا کر لگا دے کنارے سے مجھے
حکایت کرون مہ جبین کی رقم — سناؤن مین افسانۂ درد و غم
کہ جس تختے پر تھے وفادار شاہ — روانہ سرِ آب شام و پگاہ
کئی روز کے بعد وہ ایکبار — ہوا ساحلِ بحر سے ہمکنار
اُترنے کی طاقت انھین تھی کہان — اُسی پانی مین گر پڑی ناگہان
عقاب ایک پیدا ہوا سے ہوا — زمین گیر حکمِ خدا سے ہوا
در آیا وہ دریاے پُر شور مین — اوڑا لے گئے شہزادے کو زور مین
تھکے جبکہ پرواز سے بال و پر — اسے رکھدیا اک جگہہ کوہ پر
کھلی آنکھ غش سے تو آیا نظر — قریب ایک بیٹھا ہوا جانور
قوی جثہ بالا بلا تیز چنگ — پر اُسکے سپید و سیہ سرخ رنگ
ہوئی خوف سے اُسکی رنگت سفید — لرزنے لگا صورتِ شاخِ بید
کہا اُسنے اے شاہ فرخندہ پے — کوئی شے ترے پاس ایسی بھی ہے
کہ ہون جس سے مشکلکشائی کے کام — اسیری مین نکلین رہائی کے کام
یہ سنکر ذرا کھو گیا اور بھی — تحیر مین چپ ہو گیا اور بھی
وہ طائر وہین لوٹ کر خاک پر — بنا اک پریزادِ رشکِ قمر
کہا پھر کہ اے شاہِ عالیجناب — مری عرض کا دیجیے کچھ جواب
تب اُسنے کہا کیا کہون آپ سے — نہایت پشیمان ہون آپ سے
کوئی شے مرے پاس ایسی نہین — مصیبت مین جو کام آئے کہین
کہا یہ تو ہرگز نہ مانونگا مین — ترے جھوٹ کو سچ نہ جانونگا مین
نجومی نے دی ہے مجھے یہ خبر — کہ دریا مین اک شاہِ عالی گہر
بلا مین زمانے کی سہتا ہوا — سرِ آب آتا ہے بہتا ہوا

اُسے جا کے دریا سے باہر نکال ‏ قرینے سے خدمت مین کر عرض حال
وہی ہوگا تیری مہم کا کفیل ‏ وہی ہے ترے حق مین خضرِ دلیل
پرستان مین سُنکے تیری خبر ‏ اوڑا صورتِ طائرِ تیز پر
لیا آکے آبِ روان مین تجھے ‏ نہ چھوڑا غمِ بیم جان مین تجھے
نجومی نے جو کچھ کیا تھا بیان ‏ وہ سب مین نے آنکھون سے دیکھا یہان
مرے دل کو کسطرح آئے یقین ‏ کہ وہ شئے ترے پاس ہرگز نہین
اگر راست کہتا ہے تو بےخطر ‏ مرے سامنے کھول اپنی کمر
جو کھولا دوپٹے کو اُسنے وہان ‏ ہوئی ایک مچھلی سنہری عیان
پریزاد اُسے دیکھکر خوش ہوا ‏ پس اِز شکر یہ مہ جبین سے کہا
اسے پاس رکھ ہوشیاری کے ساتھ ‏ رہیگا خوشی کامگاری کے ساتھ
مرا تجھسے اتنا فقط کام ہے ‏ اگر ہو سکے باعثِ نام ہے
حقیقی مری ایک چھوٹی بہن ‏ گل اندام و گل فام و گل پیرہن
اُسے سب تہِ چرخ نیلوفری ‏ لڑکپن سے کہتے ہین دلبر پری
مرے دل کو اُس رشکِ شمشاد سے ‏ زیادہ وہ محبت ہے اولاد سے
نہین چین ہے اُسکے دم بھر مجھے ‏ شبِ ہجر ہے روزِ محشر مجھے
یہان سے ہے کچھ دور پر ایک باغ ‏ فرح بخش و دل لطف بخش و دماغ
گل و گلبن و شاخ و برگ و ثمر ‏ تمامی ہین حیرت فروشِ نظر
نہ گل واقعی ہین نہ صوتِ ہزار ‏ فقط سحر و جادو کی ہی سب بہار
قضا را پئے سیر وہ ایک روز ‏ ہوئی اُس گلستان مین وہ نوفروز
تماشائے گلشن بلا ہو گئی ‏ وہان سحر مین مبتلا ہو گئی
کسی طرح چھوٹی نہ تدبیر سے ‏ بگڑ کر بنی پھر نہ تقدیر سے
اگر تو گوارا مشقت کرے ‏ کہون جس طرح صرفِ ہمت کرے
یقین ہے وہ زندانِ غم ٹوٹ جائے ‏ مصیبت سے دلبر مری چھوٹ جائے
کہا شاہزادے نے بہتر ابھی ‏ مین لاتا ہون اُسکو خبر کر ابھی
مگر میرے بر جا نہین ہین حواس ‏ بلا ہو گئی ہے مجھے بھوک پیاس

کئی دن سے کچھ مین نے کھایا نہین
کہین برگ و بر کا تحفہ آیا نہین

کھلا دے جو تھوڑا ابھی کھانا مجھے
تو پھر کیا ہے دشوار جانا مجھے

یہ سنکر پریزاد والا تبار
اوڑا اسنکے طائر سو کوہسار

گھڑی بھر مین کچھ لے کے آب و طعام
پھرا صورت فکر گردون خرام

کہا مہ جبین سے کہ لے ہاتھ دھو
جو کھانا ہو کھا کر مرے ساتھ ہو

توقف مناسب نہین ہے یہان
خدا جانے کیا لائے رنگ آسمان

اسی دم یہان سے سفر چاہیے
مقام خطر ہے حذر چاہیے

غرض کھا کے کھانا وہ گردون وقار
بڑھا جانب باغ جادو نگار

گیا ہوگا کچھ دور وہ بخت مند
کہ آئی نظر اک عمارت بلند

بنی سنبز شیشے کے دیوار و در
منقش بشکل فلک سر بسر

درخشندہ سب آب زر کے نگار
بسان رخ اختر نور بار

صفا سے ہوی بے پردہ رخسار گل
میسر ہے باہر سے دیدار گل

رسائی ہوئی جب در باغ تک
چمک سے گئی آنکھ اسکی جھپک

تامل سے دیکھا تو آیا نظر
دلاویز اک سرخ شیشے کا در

صفا صورت باب دار السلام
دورویہ بنا سبز مینے کا کام

پڑا قفل سونے کا زنجیر مین
کشائش نہین جسکی تقدیر مین

پریزاد نے مہ جبین سے کہا
کہ سن اے عدو بند و کشور کشا

اکیلا تو اب جا کے نزدیک در
لگا ہاتھ اس قفل کو بخطر

نظر آئے جو تجکو شکل پلید
یہ مچھلی اسے دے کے لے لے کلید

وہ دیدیگا کنجی تجھے بیدرنگ
نہ لائیگا کچھ درمیان عذر لنگ

پھر آگے جو منظور آغاز ہو
اسی کنجی سے مشورت ساز ہو

خبر دے جو یہ مخبر دلپسند
اسی کے موافق ہو تو کاربند

بڑھا سنکے شہزادۂ ذی وقار
سوے قفل دروازۂ زر نگار

ابھی قفل تک ہاتھ پونہچا تھا
کہ پیدا ہوا سرخ اک اژدہا

اسے دیکھ کر وہ ہوا خشمگین
بنا قہر مین شعلۂ آتشین

نکلنے لگے منہ سے خونخوار کے ۔ ہزارون شرر ساتھ پھنکار کے
اُٹھا کر سرِ کنچہ کو ایکبار ۔ جہنم کی صورت ہوا شعلہ بار
وہ شعلہ بڑھا جانبِ مہ جبین ۔ کہا اسنے مچھلی دکھا کر وہین
مین دیتا ہون تیری امانت تجھے ۔ تو کر اسکی کنجی عنایت مجھے
یہ سنتے ہی اُس آسمان جاہ سے ۔ پھرا شعلۂ اژدہا راہ سے
کلید ایک زرین اُگل دی وہان ۔ ہوا سانپ مچھلی کو لیکر نہان
نہ شعلہ نہ آیا نظر اژدہا ۔ اکیلا وہان شاہزادہ رہا
اُٹھا کر جو کنجی کو دیکھا تو بس ۔ یہ تحریر تھا اے شہِ دادرس
اِس افسون کو پڑھ کر لگا کو کلید ۔ کرو در سے بندِ قفل ناپدید
غرض اسنے کھولا درِ باغ کو ۔ بڑھا سیر برگ و برِ باغ کو
جو پہنچا وہان حسن تقدیر سے ۔ یہ دیکھا کہ جادو کی تاثیر سے
زمانے مین سے جلوہ گر آفتاب ۔ وہان شب ہے تابندہ ہی ماہتاب
خیابان مین ہر سمت گلہاے باغ ۔ فروزندہ ہین صورتِ شبچراغ
درختون مین پھولی ہوئی ہے شفق ۔ تمامی ہین پتے طلاکے ورق
ثمر ہین شکر بخش کامِ امید ۔ مگر شکل بیضہ سراپا سفید
جہان تک ہی روئیدہ سبزہ وہان ۔ وہ سب زرد ہے صورتِ زعفران
مگر دیکھنے کے یہ نیرنگ ہین ۔ اگر کھائیے تو وہی ڈھنگ ہین
مزے مین تفاوت سرِ مو نہین ۔ کسی طرح بے لطف و بدبو نہین
یہ عالم جو دیکھا تو حیران ہوا ۔ بہت دل مین اپنے پشیمان ہوا
کہ قسمت کہان کھینچ لائی مجھے ۔ نہین جس سے ممکن رہائی مجھے
اسی دھن مین وہ پاے بندِ بلا ۔ دلیرانہ کچھ اور آگے بڑھا
قریب اک شجر کے یہ آیا نظر ۔ کہ آلودہ خون پڑا ہے پدر
برنگِ گل تر ہے زخمون سے چور ۔ تڑپتا ہے مثلِ دلِ ناصبور
اجل کی فقط منتظر جان ہے ۔ کوئی دم کا دم اور مہمان ہے
یکایک جو پہنچا یہ نزدیک تر ۔ کہا اسنے آ جلد جانِ پدر

اُٹھا کر بٹھا بستر خاک سے — نہ آنکھین چُرا چشم نمناک سے

ذرا دیکھہ لون وقت آخر تجھے — کہان پاؤن گا حشر تک پھر تجھے

اُٹھانے لگا جب شہ جم حشم — گیا اُسنے افسون کوئی پڑھہ کے دم

ہرن بنکے لی اُسنے صحرا کی راہ — ہوا غائب آنکھون سے وہ روسیاہ

پریزاد یہ ماجرا دیکھہ کر — وہین آکے پونچھا برنگ نظر

زمین سے اُٹھا کر وہ زرین کلید — اوڑا مثل رنگ رخ نا اُمید

گمان کی طرح آن کی آن مین — ہوا آکے داخل پرستان مین

پریزاد تھا کوئی اُستاد فن — جہاندیدہ و یادگار زمن

یہ حال زبون سُنکے اُسنے کہا — نہین کوئی تدبیر اسکے سوا

کہ آہو کو پہلے گرفتار کر — تامل توقف نہ زنہار کر

پھر اپنا اور اُسکا برابر لہو — کسی ظرف مین لے کے رکھہ روبرو

یہ معجون اُسی خون مین کرکے تر — چھڑک دے اُس آہو کے رخسار پر

اُسی وقت بنجائے گا آدمی — حسین خوبرو دلربا آدمی

یہ سُنکر پریزاد رخصت ہوا — روانہ سوے دشت غربت ہوا

پھرا مدتون جستجو مین خراب — نہ پایا کہین صورت شکل خواب

قضا را کسی دن بیابان مین — یہ پھرتا تھا آہو کے ارمان مین

یکایک سوے راست کچھہ دور تک — غزالون کا اک غول آیا نظر

اُسے دیکھہ کر سب گریزان ہوے — روان سوے کوہ و بیابان ہوے

مگر ایک آہو کھڑا رہ گیا — اُسے چشم حسرت سے دیکھا کیا

پریزاد کے دل مین گذرا خیال — کہ شاید یہی ہے طلسمی غزال

یہی سحر سے بنگیا ہے ہرن — اسی کے ہی قالب مین شاہ زمن

ادھر گھات مین تھا یہ بیٹھا ہوا — کہ ناگاہ اک شیر پیدا ہوا

اُسے دیکھہ کر آہو برق دم — کھڑا رہ گیا ڈر سے گم کردہ رم

وہ آیا ہرن پر برنگ قضا — پریزاد اوڑا اُسکے مثل ہوا

رہا شیر ناکام نخچیر سے — ہرن بچگیا حسن تقدیر سے

اُتارا اُسے لا کے اک کوہ پر
کچھ اپنا کچھ اسکا کیا جسم چاک
لہو مین وہ کنجی ڈبو کر شتاب
اُسی وقت اللہ کی شان سے
گرا پاؤن پر اُس پریزاد کے
جو ممنون منت ہون مین آپ کا
یہ کہہ کر چلا جانب باغ پھر
پریزاد نے دے کے کنجی کہا
مصیبت مین مان باپ کو دیکھ کر
اگر دوست بھی کوئی زخمی ملے
جو پیش آئے مشکل طلسمات مین
اسی کنجی مین دیکھنا غور سے
حصول مطالب مین کرنا عمل
یہ سنکر پریزاد سے مہ جبین
ہوا باغ جادو مین جسدم گذر
اُسی طرح زخمی ہے تلوار سے
کہا دیکھ کر اُسنے اے مہ جبین
مصیبت مین کیسی مریجان ہے
بلا لون ادھر آ برائے خدا
نہ یون تشنہ لب چھوڑ جانی مجھے
یہ سنکر دیا کچھ نہ اسنے جواب
یہ جاتا تھا پھرتا ہوا چار سو
بلورین نظر آئی بارہ دری
درخشان ہے چرخ کہن کیطرح
درون مین ہین پردے زری کے پڑے

نکالا کمر سے وہین نیشتر
بنا یہ کہ سکے خون غازہ روے خاک
دیے چھینٹے آہو کے منہ پر شتاب
بنا شاہ انسان حیوان سے
کہا صدقے اس لطف و امداد کے
نہ احباب کا ہون نہ مان باپ کا
ہوا دل مین تازہ وہی داغ پھر
کہین اب نہ ہونا اسیر بلا
نکرنا ذرا اُنکی جانب نظر
لگانا گلے سے نہ سننا گلے
تامل جہان ہو کسی بات مین
خبر جس طرح دے اُسی طور سے
برآئے گا ہر کام دل بے خلل
چلا جانب گلشن دلنشین
یہ دیکھا کہ مادر بجائے پدر
سراپا ہے تر خون کی دھار سے
مری تو خبر ہائے لیتا نہین
تجھے سیر گلزار کا دھیان ہے
مجھے اپنا صدقہ اُٹھا کر بیٹھا
پلا دے دم نزع پانی مجھے
بڑھا پیشتر صورت موج آب
عجائب تھے ہر طرح کے روبرو
کدورت سے خالی صفا سے بھری
سراپا سجی ہے دلھن کی طرح
جسے دیکھ کر ہون فرشتے کھڑے

بشکلِ کفِ دست مردِ سخی
گلِ داغِ دل کی طرح پھول پر
تحیر کے عالم مین خستہ تباہ
دلیرانہ پونہچا جو پردے کے پاس
نظر ڈالی گنجی پر اسنے وہان
کہ تو جاکے پہلے قریبِ شجر
اُسے مار کر بیخطر بے ہراس
پھر اُس پھول کو توڑ کر ہو روان
جو تصویر جا دو ملے راہ مین
یہ ثابت ہوا جب بڑے غور سے
چلا پھر کے بارہ دری کی طرف
ہجومِ تمنا مین آکر شتاب
اُسی عالمِ حیرت انگیز مین
وہان کے عجائب جو آئے نظر
تحیر کے عالم مین سکتا ہوا
قریب ایک دالان آیا نظر
ملی راستے مین اِسے اک عجوز
قیامت کی مکارہ و حیلہ کار
بہ تنگ رگ موی تن ناتوان
بھوین تک تھین پیری سے اُسکی سپید
لہو کی کہین چھینٹ تن مین نہین
اجل کی کشش مو گر نہو ہمقدم
جبین سے قدم تک ہزارون شکن
مگر دل تھا شوقین پیری مین بھی
بڑھاپے مین چھوڑا مزیدار تھا

کھلی ہے قریب اُسکے سورج مکھی
سیاہ ایک آتا ہے بھونرا نظر
بڑھا یہ اُسی سمت مثلِ نگاہ
ہوا خود بخود دل مین پیدا ہراس
ہوا اُس سے یہ رازِ مخفی عیان
کسی طرح بھونرے کو قابو مین کر
بڑی ہوشیاری سے رکھ اپنے پاس
سو پردہ قصرِ جنت نشان
انھین دونون سے کام لے راہ مین
کیا مہ جبین نے اُسی طور سے
بڑھا پردہاے زری کی طرف
اُٹھایا دلیرانہ زرین حجاب
در آیا مکانِ دلاویز مین
کیا اُسکے ہوش و خرد نے سفر
چلا آگے ہر سمت تکتا ہوا
ارادہ کیا مہ جبین نے ادہر
عرق ریز مانندِ برفِ تموز
ستونِ مکان سے بندھی استوار
نقاہت سے خود اپنے دلپر گران
ہر اک دم دمِ واپسین کی امید
کوئی دانت باقی دہن مین نہین
کبھی سینے سے آئے لب تک نہ دم
ضعیفی سے بحرِ فنا موجزن
طبیعت تھی آزاد اسیری مین بھی
بناوٹ سے ہردم سروکار تھا

بلا تھا سرِ خم شدہ ناف سے | گوندھے بال تھے سرخ موباف سے
دوپٹے مین تھی سرخ اطلس کی گوٹ | ڈلون پر لگے برق کی جس سے چوٹ
جڑاؤ پڑین کانون مین بجلیان | شب و روز پر تو سے گوہر فشان
کئی بار تہ کی تھین جب چھاتیان | سمائی تھین انگیا مین تب چھاتیان
پھنسی کرتی محرم کھنچی چست و تنگ | عیان نوجوانی کے جس سے اُمنگ
لب و چشم مین مسّی سرمہ مدام | اُسے زیست بے کنگھی چوٹی حرام
اسے وہ زنِ ساحرہ دیکھ کر | ہوئی بیکسون کی طرح چشم تر
کہا گڑگڑا کر کہ اے مہ جبین | مرا اس مصیبت مین کوئی نہین
مین واری ترے صدقے مان باپ کے | دُلھن چاند سی لائی تو بیاہ کر
ہمیشہ تجھے شادمانی رہے | ترو تازہ باغ جوانی رہے
مرادون سے اپنی رہے کامیاب | ترے بیری میری طرح ہون خراب
تو زندہ رہے رہتی دنیا تلک | مجھے کھول دے کچھ نہ لا دل مین شک
ذرا قید سے مین جو آزاد ہون | تو پھر اپنی بپتی ہوئی سب کہون
دم حشر تک مین تری جان کو | دعا دونگی مانونگی احسان کو
یہ سنکر پڑا تھا کہ آیا خیال | کہین یہ بھی کر دے نہ پہلا سا حال
مبادا بنا دے کوئی جانور | تباہی مین مارا پھرون عمر بھر
کچھ ایسا سمجھ کر بس اضطراب | وہ بھونرا دیا ٹھونس منہ مین شتاب
وہ چیخ اُٹھی گھبرا کے یکبارگی | کہا ہائے قسمت کی بیچارگی
نوڑا مونڈی کاٹے کو غارت کرے | مری طرح یہ بھی کیا یک مرے
ابھی وقت کھا جاے اسکو اجل | نہ پائے یہ شاخ جوانی سے پھل
ابھی ابھی آسمان پھٹ پڑے | مرے ساتھ یہ بھی زمین مین گڑے
یہ کہہ کر جو کی اُسنے تف ناگہان | ہوا آشکارا دہن سے دھوان
وہ دود سیہ بنگیا گرد باد | ہوا دم مین آندھی کا پیدا فساد
تڑپ برق رخشان کو کھانے لگی | صدا رعد کی دل دُکھانے لگی
یہ نیرنگ جسوقت آیا نظر | ہوا مضطرب خسرو داد گر

قریب آکے جرات سے تدبیر سے — لیا کار تسخیر شمشیر سے
اُسی عالمِ تیرہ و تار مین — کیا اُسکو دو ٹکڑے اک وار مین
گری پیر زن سرنگون خاک پر — ہوا جلوہ گر مہر افلاک پر
نہ ظلمت نہ آندھی کا طوفان رہا — نہ وہ عالمِ برق و باران رہا
بھگو کر لہو مین گلِ آفتاب — بڑھا آکے وہ غیرتِ ماہتاب
یہ تھا اک طرف اپنی دُھن مین رواں — کہ آیا نظر اور نقشہ وہان
یہ دیکھا اُسے خالی ایوان مین — بچھی اک مسہری ہے دالان مین
پری ایک اُسپر ہے سرمستِ خواب — ٹپکتا ہے عارض سے رنگِ شراب
اور اسکے جبین پر دھرے پشتِ دست — پڑی ہے جوانی کے نشے مین مست
پکارا بہت آکے بالین پر — نہ چونکی کسی طرح وہ بیخبر
سُنگھایا پھر اسنے گلِ آفتاب — ہوئی گو نہ ہشیار وہ مستِ خواب
نظر مہ جبین پر جب اُسکی پڑی — ادب سے ہوئی دفعتہً اُٹھ کھڑی
اُسی دم مکانات اُس باغ کے — ہر اک سمت سب گر پڑے آپ سے
نشانِ چمن سب بے نشان ہوگیا — وہ جو کچھ عیان تھا نہان ہوگیا
نہ گلشن نہ ایوان باقی رہا — فقط ایک میدان باقی رہا
زر و سیم و الماس و گوہر کے گنج — ملے اُس خوش اقبال کو بعدِ رنج
یہ عالم پریزاد وہ دیکھ کر — اوڑا صورتِ طائرِ تیز پر
قریب آکے یہ مہ جبین سے کہا — کہ اے خسروِ جم حشم مرحبا
یہ ہمت یہ جرأت تو دیکھی نہین — تری مردمی پر ہزار آفرین
جو تونے کیا آج مردانہ کار — کسی سے نہوتا کبھی زینہار
ملا پھر بہن سے لگا کر گلے — بڑھے الفتِ پاک کے ولولے
تڑپنے لگا دل پریزاد کا — بڑھا حوصلہ آہ و فریاد کا
بڑی دیر تک دونون روتے رہے — گہر آنسوؤن کے پروتے رہے
انھین چھوڑ کر پھر اکیلا وہین — اوڑا وہ سوِ آسمانِ برین
خوشی مین سواری کے سامان کو — گیا آپ تنہا پرستان کو

کہی جا کے ماں باپ سے یہ خبر — سُنائی نویدِ مسرت اثر
وہ گھبرا کے بولی کہ دلبر کہاں — مری لختِ دل پیاری دختر کہاں
مفصل کیا حال اُسنے بیان — وہ دونون نہایت ہوے شادمان
لیے تخت و سامانِ جاہ و حشم — چلے گھر سے اپنے پرائے بہم
یہ دیکھا یہاں آ کے انجام کو — کہین باغ جادو نہین نام کو
فقط ایک میدان ہے جلوہ گر — یہ دونون ہین بیٹھے ہوے خاک پر
اُتر کر وہ سب شوکت و جاہ سے — ملے پیشتر مہ جبین شاہ سے
کہا شاہزادے سے ماں باپ نے — بڑا ہمپر احسان کیا آپ نے
تمھاری بدولت رہائی ہوئی — تمھین سے یہ مشکلکشائی ہوئی
یہ قدرت کہاں یہ کہاں حوصلا — ادا کر سکین شکر احسان کا
خدا رکھے منصور و غالب مدام — ہمیشہ کو ہم ہین تمھارے غلام
کہا مہ جبین نے یہ کیا بات ہے — یہی رسم دنیا کی دیرات ہے
یہی سُنتے ہین ہر بد و نیک سے — نکلتا ہے کام ایک کا ایک سے
مین انسان ہون تم پریزاد ہو — مین خاکی ہون تم شعلہ بنیاد ہو
مری کیا حقیقت مرا کیا جگر — جو احسان کچھ مین کرون آپ پر
غرض ہو چکی جب نیائش گری — مخاطب ہوئے سوے دلبر پری
ہوئی ماں دل و جان سے صدقے نثار — کیا باپ نے دیر تک اُسکو پیار
وہان سے اُسی تخت پر بیٹھ کر — چلے سب کے سب مثل شمس و قمر
روان آگے آگے شہِ نیکبخت — چپ و راست وپس اور پریونکے تخت
ہوا کی طرح آن کی آن مین — وہ سب آ کے پہونچے پرستان مین
پریزاد نے ایک نادر مکان — سجا سب طرح مثل قصرِ جنان
وہاں رکھ کے اُس گنج دلخواہ کو — اُتارا شہِ آسمان جاہ کو
مقرر کیے چند رشکِ قمر — پئے عیش و آرام شام و سحر
غذائین جو رائج ہین انسان مین — کھلائین منگا کر پرستان مین
اُسی قصر مین شاد و اندوہین — شب و روز رہنے لگا مہ جبین

وزیر زادے کی بلیات سے رہائی مہ لقا پری کی گام فرسائی چارون بچھڑے ہوون کی یکجائی ۔

نہ کر غفلت اے ساقی مست خواب ۔ ہوئی غرق کشتی تو کو لیکر شتاب
کئی دن سے ہون غرق بحر ملال ۔ خدا کے لیے مجھکو باہر نکال
طبیعت جو ٹھہرے تو کھولون زبان ۔ سناؤن نئے رنگ کی داستان
کہ جب آکے دریا مین بالاے آب ۔ اوڑاے گیا مہ جبین کو عقاب
وفادار بے یار و بے آشنا ۔ اکیلا رہا غرق بحر بلا
تھکا پیرتے پیرتے جس گھڑی ۔ ہوئی سامنے موت آکر کھڑی
سر آب سے تہ کو جانے لگا ۔ تھکے دست و پا غوطے کھانے لگا
گرفتار تھا مرگ کے جال مین ۔ پھنسا تھا مصیبت کے جنجال مین
یکایک پس پشت بالاے سر ۔ جہاز ایک تاجر کا آیا نظر
اسے دیکھ کر قید گرداب مین ۔ ہوا ناخدا غوطہ زن آب مین
عرق ریزیان کرکے وہ خوشخصال ۔ اسے قعر دریا سے لایا نکال
قریب اپنے مانند اہل وقار ۔ کیا اپنی کشتی پر اسکو سوار
تواضع سے لطف و مدارات سے ۔ کیا خرم و شاد ہر بات سے
کئی روز کے بعد کچھ دور پر ۔ جزیرہ انھین ایک آیا نظر
اتر کر کنارے پر اہل جہاز ۔ ہوے ہر طرف مائل عیش و ناز
وفادار بھی دیکھ کر سبزہ زار ۔ ہوا آرزو مند سیر و شکار
چلا ایک جانب کو ڈرتا ہوا ۔ پڑا دھن مین گلگشت کرتا ہوا
کچھ ایسا ہوا محو لطف فضا ۔ کہ غم ساتھ والون کا جاتا رہا
چھٹا اپنے یاران دمساز سے ۔ گیا ساز پھر بخت ناساز سے
ہجوم طرب مین کئی کوس تک ۔ وہ بڑھتا گیا سامنے بے دھڑک
یکایک یہ دیکھا کہ پیش نظر ۔ کئی غول پریون کے ہین جلوہ گر
خرامان ہین شوخی کے انداز سے ۔ چلے آتے ہین عشوہ و ناز سے

وہ جھجکین یکایک اسے دیکھ کر پھرین اور جانب بسان نظر
تمنائے تفتیش احوال مین چلا یہ بھی اُن سبکی دنبال مین
گئی ہونگی کچھ دور وہ خوش دماغ کہ آئی نظر ایک دیوار باغ
نگاہون سے چھپ چھپ کے وہ گلعذار ہوئین داخل باغ مثل بہار
وفادار نے بھی برنگ صبا پہونچکر در باغ پر دم لیا
جب اس باغ تازہ مین رکھا قدم ہوا سب وہ نیرنگ جادو عدم
نگاہون سے گلشن نہان ہوگیا طلسمی چمن بے نشان ہوگیا
نہ وہ باغ شاہی نہ ایوان تھا جدھر دیکھیے اک بیابان تھا
کھڑا تھا اُسی دشت مین یہ دلیر کہ آیا نظر سامنے ایک شیر
قریب آکے پہلے برنگ بشر گرا وہ وفادار کے پاؤن پر
اشارہ کیا پھر کہ اے ذی وقار مری پشت پر ہو شتابی سوار
وہان بند پائی جو راہ فرار اُچک کر ہوا شیر نر پر سوار
وہ اُڑتا ہوا دشت و کہسار مین ہوا وارد اک اور گلزار مین
یہ مصروف سیر گلستان ہوا وہ یکبار نظرون سے پنہان ہوا
لیے دل مین سو طرح کی آرزو اکیلا یہ پھرنے لگا چار سو
کچھ آگے بڑھا تھا یہ شوریدہ سر کہ آئی نظر اک پری جلوہ گر
قریب آکے وہ رشک ماہ تمام بجا لائی آداب مجرا سلام
کہا آپ کیون رونق افزا ہوے کہان سے یہان جلوہ فرما ہوے
یہ گلشن نہین ہے مقام بشر یہان آپ پھرتے ہین کیون بے خطر
صنوبر پری کی یہ ہے سیرگاہ یہان آکے ہوتا ہے انسان تباہ
پرستان کی ہے یہ سب گلزمین پریزاد ہین اس مکان کی مکین
ادھر آدمی زاد آتا نہین اگر آ گیا پھر کے جاتا نہین
صنوبر پری آپ کو دیکھ کر پریشان ہوئی مثل دود جگر
خفا وہ ہوئی اسقدر آپ سے کہ دیکھا تو جاتی رہی آپ سے
دیا قتل کا حکم جلاد کو کیا تازہ آئین بیداد کو

مگر آگیا رحم بیچارگی
طبیعت سے جاتا رہا سب ملال
کہا آکے مجھسے یہ خدام نے
نہ غم کیجیے اب کسی بات کا
مناسب اگر ہو تو چلیے شتاب
وفادار نے سُنکے یہ داستان
مین اک ذرّۂ خاک وہ آفتاب
وہ زینت دہِ مسندِ برتری
وہان عیش وعشرت سے دل ہمکنار
وہان سیکڑون ہیش وپس سیمبر
یہی ہی سبب ورنہ اے نازنین
کہا اُسنے یہ سُنکے انجام کار
مبادا وہ سمجھے کہ مغرور ہے
پری ہے کوئی شر نہ پیدا کرے
مصیبت جو پڑنی تھی سر پر پڑی
غرض ہوکے مجبور ابنِ وزیر
وہ لائی سرِچشمۂ آب پر
یہان کا یہی رسم و دستور ہے
نہ یاد آیا گذرا ہوا مکر و فن
جو پہنچا تہ آب آیا نظر
نہ بستی کہین ہے نہ سبزہ نہ کھیت
تحیر کے عالم مین وہ مبتلا
ہوا ہمدم یاس و بیچارگی
مقدر کی گردش ہوئی رہنما پھر
قضارا اُسی دشتِ جانکاہ مین

اثر کرگیا سحر بیچارگی
مسافر نوازی کا آیا خیال
کہ لاؤ اسیدم انھین سامنے
ملا خوب موقع ملاقات کا
نہین تو مجھے دیجیے کچھ جواب
کہا مجھ مین اتنی لیاقت کہان
مین ناکام و سرگشتہ وہ کامیاب
مین فرسودۂ چرخ نیلوفری
یہان صدمہ صدقے مصیبت نثار
یہان روز و شب بیکسی ہمسفر
کسی طرح انکار مجکو نہین
نہ عذر آپ کچھ کیجیے زینہار
مصیبت کے عالم مین بھی دور ہے
کہین قید تمکو نہ بیجا کرے
مضر جس سے ہو وہ کرو اِس گھڑی
چلا ساتھ اُسکے بلا مین اسیر
کہا اِسمین تو پیشتر غسل کر
بغیر اِسکے ملنا بہت دور ہے
ہوا چشمۂ آب مین غوطہ زن
اُسے ایک میدان وحشت اثر
چمکتی ہے کوسون ہر اک سمت ریت
کسی سمت مجبور ہوکر چلا
دوبارہ بنا خاک آوارگی
بنی بیکسی دشت مین ہمسفر
ملا ایک تکیہ اُسے راہ مین

کئی روز کا بھوکا پیاسا وہان — وہ پہونچا دل آشفتہ و خستہ جان
دکھائی دیا تخت پر اک فقیر — بزرگ و کہن سال و روشن ضمیر
تجلی کا سر سے قدم تک ظہور — سراپا بشکل قد شعلہ نور
ریاضت سے تھا اسقدر ناتوان — کہ سایہ بھی ہوتا تھا تن پر گران
ادب سے سلام اسنے جھک کر کیا — کہا اوسنے بابا ترا ہو بھلا
کدھر سے ہوا رونق افزا ادھر — کہان رہتے ہین تیرے مادر پدر
وطن ہے کہان کون سے شہر مین — ولایت کا کیا نام ہے دہر مین
کہا اسنے مرشد بیان کیا کرون — عیان راز کو مین عیان کیا کرون
بظاہر کوئی بھید ایسا نہین — جو حضرت کے دل پر ہویدا نہین
یہ بولا وہ آئینہ پرداز دل — بھلا کچھ تو بیٹا کہو راز دل
غرض اسنے اول سے تا انتہا — جفائے فلک کا کہا ماجرا
وہ مرد حق اندیش سنتا رہا — قلق مین سر و سینہ دھنتا رہا
تسلی اسے دے کے ہر طور سے — توجہ کی دل کی طرف غور سے
اٹھایا گھڑی بھر مین زانو سے سر — کہا اے سفر کردہ بحر و بر
پھنسا اب کے ہر ایسے جنجال مین — کہ چھٹنا ہے دشوار ہر حال مین
یہان کارخانہ ہے سب سحر کا — کسی مین اثر تک نہین مہر کا
مگر دل مین تو اپنے گھبرا نہین — تجھے کوئی صدمہ دے ایسا نہین
دل و جان سے تیرا مین دلسوز ہون — شریک مصیبت شب و روز ہون
طلسمات مین ہو کہ باہر کہین — مددگار تیرا ہون مین ہر کہین
یہ فرماکے دی ایک انگشتری — کہا بس ہے یہ بہر سحر و پری
جہان کوئی پیش آئے آفت تجھے — رہائی کی سوجھی نہ صورت تجھے
اسے دیکھ کر دل مین کرنا خیال — مین حاضر وہین ہونگا بے قیل و قال
سوا اسکے جتنے ہین دنیا کے کام — بر آئینگے برکت سے اسکی تمام
وفادار یہ سنکے رخصت ہوا — روانہ سوئے دشت غربت ہوا
وہ گرم سفر تھا برنگ صبا — کہ پیش آئی اک اسکو تازہ بلا

اُسی دشت پرخار و جانکاہ مین
ملی ایک عورت اُسے راہ مین

جو پہونچا قریب آ کے وہ دور سے
کہا اُسنے فرزند دستور سے

مین کب سے تری منتظر ہون یہان
ہوئی اسقدر دیر تجھکو کہان

پڑا رہ گیا کس جگہہ مثل نل
اُٹھا پاؤن جلدی مرے ساتھ چل

چلا اُسکے ہمراہ وہ خستہ جان
ملا بڑھ کے کچھ دور پر اک مکان

لیے اسکو ہمراہ وہ نازنین
ہوئی داخل اُس گھر مین مثل مکین

نہ دربان نے بڑھ کے روکا اُسے
نہ خواجہ سراؤن نے ٹوکا اُسے

جب اُس قصر عالی مین رکھا قدم
ہوا ہر مکان پر گمان ارم

یہ دیکھا کہ دالان مین تخت پر
پری ایک ہے جلوہ بخش نظر

فقط ایک دو لونڈیان اُسکھڑی
پس پشت ہین دست بستہ کھڑی

وفادار کو دور سے دیکھ کر
کھڑی ہوگئی وہ بت سیمبر

بٹھا کر قریب اپنے پوچھا فراج
کہا کیون ادھر لائے تشریف آج

سخن آشنائے زبان کیجیے
سبب آنے کا کچھ بیان کیجیے

کہا اے بتِ غیرتِ آفتاب
ترے عشق مین ہون پریشان خراب

محبت مین کچھ بن نہ آئی مجھے
تمنا تری کھینچ لائی مجھے

یہ سنکر بہت پھولی وہ گلعذار
ہنسی صورتِ غنچۂ نوبہار

یہ سمجھی کہ ایسی ہون صاحب جمال
کہ انسان بھی ہین مرے پائمال

لگاوٹ کی پھر باتین کرنے لگی
بناوٹ سے دنرات مرنے لگی

بنی حیلہ و فن سے دلسوز وہ
ہوئی طالبِ وصل اک روز وہ

وفادار نے شب کا وعدہ کیا
تسلی سے دل شاد اُسکا کیا

چھپا پردۂ شب مین جب آفتاب
رخِ ماہِ تابان ہوا بے نقاب

ہوئی انجمن خالی اغیار سے
وہ بت ملکے بیٹھی وفادار سے

طلب بادہ و جام مینا کیے
طرب خیز اسباب یکجا کیے

نکل کر ہوئی دخت رز بے حجاب
بڑھا نشکے دستِ ہوس اضطراب

پری کو وفادار نے چھیڑ کر
کیا سحر تقریر سے بے خبر

لگایا اُسے جھوٹ سچ بات مین؎
انگوٹھی جو لایا تھا درویش سے
اُسے دُھوکے خفیہ میان شراب
وہ پیتے ہی بیہوش آئی نظر؎
وفادار نے ضربِ شمشیر سے
اُٹھاکر تنِ مردہ کو بے خطر؎
صدا غیب سے ایک آئی اُسے
کہ بیٹھا ہی کیا فکرت و خوض مین
اگر کوئی آفت نمودار ہو؎
کسیطرح اندیشہ کرنا نہین؎
اسی حوض مین کو دپڑنا نشتاب؎
انگوٹھی کی برکت سے تجھکو نہین
سراپا وفادار تھا مثلِ گوش
بلا سر سے آئی ہوئی ٹال دی؎
گھڑی بھر نگذری تھی ناگہ وہان
اوڑا کر ہوا نے کیا اوج گیر؎
ہلی خود بخود ہر طرف سے زمین
یکایک تڑاقا ہوا زور سے؎
وہین غار سا کچھ ہویدا ہوا
وہ لپکا وفادار پر قہر مین؎
یہان کچھ نہ باقی رہا جز عدم
ہوا مرگ سے بڑھ کے جینا اُسے
جو پھونچا اُسی راہ سے بام پر
سجا سر سے پانک دُلھن کی طرح
جماعت مین دمساز و ہمراز کی؎

کیا کام اپنا اِدھر گھات مین
ملی تھی فقیرِ حق اندیش سے
پلائی بتِ نازنین کو شتاب
ہوئی عالمِ نشہ مین بے خبر؎
کیا قتل اُسے حکم تقدیر سے؎
لے آیا وہان سے کسی حوض پر
کسی نے یہ صورت بتا لی اُسے
تو اِس لاش کو پھینک دے حوض مین
یہ گھر سحر سے تیرہ و تار ہو
کبھی دل مین تو اپنے ڈرنا نہین
تامل کی صورت مین ہوگا خراب
کسی طرح کا کوئی کھٹکا نہین
سُنی جب یہ اُسنے صدائے سروش
اُسی حوض مین لاش وہ ڈالدی
ہوا صحن خانہ مین پیدا دھوان
ہوا قیر گون آفتابِ منیر؎
مکانات سب پھٹ پڑے یکبین
زمین شق ہوئی ہیبت و شور سے
سفید اژدہا ایک پیدا ہوا
یہ کودا اُس آبِ صفا بھر مین
وہان پہونچے جسوقت تہ پر قدم
ملا نا گہان ایک زینا اُسے
وہان ایک بنگلا سا آیا نظر؎
با گلزمینِ چمن کی طرح
دھری لاش ہے اُس فسونساز کی؎

گر خود بخود صورت آسمان — شب و روز گردش مین ہے وہ مکان
در خانہ پر ایک زنگی لپٹ — کھڑا ہے لیے تیغ و تیر و تبر
یہ سامان حیرت فزا دیکھ کر — وفادار کا دل ہوا پر خطر
نہ بن آئی جب کچھ جگر ریش سے — مدد چاہی اس مرد درویش سے
تامل سے نقش نگین دیکھ کر — تصور مین کی سوے مرشد نظر
گھڑی بھر مین وہ عارف باکمال — ہوا آکے موجود شکل خیال
کہا کیون کیا یاد بیٹا مجھے — بتاؤ ابھی کام میرا مجھے
قدمبوس ہو کر بہ تسلیم اہم — بیان کی وفادار نے یک قلم
قدا دوست نے چند راز نہان — سکھا کر کیا سوے زنگی روان
وہ کافر اسے دیکھ کر سامنے — چلاے کے تیغ و تبر سامنے
غضب مین بنا آتش شعلہ زن — جبین پر جبین قضا کی شکن
دکھا کر اسے حرف نقش نگین — وفادار بولا کہ بھاگ او لعین
وہ سنتے ہی ڈر کر گریزان ہوا — کسی کوہ مین جا کے پنہان ہوا
یہان سے یہ آگے بڑھا بے خطر — پہونچکر مسرت مین نزدیک در
انگوٹھی کو پانی مین دھوکر شتاب — گئی بار چھڑکا برنگ گلاب
وہ دور طلسمی نہان ہو گیا — اسی وقت ساکن مکان ہو گیا
خواصین جو دو ایک تھین اس پاس — وہ سب اور نگین ڈر سے شل حواس
وفادار آہستہ بڑھتا ہوا — گیا نقش تسخیر پڑھتا ہوا
جب اس لاش کے پاس پہونچا جری — تو لے لی زمرد کی انگشتری
ادھر لا کے رکھا اسے آگ پر — دیا جسم بیجان نے شعلہ اودھر
ہوئی لاش مثل نگین جلکے خاک — ہوا قصہ برسون کا دم بھر مین پاک
نہ وہ بام زینہ نہ بنگلا رہا — ہمیشہ سے جنگلا تھا جنگلا رہا
وفادار نے آکے پیش فقیر — کہا اے مرے مرشد و دستگیر
نہ لیتے اگر آپ آ کر خبر — خدا جانے بنجاتی کیا جان پر
رہے حشر تک آپ کا فیض عام — خدا رکھے زندہ سلامت مدام

عطا ہو حیاتِ ابد آپ کو
کہے خضر ہر نیک و بد آپ کو

یہی جان آزاد غم سے ہوا
یہ سب آپ کے دم قدم سے ہوا

مگر دل مین اک اور ہے آرزو
کہ پھرتا ہون جسکے لیے چار سو

شب و روز رہتا ہے مجھکو الم
نہ جینے کی شادی نہ مرنے کا غم

کہا یا خدا اسنے وہ ہے کیا امید
کہ تو جسکے ملنے سے ہے نا امید

بیان کس لیے صاف کرتا نہین ؎
کہا اُسنے پابوسی مہ جبین ؎

کہا شاہ جی نے نہ کر کچھ الم ؎
ابھی اسکی تدبیر کرتے ہین ہم ؎

قضارا وہ دلبر پری تخت پر
ہوا سے ہوئی اک طرف جلوہ گر

ہوا شاہ صاحب کو ثابت یہ بھید
کیا شکر بولے بر آئی امید

اُٹھا کر اُسیوقت کاغذ قلم ؎
کیا رقعہ دلبر پری کو رقم ؎

یہ مضمون تھا بعد عنوان کے ؎
کہ ہم بھی ہین مشتاق احسان کے

گھڑی بھر کو تشریف ادہر لائیے
کوئی بات کہنی ہے سُن جائیے

یہ بیجا نہین نامہ پیغام ہے ؎
ضرورت ہے کچھ آپ سے کام ہے

یہ لکھ کر پری کی گذرگاہ مین ؎
کہین رکھدیا دشتِ جانکاہ مین

اُسی سمت نکلی جو وہ رشکِ ماہ
پڑی شاہ صاحب کے خط پر نگاہ

منگا کر پڑھا اور گھبرا گئی ؎
اوڑے ہوش دہشت سے تھرا گئی

ہوا سے اُتار اُسیدم سریر ؎
ہوے آکے پابوس مرد فقیر

پس رسم لطف و اداے سپاس ؎
بٹھا کر خدا دوست نے اپنے پاس

کہا یہ وفادار عالی گہر
سمجھتا ہون جسکو مین اپنا پسر ؎

مرے واسطے روز شام و پگاہ
سرورِ دل و جان ہے نورِ نگاہ

کسی طرح شہزادہ مہ جبین
جدا ہو گیا ہے سفر مین کہین ؎

یہ اسکے لیے ہے پریشان خراب ؎
نہ راحت ہے دن کو نہ راتونکو خواب

اگر آپ ڈھونڈھین پرستان مین
پھرین چند مدت بیابان مین ؎

عجب کیا کہ ہو کامیابی نصیب ؎
ملین عیش و عشرت سے دونون غریب

یہ ہو بہرہ ور اپنے ارمان سے
مین راضی ہون منت سے احسان سے

کہا ہنس کے دلبر پری نے حضور
بہت دن سے شہزادہ مہ جبین
مکان پر مرے رونق افروز ہین
انھین نے خبر دی وفادار کی
جدائی سے شہزادہ مہ جبین
ہمیشہ تلاشِ وفادار مین
اجازت اگر آپ سے پاؤن مین
روانہ ہون گھر کو یہان سے ابھی
یہ سُنکر بہت خوش ہوے شاہ جی
خدائی تجھی کو سزاوار ہے
یہ کہہ کر بلایا وفادار کو
سمجھ کر بزرگون کے مانند خسرو
دعا دے کے دونون سے رخصت ہوے
بٹھا کر وفادار کو تخت پر
وہین آ کے اُتری بُت نازنین
یہ مژدہ دیا غم کے بیمار کو
وہ دلخستہ گھبرا کے بولا کہان
تأمل سے دیکھا کیا وہ غریب
وہ ملنے کے خاطر ہوا اُٹھ کھڑا
ملے دونون منت کشِ درد و غم
بہم ہمدم آہ و زاری رہے
اُٹھے دل مین کیا کیا محبت کے جوش
کئی روز تک سرگذشتِ سفر
ہویدا اگر ختم افسانہ ہے
خدا جانے وہ دونون ماہ تمام

تلاش اُسکی مجھکو نہین کچھ ضرور
مرے میہمان ہین مرے ہمنشین
وہین جلوہ فرما شب و روز ہین
انھین نے کہی داستان یار کی
شب و روز رہتے ہین اندوہگین
پھرا کرتی ہون دشت و کہسار مین
وفادار کو لے کے اُڑ جاؤن مین
ملا دون مین شاہ جہان سے ابھی
کہا کیون نہو مرحبا واہ جی
سوا تیرے جو کچھ ہے بیکار ہے
گلے سے لگایا وفادار کو
کیا خاص دلبر پری کے سپرد
روان گھر کو پیرِ طریقت ہوے
پری نے کیا سوے خانہ سفر
جہان رونق افروز تھا مہ جبین
کہ ہم جا کے لائے وفادار کو
کہا وہ پریزادون کے درمیان
یہ پریون کی جھرمٹ مین بھونچکا پھرا
یہ شوریدہ سر پاؤن پر گر پڑا
ہوے جوش زن دل مین رنج و الم
بڑی دیر تک اشک جاری رہے
رہا روتے روتے کسی کو نہ ہوش
بہم کہتے سنتے رہے رات بھر
کہ واقف نہین حال جانا نہ سے
کہان کس مصیبت مین ہین صبح و شام

اسی غم سے دن رات روتے رہے
رخ یاس اشکون سے دھوتے رہے

جگر آتش ہجر سے سوزناک
گریبان دل دست وحشت سے چاک

شب بزم عشرت سے نفرت انھین
دل آویز صحبت سے نفرت انھین

لبون کو شکر خند شادی حرام
ہمیشہ انھین تلخکامی سے کام

یہ احوال دلبر پری دیکھ کر
ہوئی کثرت رحم سے چشم تر

ہوا ٹکڑے ٹکڑے قلق سے جگر
بہانے لگی اشک رخسار پر

یہ سوچی کہ ہو ایسی تدبیر کچھ
کہ ہون شاد جس سے یہ دلگیر کچھ

کرون جستجو رشک گل کی کہین
کہ فرقت مین مر جائیگا مہ جبین

دل افروز کے واسطے دہر مین
اوڑاؤن مین اب خاک ہر شہر مین

عجب کیا کہ تقدیر یاری کرے
کچھ اپنا کرم ذات باری کرے

وہ دونون ہم آغوش ہون یار سے
ملین مہ جبین دو وفادار سے

یہ ٹھہرا کے دلبر پری بے ہراس
گئی ایک دن شاہزادے کے پاس

کہا اب نہ اتنا الم کیجیے
جو غم آپ کرتے ہین کم کیجیے

ارادہ ہے میرا سفر کے لیے
ان آفت زدون کی خبر کے لیے

جو ملتے ہین تو انکو لاتی ہون مین
نوید مبارک سناتی ہون مین

ملاتی ہون معشوق غمخوار سے
چھڑاتی ہون فرقت کے آزار سے

اگر یہ نہ ممکن ہوا بخت سے
تو گر کر زمین پر سر تخت سے

ملا دونگی جان حزین خاک مین
سما جاونگی مین کہین خاک مین

یہ سنکر پریشان ہوا مہ جبین
کہا یہ ارادہ مناسب نہین

یونہین خاک ہوتے ہو ارمان کو
نہ ڈالو مصیبت مین تم جان کو

نہ بر آئے گا کام تدبیر سے
نہین ہے یہ امید تقدیر سے

عدو بخت ہے چرخ نامہربان
مجھے خوشدلی کی توقع کہان

مبادا کہین پھر گرفتار ہو
رہائی مصیبت سے دشوار ہو

اٹھی سنکے دلبر پری یہ گلا
کہا آپ دیکھین تو ہوتا ہے کیا

اسی دم منگا کر کنیزون سے تخت
اڑی جانب قاف وہ نیکبخت

پھری مدتون تک پرستان مین ... تجسس کیا ہر بیابان مین
نپایا کہین رشک گل کا پتا ... سنا نام تک بھی نہ انسان کا
پھری ہوکے مایوس گھر کی طرف ... چلی شہر و قصر پدر کی طرف
ملا راہ مین ناگہان اک شجر ... بلند و تر و تازہ و بارور
ازل سے جسے مثل نخل جنان ... کبھی غم تبر کا نہ بیم خزان
دل آویز و خرم ہمیشہ بہار ... فدا خلد فردوس ہر دم نثار
عیان پتے پتے سے شان کرم ... برنگ کف دست اہل ہمم
یہ جلتی ہوئی دھوپ مین تخت پر ... وہین ٹھہری سایے مین زیر شجر
تردد مین بیٹھی تھی غم سے بھری ... کہ آئی وہان اور بھی اک پری
ملین دونون آپس مین زیر شجر ... ہوئی پرسش حال بایکدگر
کیا اسنے غم مہ جبین کا بیان ... سنائی وفادار کی داستان
کہا اُسنے سنکر بصد اضطراب ... کہان ہین یہ دونون پریشان جگر
انھین کے لیے ہی جگر پاش پاش ... انھین کی ہی مدت سے مجکو تلاش
کہا مدتون سے یہ شمس و قمر ... مرے گھر مین ہین روز و شب جلوہ گر
اگر چند دم آپ ٹھہرین یہان ... ابھی لاکے حاضر کرون بیگمان
کہا اُسنے للہ اے سیمبر ... اسیدم ہوا ہو نہ تاخیر کر
وہین ٹھہری وہ حور پیکر پری ... اوڑی تخت پر اپنے دلبر پری
پھونچکر یہان دشت و کہسار سے ... کہا مہ جبین و وفادار سے
دیا مژدہ رشک گل شاد شاد ... کہا لو بر آئی تمھاری مراد
ٹھکانے لگی محنت و جستجو ... فلان جا ہین وہ دونون خورشید رو
کہا مہ جبین نے کہ دلبر پری ... رسائی وہان ہوگی کیونکر مری
کہا ہونگی ہمراہ خدمت مین ہین ... چلونگی وہانتک رفاقت مین مین
اسیدم بٹھا کر انھین تخت پر ... اوڑی تیز جس طرح غیبی خبر
وفادار و دلبر پری مہ جبین ... پہر بھر مین یہ تینون پہونچے وہین
لگا کر گلے مہ لقا پیار سے ... ملی مہ جبین و وفادار سے

مدارات کے بعد بے اختیار — ہوئی مہ لقا تخت زر پر سوار
چلی اپنے گھر کی طرف شاد شاد — لیے نامرادوں کے دل کی مراد
جہاں رشک گل جلوہ افروز تھی — جہاں ہمدم غم دل افروز تھی
وہین دفعتہً رونق افزا ہوئی — وہین صورت عیش پیدا ہوئی
کہین رشک گل نے اُٹھایا جو سر — یکایک پڑی مہ جبین پر نظر
اُٹھی شوق مین صورت جوش وہ — قلق مین ہوئی خود فراموش وہ
لپٹ کر جگر خستہ رونے لگی — بہم رخصت ہوش ہونے لگی
فغان نے اُٹھائے مزے جوش کے — لیے بوسہ لبہاے خاموش کے
اُٹھایا سر شور فریاد نے — ستایا غم طبع ناشاد نے
اُٹھی ہو کے مجبور دلبر پری — کہا ہو چکی رسم نوحہ گری
بس اب آکے بیٹھو خدا کے لیے — ندو جان آہ و بکا کے لیے
خوشی کی کچھ آپس مین باتین کرو — ہنسو بولو ٹھنڈی نہ سانسین بھرو
خدا پھر نہ یہ دن دکھائے تمہین — ہنسا کر نہ اصلا رلائے تمہین
غرض پا کے ایماے دلبر پری — جدا ہو گئے زہرہ و مشتری
ہوئے بعد کم اشک حسرت کے ساتھ — بہم مل کے بیٹھے محبت کے ساتھ
بیان غم کے طومار ہونے لگے — مصیبت کے اظہار ہونے لگے
ادھر مہ لقا نے پئے میہمان — مکان ایک بنوا کے مثل جنان
انھین لا کے شاہانہ انداز سے — فروکش کیا جاہ و اعزاز سے
زن و مرد خادم مقرر کیے — درون و برون سب نے بستر کیے
مہیا سب اسباب آرام کے — ہر اک کام پر آدمی کام کے
یہ جور فلک کے ستائے ہوے — عوض عیش کے رنج پائے ہوے
اُسی گھر مین مہمان رہنے لگے — بہم قصہ بخت کہنے لگے
ہر اک شی کی رکھتی خبر مہ لقا — یہین رہتی شام و سحر مہ لقا

وطن کی طرف شاہزادے کی مراجعت ماں باپ کی ملاقات عاشق و معشوق کی مواصلت

ذرا دم لے اے ساقی تند خو — گھڑی بھر کی ہے بات گھبرا نہ تو

پلا دُرد ہی مگر نہیں ہے اگر — کہ آغاز مطلب سے انجام پر

تمامی پہ افسانۂ عشق ہے — روان گھر کو دیوانۂ عشق ہے

اُسی گھر مین دو چار دن مہ جبین — رہا عیش و عشرت کے ہر دم قرین

تمامی ارادہ رہے کامیاب — پھری نامرادی پریشان خراب

ہوس سرخرو اپنے ارمان سے — قلق رنج و حسرت پشیمان سے

یکایک جو بدلا طبیعت نے رنگ — ہوئی دل مین پیدا وطن کی اُمنگ

کہا رشک گل سے کہ اے نازنین — فراق وطن اب گوارا نہین

تمنائے مادر ہے شوق پدر — انھین کا مجھے غم ہے شام و سحر

مناسب اگر ہو تو اسباب کو — کہو مہ لقا سے کبھی رات کو

کہا رشک گل نے کہ اے مہ جبین — جو کہتے ہو کچھ بات مشکل نہین

اجازت اگر ہو تو اس کام کو — کرون عرض مین آج ہی شام کو

کہا اُسنے موقع محل دیکھ کر — کروگی مناسب ہو جس طور پر

غرض شب کو پریون کا جلسا ہوا — طرب خیز ہنگامہ برپا ہوا

ہوا ہر طرف گانیون کا ہجوم — مچی خوب گانے بجانے کی دھوم

گئی رشک گل بھی دل افروز بھی — پراگندہ خاطر بھی دلسوز بھی

اِنھین دیکھتے ہی اُٹھی مہ لقا — قریب اپنے پہلو مین بٹھلا لیا

سحر تک یہی حشر برپا رہا — یہی رقص نغمہ تماشا رہا

مگر مہ لقا نے جو دیکھا اِنھین — جگر خستہ دلگیر پایا اِنھین

جو پوچھا سبب کچھ نہ ظاہر کیا — دل آزردگی سے نہ ماہر کیا

قسم دی تو وہ غیرت یاسمن — ہوئی چہرہ آرائے عرض سخن

کہا مہ جبین کو ہے شوق وطن — سمائی ہے دل مین ہوائے یمن

کچھ ایسی ہی ان روزون دل کو لگی — کہ پر ہون تو اُڑ جاؤن گھر کو ابھی

تمنا ہی ملنے کی مان باپ سے — اجازت کے مشتاق ہین آپ سے

یہ سُنکر دیا مہ لقا نے جواب — ابھی سے ہے کیون اسقدر اضطراب

ہوا کھائین کچھ دن پرستان کی
کرین سیر پریون کے ایوان کی

اگر یہ نہو مرضی مہ جبین
تو رخصت مین کچھ عذر مجھکو نہین

یہ سُنکر کہا رشک گل نے حضور
نہین اسمین کچھ مہ جبین کا قصور

وطن کی محبت سے مجبور ہین
مسافر ہین مان باپ سے دور ہین

جب آجاتے ہین یاد اُنکے سلوک
محبت سے اُٹھتی ہے سینے مین ہوک

پسند آپ سے دلفگاری نہین
یہ بیتابیان اختیاری نہین

یہی چاہتے ہین غریب الوطن
کہ ہم کل روانہ ہون سوئے یمن

کہا مہ لقا نے کہ اے سیمبر
مبارک بھی یہ دن ہے بہر سفر

نہون دل مین تا مہ جبین کچھ ملول
مجھے فرقت ناگہانی قبول

یہ سُنکر وہان سے اُٹھی رشک گل
کہا آکے شہزادی سے حال کل

ہوا شاد و خرم وہ عالی تبار
کیا سجدہ شکر پروردگار

کہ بچھڑے ہوئے تھے ملا یا ہمین
چھٹے غم سے گھر یاد آیا ہمین

خفا مرگ تک ہم غریبون سے تھی
یہ امید کسکو نصیبون سے تھی

غرض دور فکرِ سفر ہو گئی
وہ دن شب ہوا شب سحر ہو گئی

اُٹھی مہ لقا بسترِ خواب سے
ملی آکے مہمان بیتاب سے

کنیزون نے حاضر کیے چار تخت
ہوئے جلوہ گر دو دو بیدار بخت

دھرے ایک پر عمدہ عنوان کے
خواصون نے تحفے پرستان کے

لیے ساتھ دو ہمدم و غمگسار
ہوئی ایک پر مہ لقا خود سوار

سُنی جب یہ دلبر پری نے خبر
اسی وقت حاضر ہوئی تخت پر

کہا مہ لقا سے کہ رخصت حضور
قدمبوس کل آکے ہونگے ضرور

کہا کیون کہا اک بڑا کام ہے
کہا واہ کیا خوب کیا کام ہے

بہر کیف تشریف لیجائیے
مگر حسب وعدہ ضرور آئیے

گئی گھر کو اور گروہ رشکِ چمن
ہوا پر چلے تخت سوئے یمن

تہِ چرخ گردان پھراتی ہوئی
تماشائے قدرت دکھاتی ہوئی

انھین مہ لقا صورتِ مہر و ماہ
اوڑا لائی دو دن مین برسونکی راہ

اُتر کر زمین پر قریبِ سحر ہوئے ایک میدان مین جلوہ گر
مقامِ غضا مین وہ غربت نصیب خرامان تھی تختِ پری کے قریب
یکایک یہ دیکھا کہ پیشِ نظر ہوئی آکے دلبر پری جلوہ گر
ملی مہ لقا سے وہ دستِ شباب کیا پیشِ گنجینۂ بیحساب
کہا اُسنے بی کیسی دولت ہے یہ کہا مہ جبین کی امانت ہے یہ
اسی کے لیے آپ کو چھوڑ کر گئی تھی مین دوڑی ہوئی اپنے گھر
پھر اُسنے مفصل حقیقت کہی جو گذری تھی تکلیف و راحت کہی
قضا را وہان سے کئی کوس پر کوئی شہر تھا دلکش و خوب تر
سوجھائی نئی بخت بیدار نے کہ اُس سیم و زر سے وفادار نے
وہان جا کے ارباب بازار سے خریدے جو اسباب درکار تھے
کیا ساز و سامان شاہی بہم لیا ساتھ اسبابِ جاہ و حشم
سوار و پیادہ سے وہ سرزمین ہوئی رشکِ لشکرگہِ شاہِ چین
دیا دخل ہمت کو ہر کام مین ترقی کی انعام و اکرام مین
سنی حاکمِ شہر نے یہ خبر ہوا خوف سے قلب زیر و زبر
ارا کین دولت سے پوچھی صلاح کہا اسمین کیا ہے تمھاری صلاح
اُنھون نے کہا آپ چل کر ملین بھلا ہے جو دو پاک گوہر ملین
دمِ صبح وہ خسروِ جم حشم چلا لے کے ہمراہ خیل و خدم
مروت محبت سے اخلاق سے ملا آکے سلطانِ آفاق سے
ہزارون تحائف کیے پیشکش خصوصاً کئی عورتین ماہوش
نظر کی جو سوے کنیزانِ خاص تو وہ سب کی سب نکلین اپنی خواص
جو پوچھا تو پیشِ شہِ خوشخصال اُنھون نے کیا اسطرح عرضِ حال
کہ دریا مین طوفان جس دم اُٹھا ہوے تختے کشتی کے پھٹ کر جدا
کسی کا نہ کوئی رہا آشنا بہا ہر بشر بنکے نا آشنا
کسی تختے پر بچے دو نیمجان ہوئے خادمانِ حرم بھی روان
کئی دن کے بعد ایک آیا جہاز کہین جاتے تھے تاجرانِ جہاز

آبولیث اُن سب کا سردار تھا ۔ نہایت خوش اوقات زردار تھا
نکلوا کے ہم سبکو طوفان سے ۔ کیا شادمان اپنے احسان سے
زمانے مین چل پھر کے آیا یہان ۔ ہمین اپنے ہمراہ لایا یہان
دیا عیش و عشرت کا دھوکا ہمین ۔ اسی شاہ کے ہاتھ بیچا ہمین
اُسی دن سے خدمت مین رہتے تھے ہم ۔ جو ہوتی تھی تکلیف سہتے تھے ہم
یہ سُنکر بھر آیا دل مہ جبین ۔ کہا شاہ سے ہو کے اندوہگین
ہوا ہو جو صرف انکی قیمت مین زر ۔ عوض اسکے لو ہمسے لعل و گہر
خواصین یہ ہمسکو عنایت کرو ۔ اسی پر کرم کی نہایت کرو
یہ سُنتے ہی شہ نے بصد اضطراب ۔ کیا سبکو خدمت مین حاضر شتاب
ٹھہر کر دم چند راہی ہوا ۔ روانہ سوے قصر شاہی ہوا
اِدھر دوسرے روز وقت سحر ۔ کیا شہ نے آگے کو عزم سفر
وہ پریان طلبگار رخصت ہوئین ۔ گرفتار اندوہ فرقت ہوئین
کہا ساتھ دو عورتین جائینگی ۔ جو خدمت کہو گی بجا لائین گی
مرے چلنے کی آگے حاجت نہین ۔ یہان سے یمن تک کچھ آفت نہین
یہی رشک گل سے دل افروز ہے ۔ کہا دونون نے صدق سے سوز سے
کہا مہ جبین نے کہ اے مہ لقا ۔ کہان تک کرون شکر احسان ادا
تمھارے سبب سے بر آئی مراد ۔ تمھاری بدولت پھرے گھر کو شاد
دل و جان سے پابند فرمان ہوئین ۔ ہمیشہ کو ممنون احسان ہون مین
غرض خوب اظہار منت کیا ۔ گلے ملکے دونون کو رخصت کیا
اوڑین تخت پر وہ وطن کی طرف ۔ چلے یہ سوادِ یمن کی طرف
برابر یہ تھا راہ مین انتظام ۔ کہ دن بھر سفر شبکو کرتے مقام
ہوا اک طرف کو جو انکا گذر ۔ نیا رنگ نیرنگ آیا نظر
یہ دیکھا کہ ہے سامنے اک گروہ ۔ فلاکت زدہ خستہ دل پر ستوہ
نہ چلنے کی طاقت نہ بر جا حواس ۔ نہ پاؤن مین جوتے نہ تن پر لباس
نہ دانہ نہ پانی میسر انھین ۔ شب و روز فاقہ برابر انھین

بڑھا کر وفادار نے راہوار ۔ کہا اے گروہِ فلاکت شعار
تہ چرخ کیون اسقدر خوار ہو ۔ اس آفت مین کب سے گرفتار ہو
کہا جب سے ڈوبا شہِ مہ جبین ۔ خبر جب سے اُس مہروش کی نہین
وہ عالی گہر غرق دریا ہوا ۔ بغیر اُسکے یہ حال اپنا ہوا
ہم اُسکے قدیمی نمکخوار تھے ۔ اشارے مین مرنے کو طیار تھے
مگر کچھ نہ بن آئی تقدیر سے ۔ پشیمان ہوئے ناز تدبیر سے
تباہی مین جسوقت آیا جہاز ۔ ہوے سب اسیرِ نشیب و فراز
چلے ہم بھی اک سمت بہتے ہوے ۔ تلاطم کے صدمون کو سہتے ہوئے
اُسی حال مین اتنے آفت نصیب ۔ کئی دن مین ساحل کے پونچے قریب
وہان سے ضرورت کو لی گھر کی راہ ۔ چلے خاک اوڑاتے پریشان تباہ
نہین اُٹھتے فاقون سے اپنے قدم ۔ یہان تک مہینون مین پہونچے ہین ہم
وفادار نے آکے باچشم تر ۔ کہی مہ جبین شاہ سے یہ خبر
ہوا شاد وہ سُنکے یہ گفتگو ۔ کہا سبکو لاؤ مرے روبرو
وہ آئے اُٹھا شاہ عالی تبار ۔ ملا سب سے با دیدۂ اشکبار
ضرورت کے سامان جو درکار تھے ۔ وہ سب حکم کے ساتھ طیار تھے
لباس و زر و اسپ و تیغ و سپر ۔ عنایت کیے شاہ نے سربسر
وفورِ کرم سے کیا سرفراز ۔ ہوے سب طلب حرص سے بے نیاز
اسی طرح منزل بمنزل وہ فوج ۔ رہی چند مدت روان مثلِ موج
سفر کرکے آخر قریبِ یمن ۔ ہوا مہ جبین ایک دن خیمہ زن
خبر کی کسی نے جہاندار کو ۔ دیا مژدہ مشتاقِ دیدار کو
کہا لو مبارک ہو اے شہریار ۔ ہوئے مہ جبین جلوہ بخشِ دیار
سفر سے پھرے شان و شوکت کے ساتھ ۔ اُسی جاہ و اقبال و دولت کے ساتھ
یہ سُنتے ہی شہ نے بصد انکسار ۔ کیا سجدۂ شکرِ پروردگار
کہا جاکے بانو سے اس حال کو ۔ کیا شاد اُس غم کی پامال کو
وہ سُنتے ہی جاتی رہی آپ سے ۔ کہا صبر کیونکر ہوا آپ سے

ابھی جائیے لینے فرزند کو — مرے لختِ دل کو جگر بند کو
اُسی دم جہاندار ہوکر سوار — چلا جانبِ مہ جبین اشکبار
ہوے پھر تو واقف خواص و عوام — چلی جو نئی الفت مین خلقت تمام
سُنی جس کسی نے جہان یہ خبر — وہان سے ہوا وہ روانہ ادھر
یکایک جہاندار کو فیل پر — نظر آئے وہ دونون شمس و قمر
دلون مین تمنائین مضطر ہوئین — نگاہین ہم آغوش بڑھ کر ہوئین
اِدھر شاہ کی بیقراری بڑھی — اِدھر مہ جبین کی سواری بڑھی
اُسی عالمِ حسرت و آہ مین — اُتر کر ملے اک جگہہ راہ مین
لگا کر گلے سے پسر کو پدر — ہجومِ قلق مین ہوا چشم تر
مرادین جگہہ دل مین پاتی تھین — اُمنگین جگر مین سماتی تھین
مِلا پھر بڑے چاہ سے پیار سے — شہِ رشکِ قیصر وفادار سے
ہوئی کم جو وہ حالتِ اضطرار — وہان سے چلے ہو کے باہم سوار
چپ و راست ارکان دولت بڑھے — پس و پیش ارباب خدمت بڑھے
زر و سیم و گوہر لٹاتے ہوئے — سواری کا جوبن دکھاتے ہوے
دل آسودہ و خرّم و بامراد — ہوے داخلِ شہر مینو سواد
کیا ہر طرف شہریون نے ہجوم — ہوئی چار سو آمد آمد کی دھوم
خرامان خرامانِ رعیت سپاہ — ہوئی آستان بوس ایوان شاہ
سواری اُتروا کے اعزاز سے — خواصین بڑھین ناز و انداز سے
وفادار و شہزادہ مہ جبین — محل مین گئے شاد و عشرت قرین
اُٹھی مادرِ مہربان دیکھ کر — ہوئی صدقے قربان فرزند پر
لگایا گلے دونون کو پیار سے — بلائین لین جوششِ دلِ زار سے
مخاطب ہوئی پھر وہ گل پیرہن — سو نازنینانِ غنچہ دہن
اُسی آرزوئے جگر سوز سے — ملی رشکِ گل سے دل افروز سے
بٹھا کر سرِ مسندِ زر نگار — کیے سیم و زر لعل و گوہر نثار
مچی پھر تو اپنے پرائے کی دھوم — کیا محرمانِ حرم نے ہجوم

دعائین کوئی آکے دینے لگی
کوئی پانی پینے لگی وار کے
انھین باتون مین دن ہوا وہ تمام
دلون مین مرادین ہوئین باغ باغ
کہین رت جگے اقربا نے کیے
کہین نذر مشکلکشا کی ہوئی
نیازین ہوئین پیر دیدار کی
غرض جب ہوئی صبح صادق عیان
ارا کین دولت سے لیکر صلاح
اُسی ہفتے مین شوکت و جاہ سے
ارادے دلون کے ہویدا کیے
دمِ دید نظارہ حیران تھا
مسرت سے دل کو بھرا جان کو
کئی روز کے بعد وہ بادشاہ
تمنا سے بیتِ امیر و وزیر
عطا کی وزارت وفادار کو
وہ مشغول زہد و ریاضت ہوا
چھٹا وہ زمانے کے جنجال سے

بلائین کوئی شوخ لینے لگی
بڑھی کوئی ارمان مین پیار کے
نمایان ہوئی روزِ عشرت کی شام
جلے قصرِ شاہی مین گھی کے چراغ
کہین کونڈے اتنا دوانے کیے
کہین روشنی انتہا کی ہوئی
بڑھائی گئین منتین پیار کی
برآمد ہوا پادشاہِ جہان
مقرر کی تاریخ بہرِ نکاح
کیا بیاہ اونکا بڑی چاہ سے
خدائی کے سامان یکجا کیے
ہراک چیز پر شوق قربان تھا
نکالا غرض خوب ارمان کو
ہوا تارکِ ملک و تخت و کلاہ
پسر کو کیا جلوہ بخشِ سریر
کیا ناظمِ ملک غمخوار کو
یہ مصروف نظمِ ریاست ہوا
یہ رہنے لگا جاہ و اقبال سے

خاتمہ کتاب

ہوئی ختم جسوقت یہ مثنوی
سُنایا سرِ بزمِ احباب کو
ملی سب طرح دادِ فکرِ رسا
خصوصاً سخن سنجِ استادِ فن
ادیبِ نکاتِ سخن پروری
سپہرِ جہانِ بلاغت منیر

کہن داستان نے دکھائی نوی
کیا مطمئن جانِ بیتاب کو
ہراک نے کہا مرحبا مرحبا
ہمہ دان و شیوا بیانِ زمن
ادا فہم خاقانی و انوری
شرف بخشِ ماہِ فصاحت منیر

سنی مثنوی مجھسے جبدم تمام
نہایت ہوے خوش وہ عالی مقام

توجہ سو لفظ واحد اد کی
اسیدم یہ تاریخ ارشاد کی

زہے نظم تسلیم شیرین کلام
مسلسل مرصع جواہر نظام

منیر اسکی تاریخ کا لکھیے سال
کہ ہی یہ عجب مثنوی بیمثال

اسی طور پر پھیر انیس دلی
ہوا خواہ تسلیم اشرف علی

جنھین شعر گوئی مین ہی وہ کمال
کہ ہر بات ہی رشک سحر حلال

کوئی ہوز مین انکو مشکل نہین
کبھی وقت فن سے بیدل نہین

کسی دم غم سے لاابالی نہین
کبھی فکر مضمون سے خالی نہین

بہت خوش ہوے سنکے یہ مثنوی
یہ تاریخ بے مثل پھر نظم کی

زہی نظم تسلیم معجز بیان
کہ ہر بیت سے ہے کرامت عیان

زبان اچھی طرز بیان بے نظیر
ادای سخن دلکش و دلپذیر

کہین دخل بے اعتدالی نہین
مزے سے کوئی شعر خالی نہین

عجب ربط ہر ایک قصے مین ہے
وقایع نگاری تو حصے مین ہے

کہین ذکر عشق جگر سوز کا
کہین رنگ حسن دل افروز کا

مصیبت کسی جا شب غم کی ہے
مسرت کہین وصل باہم کی ہے

کہین سحر و جادو کی تاثیر سے
کھلے پھول گلہاے تصویر سے

کہین جان کی سب طرح خیر ہے
پرستان کی روز و شب سیر ہے

پسند آیا مجھکو جو یہ رنگ ڈھنگ
دوبالا ہوئی اور دل کی امنگ

لکھی مینے تاریخ اشرف یہی
بہار محبت ہے یہ مثنوی

اسی طرح سرو ریاض سخن
بہار گلستان ہر علم و فن

شفیق دلی صوری و معنوی
محمد ظہیر احسن نیموی

طبیعت ہے جنکی ترقی پسند
ہر اک شعر شعری سے پایا بلند

سخن آفرینی طبیعت مین ہے
مزہ حسن بندش کا خلقت مین ہے

یہ افسانہ سنکر ہوے مست ذوق
چھلکنے لگا جام صہباے شوق

سنی گوش دل سے کہانی مری
مزہ دے گئی خوش بیانی مری

اُٹھایا پس فکر کاغذ قلم
کیا اسطرح سال زیبِ رقم
یہانتک ہی دلچسپ یہ داستان
بجا ہے اگر کہیے سحرالبیان
ہر اک شعر ہے شاہد دلربا
فصاحت ہی صدقے بلاغت فدا
لبِ گور سے روح تیر و حسن
شب و روز ہے محو دادِ سخن

اگر فکر ہے شوق تاریخ کی
رقم کر لکھی خوب یہ مثنوی

یہ ہے عرض اہلِ سخن سے مری
گذارش ہے ارباب فن سے مری
ہنر ہین نظر سے ہنر کے سوا
نہ دیکھین درِ سیر میری خطا
سراپا خطا جملہ نسیان ہون
فرشتہ نہین ہون مین انسان ہون
جہان ہون شمیم معانی سے شاد
کرین نخلبندِ مضامین کو یاد

جگہہ دین دلِ باصفا مین مجھے
نہ بھولین کرم سے دعا مین مجھے

قطعہ تاریخ طبعزاد سخنور شیوابیان شاعر شیرین زبان عالم یلمعی فاضل لوذعی جناب مولانا مولوی محمد ظہیر احسن صاحب شوق نیموی عظیم آبادی

یکتائے زمان بلیغ دوران
اُستادِ زمانہ فیض آثار
ممتاز زمن یگانۂ فن
مشہورِ ہمہ دیار و امصار
ہم شاعرِ بے نظیر و بیمثل
ہم منشی بے عدیل و نثار
بے ندِ بصنائع و بدائع
در علم عروض بحر زخار
از بادۂ الفت الٰہی
ہر شام و پگاہ مست و سرشار
مخدوم و مطاع مستندان
تاج الابرار و خیر الاخیار
فخر الشعرا جناب تسلیم
یارب بحمایت خودش دار
ماشاء اللہ جو کرد تصنیف
این نامۂ نغز و ہم گہر بار
موسوم باسم صبح خندان
گردونِ ضیا جہانِ انوار

از تازگی گل مضامینش — گشته همه صفحه اش چمن زار
زیباست که آن بهار جاوید — تحریر شود بخط گلزار
عقد گهر ست سطر سطرش — جمله نقطش چو دُر شهوار
لفظش لفظش مرصع آمد — زان شد سلک جواهر اشعار
هر کس که بگوش دل شنیدش — احسنت احسنت گفت بسیار
کردند طلب چو اهل مطبع — از همت خویش کرد ایثار

شوق از پئے سال انطباعش
زد خامه رقم شگرف گفتار

۱۳۰۰ھ

تمت

لکھنؤ کی ساخت کی مشہور چیزیں

یہ چیزیں لکھنؤ کے سوا کہیں نہ ملینگی [illegible] سے [illegible] اور دام صحیح ہونگے۔ لکھنؤ کو ان چیزوں کے ساتھ شہرت ہے اور یہی لکھنؤ کی ایسا [illegible] رکھتی ہیں کہ لکھنؤ سے گیا مگر اسکے نام کو روشن کیے ہوئے ہیں۔ ویلیو پے ایبل درخواست آنے پر روانہ ہوگا۔

چاندی کی انگوٹھیاں زنانی و مردانی نہایت عمدہ نازک فی عدد ۸ [illegible] ۱۲ [illegible] وغیرہ وغیرہ۔

ناک میں پہننے کی کیل طلائی مرصع فی عدد [illegible] وغیرہ

سینگ کی کنگھیاں زنانی و مردانی فی عدد [illegible]

ساز قلمدان جو لکھنؤ ہی کا حصہ ہے فی عدد [illegible]

پنکھا عطردان جسکی زنجیروں میں پان کی گلوریاں لگی ہوئی ہیں فی عدد [illegible]

انگوٹھی بواسیر انتہائی زیادہ نافع اور مجرب۔ فی [illegible]

روغن عروس بس بعینہ عطر عروس کی ایسی بھینی بھینی خوشبو ہوتی ہے فی [illegible]

الائچی سی [illegible] ایک الائچی [illegible]

سبز خوشبودار رنگ میں نہایت شوخ۔ فی [illegible]

مجلس حیران [illegible] فی [illegible]

منال حقہ طلائی اور بدری فی عدد [illegible]

کھیسے بنانے کے فی [illegible]

گوبیاں تماکو مشکی فیصد [illegible]

عطر ہر قسم اور ہر قیمت کا جس نرخ کا ہو فوراً روانہ کیا جائیگا۔

فرد رضائی کی ہیں سکہ جالدار و بوٹہ دار نہایت عمدہ [illegible]

لحاف [illegible]

پلنگ پوش [illegible]

تھان چکن [illegible] ہر قسم کے نہایت عمدہ [illegible]

ساری چکن زنانہ و مردانہ [illegible] نہایت عمدہ [illegible]

دوپٹہ چکن زنانہ [illegible]

رومال چکن [illegible]

کرتہ چکن [illegible] نہایت عمدہ [illegible]

[illegible]

ٹوپی [illegible]

کلاہ [illegible]

کلاہ [illegible]

[illegible]

المشتہر حاجی محمد یوسف لکھنؤ [illegible]

لکھنؤ کا عطر اعلیٰ ہر قسم اور ہر قیمت کا
ہر موسم اور ہر درجہ کے آدمیوں کے لیے

یہ قول غالباً بہت صحیح ہوگا کہ ہم لوگ اپنے دماغ کی اصلاح کی [illegible] ہماری بیماری ترقیاں اور ہماری کل [illegible] دماغ کی [illegible] منحصر ہیں جیسے یہ ہم سے اچھا بروقت [illegible] شاید کسی کے پاس تیار ہوگا۔ یوں تو عموماً لکھنؤ کا عطر مشہور و معروف ہے مگر اس کارخانے نے سیاہ [illegible] ملک کی خدمت کر کے بہت اعلیٰ [illegible] حاصل کی ہیں۔ شاید بہت کم ایسے رئیس ہونگے جو اس کارخانے کی عمدگی اور خوش معاملگی اور اوسکی مدد سے اپنی دماغ کے خوش کرسکنے کے معترف نہوں کہ نمائشگاہ لکھنؤ سے تمغا اور سرٹیفکیٹ بھی حاصل ہو چکا ہے مگر یہ کارخانہ اوس سرٹیفکیٹ کو زیادہ وقعت سمجھتا ہے جو روسائے ملک و قوم کی تعریف اور پسند سے اوسکو حاصل ہوا ہے اور ہوتا رہتا ہے۔

ای روسائے قوم اگر آپ اپنے دماغ کی تقویت اور ترقی چاہتے ہیں یا ملکی تجارت میں آپ کو ذرا بھی دلچسپی حاصل ہوتی ہے تو اس کارخانے کو اپنا بہت بڑا دوست اور اپنا ملکی خادم تصور فرمائیے۔ ہمکو زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ آپ خود معاملہ کرکے امتحان کرسکتے ہیں۔ آپ کا دماغ ہی آپ کو مجبور کریگا کہ اس کارخانے سے ہمیشہ معاملہ رکھیے۔

فہرست عطر موجودہ کارخانہ

عطر حنا قسم اول فی تولہ [illegible] دوم [illegible] سوم [illegible] چہارم [illegible] پنجم [illegible] ششم [illegible]

عطر موتیا قسم اول فی تولہ [illegible] دوم [illegible]

عطر سہاگ قسم اول فی تولہ [illegible] دوم ۱۲

عطر گلاب قسم اول فی تولہ [illegible] دوم [illegible]

عطر کیوڑہ قسم اول فی تولہ [illegible] دوم [illegible]

عطر گلاب بصرہ فی تولہ [illegible] عطر عروس فی تولہ [illegible]

عطر شہناز قسم اول [illegible] دوم [illegible]

عطر چنبیلی اول [illegible] دوم [illegible] عطر عنبر فی تولہ [illegible]

عطر جوہی فی تولہ [illegible] دوم [illegible] عطر روح خس [illegible]

روح پانڑی فی تولہ [illegible] عطر اگر فی تولہ [illegible]

عطر خس قسم اول [illegible] دوم [illegible]

عطر مولسری قسم اول فی تولہ [illegible] دوم [illegible]

عطر چمپا فی تولہ [illegible] عطر مجموعہ فی تولہ [illegible]
عطر فتنہ قسم اول فی تولہ [illegible] دوم۔ [illegible]
عطر ناز بو ایجاد بندہ۔ فی تولہ [illegible]۔
عطر برگ حنا فی تولہ [illegible]۔ عطر شمامۃ العنبر فی تولہ [illegible]
روغن حنا قسم اول فی سیر [illegible] دوم [illegible]۔
سوم۔ [illegible] روغن بیلہ جونپوری فی سیر [illegible]۔
روغن کیوڑہ فی سیر قسم اول [illegible] دوم [illegible]
سفوف خضاب لاجواب سریع التاثیر فی سیر [illegible]
روغن چمبیلی فی سیر [illegible] و [illegible]۔
زردہ بیتر تباکو خوردنی خوشبودار معطر و معنبر خوش ذائقہ
و لطیف گوبیان۔ فی تولہ [illegible]
لکھنو کا ہر قسم کا اسباب یہ کارخانہ بکفایت اور عمدگی
نہایت دیانتداری کے ساتھ روپیہ وصول ہونے پر
روانہ کرسکتا ہے ؎

المشتہر
محمد یوسف۔ کارندہ کارخانہ
منشی محمد نثار حسین نثار۔ لکھنو چوک

قومی پریس

قوم کی امیدون پر اور قوم ہی
کی اغراض پوری کرنے کے لیے یہ پریس
بھی اسی کارخانے سے جاری کیا گیا ہی
جسکی چھپائی چند ہی روز مین لیتھوگراف
کا اعلے درجہ مسلم مان لی گئی ہے۔
ملک اور قوم اپنے قومی خادم سے
اوسکے لائق جو کام لیگی وہ حاضر ہے
معاملات کا تصفیہ پنج کی تحریرون سے
ہوسکتا ؎

المشتہر۔ مہتمم پیام یار لکھنو

کارخانہ احسن التجارت لکھنو

اس کارخانہ مین مال عمدہ اور بکفایت سے فروخت ہوتا ہی شایقین کو
ضرور منگوانا چاہیے۔ اگر ناپسند ہو واپس کیجیے۔ محصول ذمہ صاحب فرمایش
ہی۔ جواب طلب خط کے ساتھ آدہ آنہ کا ٹکٹ ہونا چاہیے۔ ہر قسم کا
مال مندرجہ ذیل قیمت نقد آنے پر یا بذریعہ ویلوپے ایبل مرسل ہوگا۔

نام اشیا مع وضع و کام	طول	عرض	قیمت
تھان کامدانی سنہری بیلدار بوٹیدار زنانی عمدہ	۱۰ گز	۱۲ گرہ	[illegible]
تھان چکن اور اسکے گل بوٹون مین کامدانی کا کام	〃	〃	[illegible]
تھان چکن بیل بوٹے دار۔	〃	〃	[illegible]
تھان ململ زنانہ باریک مثل آب روان	〃	〃	[illegible]
تھان تنزیبی ساخت لکھنو۔	〃	〃	[illegible]
دوپٹہ کامدانی کی سنہری نہایت عمدہ زنانے	۳ گز	[illegible]	[illegible]
دوپٹہ چکن اور اسکے گل بوٹون مین کامدانی	〃	〃	[illegible]
دوپٹہ چکن بیل بوٹہ دار زنانہ و مردانہ	〃	〃	[illegible]
کرتے چکن کے بیل بوٹیدار سلے ہوے طیار	[illegible]	[illegible]	[illegible]
قبا یعنی جبہ سوتی و ریشمی چکن کی۔	معمولی	معمولی	[illegible]
صدری سوتی و ریشمی۔	〃	〃	[illegible]
پائجامہ چھوٹی بڑی عمری کے۔	〃	〃	[illegible]
کلاہ گول سوزنی مع کام کلابتون۔	〃	〃	[illegible]
کلاہ زردوزی مخملی سیاہ سبز	〃	〃	[illegible]
کلاہ چوگوشیہ کمخواب زربفت قیتونذار	〃	〃	[illegible]
کلاہ چکن دوپلڑی و چوگوشیہ ترکی ٹوپی	〃	〃	[illegible]
فرد رضائی مین سکہ جالدار و بوٹیدار نہایت عمدہ۔	〃	〃	[illegible]
پلنگپوش جھاڑی دار نہایت عمدہ	〃	〃	[illegible]
لحاف مین سکہ و مارکین بیلدار نہایت عمدہ۔	〃	〃	[illegible]
تھان گلبدن شروع نہایت عمدہ	〃	〃	[illegible]

علاوہ ازین لکھنو کی نامی گرامی چیزین اور دوسرے
شہرون کی نصف قیمت پیشگی آنے پر
روانہ ہونگی۔ اور سوداگرون کے واسطے ایک آسان
طریقہ یہ کیا گیا ہی کہ جسقدر مال زیادہ منگاینگے اوسیقدر
کمیشن کم کیا جاوے گا ؎

المشتہر۔ سید حسن شاہ موسوی۔ لکھنو۔ نخاس گنج